فأما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله



از

ابو شہریار

طبع الاول ۲۰۱۷

طبع الثانی ۲۰۱۸

طبع الثالث ۲۰۲۰

www.islamic-belief.net





اس کتاب میں اسماء الحسنی سے متعلق روایات پر بحث کی گئی ہے - توحید کے مضامین قرآن میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں لیکن قرن دوم کے آغاز پر عراق و شام میں جہم بن صفوان نامی ایک شخص کا عقیدہ لوگ اختیار کر رہے تھے جس کے مطابق اللہ تعالی اس کائنات میں ہر مقام پر موجود ہے - یہ موقف وحدت الوجود کے نام سے صوفی فرقوں (یعنی دیوبندی و بریلوی و غیر ہم) میں مقبول ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالی ہی ہے - خالق و مخلوق میں کوئی دوئی و فرق نہیں ہے - کتب صوفیاء میں اس بات کو پلٹ پلٹ کر لا تعداد حکایتوں کی صورت سمجھایا گیا ہے -

دوسری طرف قرن سوم تک جا کر بہت سی روایات جمع ہو چکی تھیں جن میں رب العالمین کے جسم کی بات کی گئی تھی مثلا اللہ تعالی کے اعضا کا ذکر ان روایات میں موجود ہے - ان روایات پر بغداد میں مناظرے ہوتے تھے اور محدثین کا ایک گروہ کہتا تھا عرش عظیم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھایا جائے گا - امام مالک فرماتے تھے کہ اس قسم کی روایات جن میں اللہ تعالی کے چہرے کو آدم علیہ السلام سے ملایا گیا ہو ان کو روایت مت کرو، نہ یہ روایت کرو کہ اللہ تعالی کا عرش سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر ڈگمگا گیا - نہ عرش پر سوال کرو - اللہ تعالی عرش پر ہے لیکن کس طرح ؟ اس میں سوال بدعت ہے - یہ موقف تفویض کہلاتا ہے کہ ہم ان آیات کو متشابھات سمجھ کر ایمان لاتے ہیں اور تاویل اللہ کو سونپتے ہیں - اسماء و صفات کی بحث میں ان محدثین کو المفوضہ کہا جاتا ہے

تیسری طرف ایک گروہ گیا جس کو الحشویہ یا المجسمیہ کہا جاتا ہے—ان کا موقف ہے کہ اللہ تعالی کے اعضا ہیں بس انسان سے سائز میں بڑے ہیں کیونکہ قرآن میں ہے لیس کمثلہ شی اللہ کے جیسا کوئی نہیں - یہ موقف آجکل اہل حدیث و سلفی و وہابی فرقوں کا ہے - ان کے نزدیک عرش و اللہ تعالی سے متعلق آیات متشابھات نہیں ہیں - اسی طرح ان کے نزدیک قرآن و حدیث میں اگر کسی مقام پر ضمیر اللہ کی طرف ہو تو اس آیت و حدیث کا ظاہری مطلب لیا جائے گا - اس طرح ان کے نزدیک ہر روز ذات باری تعالی آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے کیونکہ یہ حدیث میں ہے - آسمان دنیا اس طرح اللہ تعالی میں جذب ہو جاتا ہے - اس حلولی عقیدے کو اختیار کر کے یہ لوگ جھمیوں سے کم نہ ہوئے - اس گروہ میں امام احمد کے بیٹے، ابو بکر الخلال، ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ ہیں—

چوتھا موقف ان علماء کا ہے جو متکلمین تھے اور امام ابو الحسن اشعری کے مذھب پر ہیں کہ اللہ تعالی سے متلعق آیات متشابھات ہیں اور احادیث کی تاویل کی جائے گی مثلا روز اللہ تعالی آسمان دنیا نازل نہیں ہوتے بلکہ ان کی رحمت نازل ہوتی ہے - مخالفین کی جانب سے ان علماء کو موولہ یعنی تاویل کرنے والے کہا جاتا ہے—ان میں امام بیہقی، ابن جوزی، ابن حجر عسقلانی، نووی وغیرہ ہیں -

راقم کی تحقیق کے مطابق آیات قرانی کے حوالے سے المفوضہ کا موقف یعنی امام مالک کا موقف درست ہے اور اسماء و صفات میں احادیث کی تاویل کے حوالے سے اشاعرہ کا منہج درست ہے



پیش لفظ

قرآن کریم کو دنیا میں اللہ تعالی کی معرفت کے لئے نازل کیا گیا ہے - انسان اپنے خالق کو جاننا چاہتا ہے کبھی اس کا دل دیکھنے کا چاہتا ہے - لیکن محدود انسانی عقل اور حواس خمسہ اور عالم تکوینی کی ساخت کی وجہ سے رب کو نہیں دیکھا جا سکتا – اللہ عرش پر مستوی ہے - اس کی ذات کو یہ زمین اٹھا نہیں سکتی ایسا اس نے خود بتایا ہے کہ موسی نے درخواست کی کہ وہ اللہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اللہ نے اپنا ظہور پہاڑ پر کرنا شروع کیا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا[1]-

وَلَمَّا جَاء مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ موسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

الأعراف

اور جب موسی ہمارے مقرر کردہ مقام پر پہنچا اور اپنے رب سے ہم کلام ہوا بولا اے رب مجھے دکھا ، میں تجھ کو دیکھوں- کہا : تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن اس پہاڑ کو دیکھو اگر اپنے مکان پر رہ گیا تو دیکھ لو گے پس جب اس کے رب نے جبل پر ظہور

[1] عربي لغت لسان عرب کے مطابق وَقَالَ الزَّجَّاجُ: تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ أي ظَهَرَ وبانَ، قَالَ: وَهَذَا قَوْلُ أهل السُّنة وَالْجَمَاعَة، وَقَالَ الْحَسَنُ: تَجَلَّى بَدَا لِلْجَبلِ نُور العَرْش
زجاج کہتے ہیں تجلی کی رب نے پہاڑ پر یعنی ظاہر ہو اور نظر آئے اور یہ قول اہل سنت کا ہے اور حسن کہتے ہیں تجلی شروع کی پہاڑ پر عرش کے نور کی

کیا اس کو ریزہ کر دیا اور موسی گر گیا جب ہوش آیا بولا تو پاک ہے میں توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں

یعنی الله تعالی کو یہ زمین اٹھا نہیں سکتی وہ عرش پر مستوی ہے اور اپنے علم کی وجہ سے ہر انسان کی شہہ رگ کے قریب ہے- معلوم ہوا کہ ہمارا رب اس زمین یا کسی بھی سیارہ پر اوتار نہیں بنا اور نہ مخلوق میں سے کسی کی شکل پر اترا-

مسلمان جب شام پہنچے تو وہاں ان کی ان نصرانی علماء سے بحث ہوئی جو علم و منطق یونان میں طاق تھے - فلسفہ کا بھی بنو امیہ نے ترجمہ کرایا اور خاص اس کام کے لئے نصرانی راہبوں کو رکھا گیا - اس میں پہلا مسئلہ یہ آیا کہ اشیاء کو کیسے بیان کیا جائے – جواب دیا گیا صفات سے – یہ فلسفہ یونان کی شق ہے دوسری شق ہے اپنی ضد سے پہچانی جائیں گی - اب ان شقوں کو رب العالمین پر لگایا گیا- پہلا سوال اٹھا کہ کیا الله کوئی شی ہے ؟ حکماء یونان کا قول تھا ہاں شی ہے
لہذا کلام یا لوگوس صفت ہے جو الله ہی ہے لوگوس انجیل یوحنا کے الفاظ ہیں

λόγος - LOGOS- الکلام

یوحنا کے بقول نعوذ باللہ، الله نے کلمہ الله مریم پر القا کیا جو الله کا کلام یا کلمہ تھا وہ روح میں متشکل ہوا اور ایک جسم بنا اس طرح عیسی شروع سے ہی الوہی تھا - الله کی پناہ اس کلام سے - مسلمان یہ سن کر متذبذب ہوئے اگر الله کا کلام مان لیں تو فلسفہ کی رو سے عیسی کو الوہی ماننا پڑے گا لہذا یہ بات زور پکڑ گئی کہ اللہ کلام نہیں کرتا - معتزلہ نے فلسفہ سے الله کو سمجھا اور یہ کہنے لگے کہ کلام الله کو الله کی صفت نہ کہا جائے

پہلی صدی ہجری کے اختتام تک مسلمانوں میں یونانی افکار داخل ہو چکے تھے – اس سے بنو امیہ اور بنو عباس دونوں متاثر ہوئے- ابْنُ خَلِّكَانَ کے مطابق خَالدُ ابْنُ الخَلِيْفَةِ يَزِيْدَ بنِ مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ الأُمَوِيُّ نے علم الكِيْمِيَاءَ پر تین رسائل تصنیف کیے[2]

2

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق

وذكر العسكري أنه كان مولعا بالكيمياء، وهو الذي شهرها في بلاد العرب.

اور عسکری نے ذکر کیا کہ خالد علم کیمیاء کا شوق رکھتے تھے اور عربوں کے شہروں میں اس کے لئے مشہور تھے

خیال رہے کہ علم کیمیا اس دور میں کیمسٹری سے زیادہ غناسطی تصورات بھی رکھتا تھا - کتاب الأعلام از الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) کے مطابق البيروني نے کہا کہ كان خالد أول فلاسفة الإسلام خالد اسلام کے پہلے فلسفی تھے - الزركلي کہتے ہیں یہ اشتغل بالكيمياء والطب والنجوم علم کیمیا اور طب اور علم نجوم میں مشغول رہتے – كتاب معجم الأدباء از الحموي (المتوفى: 626هـ) کے مطابق خالد علّامة خبيرا بالطبّ والكيمياء شاعرا علم طب کیمیا اور شاعری کے جاننے والے علامہ تھے - کہہ سکتے ہیں کہ خالد پہلے مسلمان سائنس دان تھے – خالد ایک محدث بھی ہیں ان کی روایت سنن ابو داود میں موجود ہے اور ان کا شمار ثقات میں کیا گیا ہے[3] - خالد کے بعد الجعد بن درهم نام کا ایک شخص خراسان سے دمشق پہنچا[4]- محمد بن مروان جو اموی تھے ان کو اس کا کلام پسند آتا یہاں تک کہ اس کو اپنے بیٹے

لیکن امام الذھبی نے اس بات کو غیر صحیح قرار دیا ہے - كَانَ خَالِدٌ يَعْرِفُ الكِيْمِيَاءَ، وَصَنَّفَ فِيْهَا ثَلاَثَ رَسَائِلَ، وَهَذَا لَمْ يَصِح.

[3] خالد کو مغرب میں
CALID
کہا جاتا ہے- کہا جاتا ہے کہ اپنے مصر کے سفر میں ان کو کتب ملیں جن سے یہ متاثر ہوئے یہاں تک کہ علمی کشش پر انہوں نے خلافت کو بھی خیرباد کہہ دیا کہ اس میں وقت صرف ہوتا - کہا جاتا ہے کہ ایک بازنیطی راہب
Marianos Romanus (Morienus the Greek)

نے یونانی کی کچھ کتب کا ان کے حکم پر عربی میں ترجمہ بھی کیا-

[4] الجعد بن درهم کے مخالفین کے بقول اس نے یہ کلام جادو گر أبان بن سمعان سے سیکھا جس نے اس کو طالوت بن أخت لبيد بن الاعصم سیکھا - یعنی وہی لبيد بن الاعصم جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا - كتاب سير أعلام النبلاء
پر تعلیق میں شعيب الأرناؤوط کہتے ہیں
ولم يذكر ابن كثير سنده في هذا الخبر حتى ننظر فيه، ويغلب على الظن أنه افتعله أعداء الجعد
ابن کثیر نے اس کی سند نہیں دی ... ظن غالب ہے کہ یہ جعد کے دشمنوں نے گھڑی

(بنو امیہ کے آخری خلیفہ) مروان الحمار کا اتالیق مقرر کیا [5]- خلیفہ هشام بن عبد الملك نے الجعد بن درهم کو دمشق سے نکال دیا اور عراق بھیجا جہاں اس کی ملاقات الجهم بن صفوان سے ہوئی اور الجهم بن صفوان اس کا شاگرد بن گیا - اسی شاگرد سے جهمية کا مذہب نکلا- الجعد بن درهم اور الجهم بن صفوان فلسفیانہ کلام کو پسند کرتے تھے - خالد بن عبد الله القسري جو واسط پر خلیفہ هشام بن عبد الملك کے دور میں گورنر تھے انہوں نے الجعد بن درهم کو سن ۱۰۵ ہجری کو عید الاضحی کے دن بطور قربانی ذبح یا قتل کیا - لگتا ہے کہ الجعد بن درهم کا دمشق میں اثر و رسوخ بڑھ رہا تھا اس وجہ سے ہشام نے اس کو دمشق سے نکال دیا - الجعد کے شاگرد مروان حمار (آخری اموی خلیفہ) اور ہشام بن عبد الملک کا جھگڑا بھی رہا- بہر حال محدثین و علماء نے الجعد کے قتل کو پسند کیا کیونکہ فلسفہ کے کلام سے ان کو سخت کوفت ہوتی تھی-

الجعد سے عراق میں جهم بن صفوان المتوفی ۱۲۸ ھ متاثر ہو چکا تھا اور یہ ایک مصیبت بن گیا[6] – اس نے ان افکار کو پھیلا دیا وہ جو الجعد صرف چند شاگردوں کو بیان کرتا تھا - اب یہ تمام امت کے سامنے آ گئے - کلام الله اور رب کی کیا تعریف ہے؟ اس پر بحث کا باب کھل گیا-

---

[5] اس سے نسبت کی بنا پر مروان حمار کو مروان الجعدي بھی کہا جاتا ہے

[6] الذھبی کتاب العَلو للعلي الغفار میں بتاتے ہیں کہ أبو معاذ خالد بن سليمان کہتے ہیں

كَانَ جهم على معبر ترمذ وَكَانَ فصيح اللِّسَان لم يكن لَهُ علم وَلَا مجالسة لأهل الْعلم فَكلم السمنية فَقَالُوا لَهُ صف لنا رَبك عزوجل الَّذِي تعبده فَدخل الْبَيْت لَا يخرج مِنْهُ ثمَّ خرج إِلَيْهِم بعد أَيَّام فَقَالَ هُوَ هَذَا الهوا مَعَ كل شَيْء وَفِي كل شَيْء وَلَا يَخْلُو مِنْهُ شَيْء فَقَالَ أَبُو معَاذ كذب عَدو الله بل الله جلّ جَلَاله على الْعَرْش كَمَا وصف نَفسه

جهم (بن صفوان) ترمذ کی گزر گاہ پر تھا اور فصیح تھا لیکن صاحب علم نہ تھا اور نہ ہی علم والوں کے ساتھ اُسکا اُٹھنا بیٹھنا تھا ، لہذا وہ لوگوں کے ساتھ باتیں کیا کرتا ، لوگوں نے اُسے کہا جِس اللہ کی تم عبادت کرتے ہو ہمیں اُسکی صفات بتاو تو وہ (جهم بن صفوان) اپنے گھر میں داخل ہوا اور کئی دن کے بعد باہر نکلا اور لوگوں کو جواب دیا کہ وہ جیسے کہ یہ ہوا ہر چیز کے ساتھ ہے ، اور ہر چیز میں ہے اور کوئی چیز اُس سے خالی نہیں تو أبو معاذ نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے ، اللہ تو اپنے عرش پر ہے جیسا کہ خود اللہ نے اپنے بارے میں بتایا ہے

اس دور میں بنو ہاشم خروج کر رہے تھے یہاں تک کہ ممکن ہے دمشق میں کتب خانوں سے ان کو فلسفہ کی کتب بھی مل گئی ہوں- اسی دور میں بصرہ میں عمرو بن عبید بن کیسان بن باب المتوفی ١٤٤ ھ بھی تھا جو ایک محدث تھا - یہ اور واصل بن عطاء المتوفی ١٣١ ھ دونوں امام حسن بصری کے شاگرد تھے یہاں تک کہ ان دونوں نے حسن بصری کی مجلس کو چھوڑ دیا اور ان کو اعتزل یا چھوڑنے والے کہا گیا[7]-
واصل بن عطاء کا شاگرد هياج بن العلاء السلمي ہوا جو رؤوس المعتزلة میں سے ایک تھا اور أمير المؤمنين المأمون اس کی بہت عزت کرتے- بنو عباس نے الهاشمیہ اور بغداد میں اپنے دربار میں اس قسم کے افکار کے تمام روساء کو جمع کر دیا – جن کو معتزلہ کہا جاتا ہے –

کہا جاتا ہے کہ معتزلہ نے خلق قرآن کا قول جهم بن صفوان المتوفی ١٢٨ ھ سے لیا - اور جهم نے اس کو الجعد بن درهم سے لیا - کہا گیا کہ الله کو خالق کہا جائے گا لیکن کلام اصل میں منشائے الہی ہے جو جبریل کو منتقل ہوا اور پھر کلام بنا- لہذا یہ کلام اصل میں قول رسول کریم یعنی فرشتہ کا قول ہے[8] – چونکہ فرشتہ مخلوق

---

[7]

محدثین میں قتادة اور سعيد ابن أبي عروبة اور سلام بن مسكين نے اس کے باوجود عمرو بن عبید بن کیسان سے احادیث کو لینا جاری رکھا – ابن معین کہتے ہیں كانوا يصدقون في حديثهم، ولم يكونوا يدعون إلى بدعة یہ حضرات عمرو بن عبید بن کیسان کی ان احادیث کی تصدیق کرتے ہیں جن میں اس کی بدعت نہ ہو -

[8]

الله خلق کرتا اور امر کرتا ہے یا حکم کرتا ہے
فرشتے اس نے خلق کیے جو وہ کام کرتے ہیں جو الله تعالی ان کو حکم کرتے ہیں
یہ عالم بالا کا عموم ہے

لیکن جب الله کسی چیز کا ارادہ کر لے تو اس کو ان فرشتوں کی حاجت نہیں وہ کن کہتا ہے اور چیز ہو جاتی ہے
یہ الله کی قوت، قدرت اور اس کے جبروت کا منظر ہے یہ خصوص ہے

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
زمین و آسمانوں کی ابتداء کرنے والا اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے
إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُون
عیسی کی مثال الله کے نزدیک آدم جیسی ہے جس کو مٹی سے خلق کیا پھر کہا ہو جا اور ہو گیا
إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
بلا شبہ ہمارا حکم یہ ہے کہ جب ہم ارادہ کریں کسی چیز کا تو اس سے کہیں ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے

ہے لہذا قرآن کو فنا ہونا ہو گا کیونکہ یہ مخلوق سے ادا ہوا ہے - یعنی معتزلہ نے اس کا انکار کیا کہ الله تعالی درحقیقت کلام کرتے ہیں اس طرح مسئلہ خلق قرآن کا آغاز ہوا- معتزلہ نے آیات میں بعض صفات کا انکار کر دیا مثلا سماع و بصر کا

قرآن کی آیت {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} [الشورى: 11] ہے لیکن عباسی خلفاء اس قدر جری ہوئے کہ انہوں نے غلاف کعبہ تک پر اس آیت کو بدل کر لکھا-
حنبل بن اسحاق کہتے ہیں انہوں نے عباسیوں کے دور میں کعبہ کا غلاف سن ۲۲۱ میں حج میں دیکھا جس پر سورہ الشوری کی آیت اس طرح لکھی تھی

ليس كمثله شيء وهو اللطيف الخبير

سیر الاعلام النبلا میں اسی حوالے کا ذکر ہے کہ

وحج فيها حنبل ، فقال : رأيت كسوة الكعبة ، وقد كتب فيها في الدارات : ليس كمثله شيء وهو اللطيف الخبير ، فحدثت به أبا عبد الله ، فقال : قاتل الله الخبيث ، عمد إلى كلام الله ، فغيره عنى ابن أبي داود.
اس کے مطابق ابن ابی داود نے آیت میں تحریف کی اور سمیع بصیر کے الفاظ ہٹا دے

اس دور میں سب سے پہلے صفت کا لفظ اسلامی لٹریچر میں استعمال ہوا - لفظ صفت عربی میں فلسفہ یونان سے آیا ہے یہ لفظ قرآن میں نہیں ہے اور الله کے نام ہیں

قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
مریم نے کہا اے رب مجھے لڑکا کیسے ہو گا جبکہ کسی مرد نے چھوا تک نہیں کہا یہ الله ہے جو جو چاہتا ہے خلق کر دیتا ہے جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے
وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ
اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے اس کا قول حق ہے اور اسی کے لئے بادشاہی ہے
هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
اور وہی ہے جو زندہ و مردہ کرتا ہے پس جب کسی امر کا فیصلہ کرے تو کہتا ہے ہو جا پس ہو جاتا ہے
ان تمام آیات سے واضح ہے کہ کن فیکون الله کا وہ حکم ہوتا ہے جو نیا ہو جس میں کوئی نیا بڑا کام ہونے جا رہا ہو جیسے اس کا ذکر تخلیق زمین و آسمان تخلیق آدم تخلیق عیسی کے سلسلے میں بیان ہوا ہے

جن کو صفت نہیں کہا گیا ہے الاسماء الحسنی کہا گیا ہے - راقم نے مجبورا اس تحریر میں صفت کا لفظ استعمال کیا ہے -
فلسفہ یونان کے امہات میں سے ہے کہ اشیاء اپنی صفت اور ضد سے پہچانی جاتی ہیں- یہ طریقہ استدلال فلسفہ کی وجہ سے   فلاسفہ اور محدثین دونوں میں رائج ہوا کیونکہ معتزلہ اس طریقہ کار کو استعمال کرتے تھے –

راقم کہتا ہے   الله کو ضد اور صفت کی بجائے اس طرح سمجھا جائے گا جیسا اس نے کتاب الله میں بیان کیا ہے بس نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم – یہ قول امام ابن حزم کا بھی ہے [9]- ابن حزم کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل میں کہتے ہیں

[9]

ابن حزم کا طریقہ استدلال المعتزلة جیسا بھی نہیں المعتزلة کے نزدیک الله کی صرف چھ صفت بذات تھیں اور باقی صفات بالفعل تھیں مثلا الله کسی کو رزق دیتا ہے اور کسی کو نہیں دیتا لہذا ان کے نزدیک الله ہر وقت نعوذ باللہ الرزاق نہیں – ابن حزم نے ایسی کوئی تقسیم نہیں کی- ہمارے نزدیک ابن حزم اور باقی اہل سنت کے موقف میں طریقہ استدلال کے فرق کی وجہ سے کچھ اختلاف ضرور ہے لیکن وہ اتنا نہیں کہ اس پر ابن حزم کو اہل سنت سے ہی خارج کر دیا جائے واللہ اعلم-

البانی کتاب لآيات البينات في عدم سماع الأموات على مذهب الحنفية السادات

میں تعلیق میں لکھتے ہیں

علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي من كبار حفاظ الحديث وأئمة الظاهرية ولكنه في الأسماء والصفات جهمي جلد

ابن حزم کھلے جھمی ہیں

اسی بات کو الصحیحہ میں بھی لکھتے ہیں

ہمارا موقف اس سلسلے میں افراط و تفریط سے الگ اعتدال پر مبنی ہے

انسان کو اللہ نے حواس خمسہ دیے ہیں اور اس کے لئے کہا

فجعلناه سَمِيعاً بَصِيراً

ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنا دیا

لیکن البصیر نہیں کہا بصیر کہا لہذا البصیر اللہ ہے یہ ایسے ہی ہے کہ العلی اللہ کا نام ہے اور علی ایک صحابی کا

جب ابن حزم کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے (قوت) سمع اور بصر کا اطلاق درست نہیں تو ان کا مقصد یہی ہوتا ہے انسانی حواس خمسہ سے اللہ کو بلند رکھیں

ابن حزم کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل میں کہتے ہیں

قَالَ الله تبَارك وَتَعَالَى {لَيْسَ كمثله شَيْء وَهُوَ السَّمِيع الْبَصِير} فَقُلْنَا نعم إِنَّه سميع بَصِير لَا كشيء من البصراء وَلَا السامعين ممَّا فِي الْعَالم وكل سميع وبصير فِي الْعَالم فَهُوَ ذُو سمع وبصر فَالله تَعَالَى بخلَاف ذَلِك بنَصّ الْقُرْآن فَهُوَ سميع كَمَا قَالَ لَا يسمع كالسامعين وبصير كَمَا قَالَ لَا يبصر كالمبصرين لَا يُسَمِّي رَبنَا تَعَالَى إِلَّا بِمَا سمى بِهِ نَفسه وَلَا يخبر عَنهُ إِلَّا بِمَا أخبر بِهِ عَن نَفسه فَقَط كَمَا قَالَ الله تَعَالَى {هُوَ السَّمِيع الْبَصِير} فَقُلْنَا نعم هُوَ السَّمِيع الْبَصِير وَلم يقل تَعَالَى إِن لَهُ سمعا وبصرا فَلَا يحل لأحد أَن يَقُول إِن لَهُ سمعا وبصراً فَيكون قَائِلا على الله تَعَالَى بِلَا علم وَهَذَا لَا يحل وَبِاللَّه تَعَالَى

اللہ تعالی کہتا ہے لَيْسَ كمثله شَيْء وَهُوَ السَّمِيع الْبَصِير اس کے جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ السَّمِيع الْبَصِير ہے پس ہم کہتے ہیں ہاں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے لیکن کسی بینا کی طرح نہیں اور کسی سننے والے کی طرح نہیں جو اس عالم میں ہیں ، اور ہر سننے والا اور دیکھنے والا جو اس عالم میں ہے تو وہ سمع و بصر والا ہے- لیکن اللہ تعالی کے لئے اس کے خلاف قرآن میں نص ہے پس وہ سننے والا ہے جیسا اس نے کہا ، نہ کہ وہ سنتا ہے ایسے جسے کوئی (انسان یا جانور) سنّتا ہے، اور دیکھتا ہے جیسا اس نے کہا، مگر ایسے نہیں جسے کوئی دیکھنے والا دیکھتا ہے – ہمارے رب تعالی نے کوئی نام نہ رکھا سوائے وہ جو اس نے خود رکھا اور کسی دوسرے نام کی خبر نہیں دی سوائے ان کے جن کی اس نے خبر دی- اللہ نے کہا کہ هُوَ السَّمِيع الْبَصِير پس ہم کہتے ہیں ہاں وہ السَّمِيع الْبَصِير ہے اور اللہ نے اپنے لئے (قوت) سمع اور بصر نہیں کہا سو یہ حلال نہیں کسی کے لئے بھی کہ وہ اللہ کے لئے سمع و بصر کہے کیونکہ وہ اللہ پر وہ بات بولے گا جس کا علم نہیں اور یہ حلال نہیں ہے

ابن حزم کہہ رہے ہیں اللہ کے نام کا مطلب ہے لیکن اس کی کیفیت کا پتا نہیں۔ ابن حزم کی رائے میں چونکہ اسماء کا مفہوم انسان کی عقل سے دور ہے لہذا ان کو صرف اسم ہی کہنا صحیح ہے ان کی تاویل

منع ہے اور چونکہ الله نے کہا ہے مجھ کو میرے ناموں سے پکارو تو اس کو ان ہی ناموں سے پکارا جائے گا- ان کے نزدیک الله کے ناموں کا مفهوم بھی ہے لیکن ان کی صحیح کیفیت الله کو پتا ہے

البانی سے سوال ہوا کہ هل آيات الصفات والأحاديث من المتشابهات أو من المحكمات ؟ كيا آيات صفات متشابهات ہیں؟

تو انہوں نے کہا

أما باعتبار الكيفية فهي متشابهة

کیفیت کے اعتبار سے متشابھات میں سے ہیں

بحوالہ موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني

ابن حزم نے کہیں بھی نہیں کہا کہ الله کے ناموں کا مطلب نہیں، اس کو اپ اچھی طرح سمجھ لیں

امام ابن حزم ایک مشهور محقق ہیں بعض مسائل میں ان کی رائے سب سے الگ ہے جس کی وہ اپنے حساب سے دلیل دیتے ہیں لیکن ان کے عقائد صحیح ہیں ان پر جهمیہ کا الزام ان پر ظلم ہے جو شخص میں جهم بن صفوان پر جرح کرے اس ہی کو جهمی کہنا آج کل اپنی کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل کے علماء کا فن ہے جو آنکھ میں دھول جھونک کر اپنی بات ثابت کرنا چاہتے ہیں-ابن حزم کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل کہتے ہیں

وَمن تدبر هَذَا القَوْل علم أنه أقبح من قَول جهم وَجَميع الْمُجبرَة لأنهم جعلُوا أَفعَال الْعباد طبيعة اضطرارية كَفعل النَّار للإحراق

اور جو اس قول پر غور کرے گا اس کو جهم اور .... کے قول کی برائی کو جان لے گا کیونکہ انہوں نے ... بندوں کے اضطراري افعال کو اگ جیسا کر دیا

ایک اور جگہ کہتے ہیں

وَلَا من قَول أحد من السّلف قبل اللعين جهم بن صَفْوَان

اور ایسا سلف میں سے کسی نے نہیں کہا لعين جهم بن صَفْوَان سے پہلے

ایک جگہ لکھتے ہیں

فَلَا يجوز القَوْل بِلَفْظ الصِّفَات وَلَا اعْتِقَاده بل هِيَ بِدعَة مُنكرَة

یہ صفات کا لفظ بولنا اور اس پر اعتقاد جائز نہیں بلکہ یہ بدعت منکر ہے

محدثین یونانی فلسفہ سے متاثر نہیں تھے لیکن معتزلہ کے رد میں وہ فلسفیانہ اصطلا حات کو استعمال کرتے رہے تھے -فلسفہ کی پہلی شق ہے کہ ہر چیز اپنی صفت سے جانی جائے گی- اشیاء اپنی صفت سے جانی جاتی ہیں لیکن کیا صفت کا لفظ الله کے لئے بولا جا سکتا ہے ؟ کیا الله کوئی چیز ہے ؟ اس پر نص کیا ہے ؟ لهذا سب سے پہلے محدثین کی جانب سے الله کو ایک شيء (چیز) بنایا گیا - اس پر دلائل پیش کیے گئے جس میں سورہ الانعام کی آیت سے استخراج کیا گیا

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةًۖ قُلِ اللَّهُۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْۚ

کہو کس چیز کی شہادت سب سے بڑی ہے ؟ کہو اللہ کی جو گواہ ہے ہمارے اور تمہارے بیچ

اور قرآن میں ہے

هَذَا التَّأْوِيل الْفَاسِد لأَنَّهُ تَعَالَى أخبر أَن كل من آمن فَإِنَّمَا آمن بِإِذن الله عز وَجل وَإِن من لم يُؤمن فَإِن الله تَعَالَى لم يَشَاء أَن يُؤمن فيلزمهم على هَذَا أَن كل مُؤمن فِي الْعَالم فمكره على الْإِيمَان وَهَذَا شَرّ من قَول الْجَهْمِية

یہ تاویل فاسد ہے .... اور یہ الْجَهْمِية کے برے اقوال میں سے ہے

جو شخص ابن حزم کو جھمی کہے اس کی جہالت میں شک نہیں اور یہ ان مفرط علماء کا کام ہے جن کے ذہن مسلک کا دفاع کرنے میں لگے رہتے ہیں

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلاَّ وَجْهَهُ

ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اللہ کے وجھہ کے

اس سے محدثین نے استخراج کیا کہ الله ایک چیز ہے لیکن وہ یہ بھول گئے کہ فلسفہ کی یہ شق عام چیزوں کے لئے ہے کیونکہ اصول عام پر ہوتا ہے استثنی پر نہیں ہوتا - الله نے اپنے لئے اگرچہ شيء یعنی چیز کا لفظ بولا ہے لیکن اپنے اپ کو ان سے الگ بھی کیا ہے

ليس كمثله شيء

إس کی مثل کوئی شيء نہیں ہے

اس کے علاوہ ایک روایت سے ان کو دلیل بھی ملی مثلا امام بخاری ایک حدیث الصحیح میں پیش کرتے ہیں جس میں صفة الرحمن کا لفظ ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلاَلٍ، أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلاَتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟»، فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ »

سعید بن ابی ھلال روایت کرتے ہیں کہ ابا الرجال نے روایت کیا کہ ان کی ماں عمرہ نے روایت کیا اور وہ حجرہ عائشہ میں تھیں کہ عائشہ رضی الله عنہا نے روایت کیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ایک شخص کو سریہ پر بھیجا اور وہ نماز میں کو سوره الخلاص پر ختم کرتے واپس انے پر اس کا ذکر رسول الله سے ہوا آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو ایسا کیوں کرتے تھے پس ان صاحب سے پوچھا تو انہوں کے کہا کہ اس میں صفت الرحمن کا ذکر ہے اور مجھ کو یہ پسند ہے لہذا اس کو پڑھتا تھا پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر دو کہ الله بھی اس کو پسند کرتا ہے

ابن حزم اس روایت میں راوی سعید بن ابی ھلال پر تنقید کرتے ہیں[10]

إن هَذه اللَّفْظَة انْفَرد بهَا سعيد بن أبي هلَال وَلَيْسَ بِالْقَوِيّ قد ذكره بالتخطيط يحيى وَأحمد بن حنبل

[10] البانی اس صفت والی روایت کو صحیح کہتے ہیں لیکن کتاب سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها میں ایک دوسری روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وفوق هذا كله؛ فإن أصل الإسناد- عند سائر المخرجين فيه سعيد بن أبي هلال، وهو مختلط

اور ان سب میں بڑھ کر اس کی اسناد میں سارے طرق میں سعید بن أبي ھلال جو مختلط ہے

كتاب سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة میں ایک دوسری روایت پر کہتے ہیں

الثانية: سعيد بن أبي هلال؛ فإنه كان اختلط؛ كما قال الإمام أحمد

دوسری علت سعید بن أبي ھلال ہے شک مختلط ہے جیسا کہ امام احمد نے کہا

ایک اور روایت پر كتاب سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة لکھتے ہیں

وفي إسناده سعيد بن أبي هلال؛ وهو وإن كان ثقة؛ فقد كان اختلط

اور اس کی اسناد میں سعید بن أبي ھلال ہے اگر وہ ثقہ بھی ہو تو ان کو اختلاط تھا

يہ لفظ بيان کرنے ميں سعيد بن أبي هلَال (المتوفى ١٤٩ ھ) کا تفرد ہے جو قوی نہيں اور اس کے اختلاط کا ذکر يحيى اور احمد نے کيا ہے

محدث الساجي نے بھی اس راوی کو الضعفاء ميں ذکر کيا ہے امام احمد کے الفاظ کتاب سؤالات أبي بكر أحمد بن محمد بن هانئ الأثرم ميں موجود ہيں- صفة الرحمن کے الفاظ کو بولنے ميں سعيد بن أبي هلال راوی کا تفرد ہے لہذا ابن حزم کی رائے اس روايت پر درست معلوم ہوتی ہے - اللہ تعالى فلسفہ اور اس کی اصطلاحات سے بلند و بالا ہے لہذا اس کو شی اور صفت سے سمجھنا صحيح نہيں ہے اس نے اپنے بارے ميں کتاب الله ميں جو بتا ديا ہے وه انسانوں کے لئے کافی ہے-

اسی دور ميں مُقَاتِلُ بنُ سُلَيْمَانَ البَلْخِيُّ أَبُو الحَسَنِ نام کا ايک شخص بھی مشہور ہوا- اس نے تفسير لکھی جس ميں خالصتا تجسيم کا انداز تھا - بہت سے لوگ اس سے متاثر ہونے جن ميں امام احمد بن حنبل بھی تھے[11]-

---

[11]

سير الاعلام النبلاء ميں مُقَاتِلُ بنُ سُلَيْمَانَ البَلْخِيُّ أَبُو الحَسَنِ کے ترجمہ ميں امام الذھبی کہتے ہيں کہ امام ابو حنيفہ نے کہا

وَعَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، قَالَ: أَتَانَا مِنَ المَشْرِقِ رَأْيَانِ خَبِيْثَانِ: جَهْمٌ مُعَطِّلٌ، وَمُقَاتِلٌ مُشَبِّهٌ

مشرق سے دو خبيث آراء آئيں ايک جهم معطل اور مقاتل مشبه

ميزان الاعتدال ميں الذھبی کہتے ہيں کہ امام ابو حنيفه نے کہا

قال أبو حنيفة: أفرط جهم في نفى التشبيه، حتى قال: إنه تعالى ليس بشئ. وأفرط مقاتل - يعنى في الاثبات - حتى جعله مثل خلقه

جهم نے افراط کيا تشبيہ کی نفی ميں يہاں تک کہ کہا الله تعالى کوئی چيز نہيں اور مقاتل نے اثبات ميں افراط کيا يہاں تک کہ اس کو مخلوق کے مثل کر ديا

امام بخاری تاریخ الکبیر میں کہتے ہیں لا شيء البتة - کسی طرح بھی کوئی چیز نہیں ہے

ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل وكان يشبه الرب بالمخلوقات یہ رب کو مخلوقات سے تشبیہ دیتا

وکیع اس کو کذاب کہتے

جبکہ تاریخ بغداد کے مطابق امام احمد مقاتل کی روایت پر کہتے مَا يعجبني أن أروي عَنْهُ شيئًا مجھے پسند نہیں کہ اس سے روایت کروں لیکن اس کی تفسیر پر کہتے

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله، هو أحمد بن حنبل، يسأل عن مقاتل بن سليمان، فقال: كانت له كتب ينظر فيها، إلا أني أرى أنه كان له علم بالقرآن. «تاريخ بغداد» 161/13.

أبو بكر الأثرم: نے کہا میں نے امام احمد کو سنا ان سے مقاتل بن سلیمان پر سوال ہوا تو انہوں نے کہا اس کی کتابیں تھیں میں ان کو دیکھتا تھا بلاشبہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قرآن کا علم ہے

ابن حجر کہتے ہیں: ونقل أبو الفتح الأزدي أن ابن معين ضعفه، قال: وكان أحمد بن حنبل لا يعبأ بمقاتل بن سليمان، ولا بمقاتل بن حيان

(500) /. «تهذيب التهذيب» 10

أبو الفتح الأزدي کہتے ہیں امام ابن معین اس کی تضعیف کرتے اور کہا امام احمد مقاتل کو کوئی عیب نہ دیتے

امام احمد کا مقاتل بن سلیمان المشبہ سے متاثر ہونا معنی خیز ہے

تفسیر ابن ابی حاتم کے مطابق مقاتل چاہتا تھا کہ قرآن کی آیات متشابہات کی تفسیر توریت کے تحت کی جائے

قَرَأْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاحِمٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَوْلُهُ: وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلامٍ وَأَصْحَابَهُ مِنْ مُؤْمِنِي أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ أَهْلِ التَّوْرَاةِ.

اس طرح الله تعالی کے لئے ذات ، وجود اور صفت کے الفاظ استعمال ہونے لگے جو غیر قرانی ہیں – اگلی صدیوں میں معتزلہ اور جھمیہ تو معدوم ہو گئے لیکن اہل سنت میں ان کلامی بحثوں کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو گئے اور ان فلسفیانہ اصطلاحات کو بھی قبول کر لیا گیا –

اس طرح محدثین میں دو گروہ اور ہوئے امام احمد کہتے الله نے کلام کیا اور قرآن کلام الله ہے یہاں تک کہ جو سیاہی سے لکھا گیا یا قرات کیا گیا وہ بھی الله کا کلام ہے مخلوق کا عمل اس کو نہ کہا جائے- جو ایسا کہتا ان کے نزدیک وہ جھمی تھا – امام بخاری کہتے جو مخلوق نے قرات کی وہ ان کا عمل ہے
امام احمد کہتے کیسے ؟ الله نے تو کہا حَتَّى يَسْمَعَ كَلامَ اللَّه یہاں تک کہ یہ الله کا کلام سنیں

یعنی مخلوق کی قرات بھی امام احمد کے نزدیک اسی طرح تھی جس طرح الله کا کلام کرنا

راقم کہتا ہے قرآن یا توریت یا انجیل یا زبور ان زبانوں میں ہیں جو الله نے خلق کی ہیں مخلوق کی آسانی کے لئے - قرآن کی قرات مخلوق کا عمل ہے اور اس کو تحریر کرنا بھی مخلوق کا عمل ہے
قرآن کے الفاظ کی ترتیب الله کا کلام ہے جو الله کی طرف سے ہے اس بنا پر قرآن کے ملفوظ الفاظ کی خاص ترتیب الله کا کلام ہے غیر مخلوق ہے لیکن ان کی قرات کرنا جس

مقاتل بن حیان نے کہا قرآن میں ہے علم میں راسخ لوگ ہیں تو یہ عبد الله بن سلام اور وہ مومن ہیں اہل کتاب میں سے جو اہل توریت میں

کو لفظی بالقرآن کہا جاتا ہے مخلوق کا عمل ہے یہی موقف امام کرابیسی کا تھا جو امام بخاری نے لیا اور اس کا پرچار کیا

ساتویں صدی ہجری میں محی الدین ابن العربی (المتوفی ٦٣٨ ھ) ایک صوفی ظاہر ہوئے - تخلیق کائنات کے حوالے سے یونانی فلسفی پلوتینس[12] کے نظریہ صدور جیسا فلسفہ ابن عربی نے پیش کیا جس میں الله سے کائنات کا صدور ہوتا ہے اور تدریجا یہ پہلے سے ابتر ہوتا چلا جاتا ہے گویا الله خلق نہیں کرتا بلکہ اس سے کائنات کا ظہور ہوتا ہے - اس کو **تنزلات ستہ** کہا جاتا ہے اور یہ سب الله تعالی کے علم میں ہوا ہے – یا با الفاظ دیگر یہ کائنات ابھی تخلیق نہیں ہوئی نہ ہو گی – اس کی وجہ یہ ہے کہ لا وجود الا الله – اگر وجود صرف الله تعالی کا ہے تو پھر جو چیز بھی الله کے سوا ہے وہ بھی اسی کی ذات کا حصہ ہے – صوفیا میں یہ نظریہ وحدت الوجود کہلاتا ہے اگر وہ الله کے سوا کائنات کو حقیقی کہیں – اور یہی بات وحدت الشہود کہلاتی ہے اگر وہ کائنات کو وہم و خیال قرار دیں-

یعنی ساتویں صدی کے آخر تک الله تعالی کی ذات و صفات پر کلام اس قدر تھا کہ سب الجھ گیا تھا - صوفی منش محدثین البیہقی اور ابو نعیم بھی میدان میں تھے – خالص صوفیا مثلا الغزالی بھی ایک متکلم تھے- یہ سب صفات میں کلام کرتے تھے – تصوف کی قدیم کتاب التعارف از کلابازی میں بھی صفات پر بحث ہے

اہل سنت میں سے بعض نے صفات الله میں جھمیہ کا موقف پسند کیا[13]- جھم کے مطابق اس کا رب ایک انرجی نما ہے جو تمام کائنات میں ہے - چونکہ یہ قول وحدت الوجود یا وحدت الشہود جیسا ہی ہے اس قول کو صوفیاء میں درجہ قبولیت مل گیا-

دوسری طرف محدثین میں دو گروہ ہوئے - ایک گروہ نے فوض کا قول لیا - فوض کہتے ہیں سوپنے کو کہ ہم صفات میں علم اللہ کو سونپتے ہیں ہم اس میں اعضا والی رائے نہیں رکھیں گے – ان کی دلیل ہے کہ یہ متشابہات ہیں – سلف کے وہ محدثین اور

---

[12] پلوتینس، (ca. 204/5–270 عیسوی) قدیم دنیا کے ایک بڑے فلسفی تھے ۔ ان کی کتاب Enneads مابعدالطبیعاتی تحریروں کا مجموعہ ہے ، جس نے صدیوں کافر، عیسائی، یہودی، اسلامی ، غناسطی صوفیاء کو متاثر کیا ہے ۔

[13] برصغیر کے اہل تصوف یعنی دیوبندی اور بریلوی دونوں عرش کو لا محدود کہتے ہیں

علماء جو صفات کا علم اللہ کو سونپتے ہیں ان کو اہل حدیث المفوضہ کہا جاتا ہے جن میں امام الزہری ، امام مالک،امام ابن قتیبہ ، امام الاشعری، ابن جوزی ، ، ابن عقیل، ابن حجر ، النووی وغیرہ ہیں[14]- المفوضہ میں امام الاشعری ہیں – انہی سے الأشاعرة کا مذہب نکلا ہے - الأشاعرة کے علماء کہتے ہیں کہ اللہ کی صفات کی تفصیل معلوم نہیں ان پر ایمان لایا جائے گا اور ان کو اسی طرح نہیں قبول کیا جائے گا جس سے جسم ثابت ہو جو اعضا والا ہے مثلا اللہ کا ہاتھ ،پیر، اس کا سینہ ،انگلی، بازو ،سر ،سر کے بال -

محدثین میں سے بعض نے افراط کا مظاہرہ کیا اور عرش الٰہی کو ایک ٹھوس چیز ثابت کرنے کے لئے یہ عقیدہ لیا کہ ان کا رب اس پر بیٹھا ہے اور روز محشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس پر بٹھایا جائے گا – اسی گروہ نے اپنے رب کو اعضا والا کہا یہاں تک کہ کہا کہ اللہ تعالی کے سر کے بال گھنگھریالے ہیں- ان کو ا **لمشبهة** یا **المجسمة** یا **الحشوية** کہا جاتا ہے [15] وہ محدثین اور علماء جو صفات کو ظاہر پر لیتے ہیں ان میں سرفہرست امام احمد، ابن تیمیہ، غیر مقلدین اور وہابی فرقہ کے لوگ ہیں- سلف میں المروزی کے مطابق امام احمد اللہ کے لئے صورت یا چہرے کے قائل تھے اور اسی قول کو ابی یعلی مصنف طبقات حنابلہ نے لیا ہے[16]- لیکن ابن عقیل اور ابن جوزی جو حنبلی ہی ہیں انہوں نے اس کو ا **لمشبهة** کا قول کہہ کر اسکا انکار کیا ہے اور اس کا بھی انکار کیا کہ یہ احمد کا قول تھا – ابن تیمیہ نے ابی یعلی کا قول لیا ہے اور دعوی کیا ہے کہ تین قرون تک لوگ صفت صورت کو مانتے تھے جبکہ یہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے- شوافع میں ابن المقلن بھی ا **لمشبهة** ہیں وہ کہتے ہیں کہ روز محشر اللہ تعالی اپنی پنڈلی کو ظاہر کریں گے جس سے محشر روشن ہو

14

احناف میں سے بعض کا اشاعرہ جیسا صفات پر عقیدہ ہے جو عصر حاضر میں شعیب الارنوط کا بھی ہے کہ صفت پر ایمان لایا جائے گا اس سے اللہ تعالی کے اعضا یا بالوں کا اثبات نہیں کیا جائے گا-

15

جس اہل حدیث اور سلفی وہابی فرقہ کے لوگ ہیں اگرچہ یہ اس کا انکار کرتے ہیں کہ وہ مجسمیہ ہیں لیکن دوسری طرف وہ روایات جن میں اللہ تعالی کے لئے اعضا کی خبر ہے اس کی تاویل نہیں کرتے اور ان کو اس کے ظاہر پر لیتے ہیں

16

شَيْخُ الحنَابِلَة قاضی ابویعلی جن کی کتب پر ابن تیمیہ اور وہابیوں نے اپنا عقیدہ صفات رکھا ہے ان کے بارے میں الذھبی سیر الاعلام میں کہتے ہیں
وَجَمَعَ كِتَاب (إِبطَال تَأْويل الصِّفَات) فَقَامُوا عَلَيْه لِمَا فِيْه مِنَ الوَاهِي وَالمَوْضُوْع،
اور انہوں نے کتاب (إِبطَال تَأْويل الصِّفَات) کو جمع کیا اور اس میں واہی (احادیث) اور موضوعات کو بیان کیا

جائے گا [17] - لیکن شوافع میں آٹھویں صدی کے محدث الذھبی اس کے سخت انکاری تھے اور اس طرح ابن تیمیہ اور الذھبی دونوں صفات میں ایک دوسرے کے مخالف تھے – اگلی صدیوں میں ابن حجر نے صفات میں ا **لمشبهة** کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ الله کے اعضا نہ بولے جائیں – وہابیوں نے ا **لمشبهة** کی رائے اختیار کی اور ان کے نزدیک ابن تیمیہ کا عقیدہ ابن جوزی سے جدا اور صحیح ہے- اس طرح وہابیہ نے حنابلہ کے اس گروہ کا حصہ بننا پسند کیا جو ا ا **لمشبهة** میں سے ہے-

ابن تیمیہ اور وہابی صفات کو متشابہات کہنے کے خلاف ہیں اور ان کی تاویل سے بھی منع کرتے ہیں - ان کے نزدیک صفات کا مفہوم ظاہر پر لیا جائے گا -اس کو محدثین کا عقیدہ بتاتے ہیں جبکہ یہ تمام محدثین کا عقیدہ نہیں تھا صرف چند کا تھا جو روایت پسند تھے کہ اگر روایت میں الله کے اعضا کا ذکر ہے تو وہ وہی ہیں جو انسان کے حوالے سے ہم کو پتا ہیں[18]- گویا الله نے ہاتھ کہا ہے تو اس کا ہاتھ ہے اور

17

ان لوگوں کی دلیل ابن مسعود رضی الله عنہ سے مروی ایک ضعیف حدیث ہے

18

سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی خود پھنس جاتے ہیں جب یہ قول لکھتے ہیں
:ابْنُ سَعْدٍ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ
.اهْتَزَّ العَرْشُ لِحُبِّ لِقَاءِ اللهِ سَعْداً
.قَالَ: إِنَّمَا يَعْنِي: السَّرِيْرَ

مجاہد نے ابن عمر سے روایت کیا کہ سعد سے ملاقات پر الله کا عرش ڈگمگا گیا- کہا: اس کا تخت

الذھبی کہتے ہیں

قُلْتُ: تَفْسِيْرُهُ بِالسَّرِيْرِ مَا أَدْرِي أَهُوَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، أَوْ مِنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ؟ وَهَذَا تَأْوِيْلٌ لاَ يُفِيْدُ، فَقَدْ جَاءَ ثَابِتاً عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَعَرْشُ اللهِ، وَالعَرْشُ خَلْقٌ للهِ مُسَخَّرٌ، إِذَا شَاءَ أَنْ يَهْتَزَّ اهْتَزَّ بِمَشِيْئَةِ اللهِ، وَجَعَلَ فِيْهِ شُعُوْراً لِحُبِّ سَعْدٍ، كَمَا جَعَلَ -تَعَالَى- شُعُوْراً فِي جَبَلِ أُحُدٍ بِحُبِّهِ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.

میں کہتا ہوں: اس کی تفسیر تخت سے کرنا مجھے نہیں پتا کہ مجاہد کا قول ہے یا ابن عمر کا ؟ اور اس تاویل کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ عرش رحمان ثابت ہے ... اور اگر الله چاہے تو اپنی مشیت سے عرش میں شعور پیدا کر سکتا ہے سعد کی محبت کے لئے جیسا جبل احد میں کیا نبی صلی الله علیہ وسلم کے لئے

امام مالک اس کے برعکس اس روایت کے خلاف ہیں نہ وہ تاویل کرتے ہیں نہ اس کو تفویض کرتے ہیں اس کی روایت سے ہی منع کرتے ہیں

كتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها میں الذھبی کہتے ہیں

وَقد بَينا دين الْأَئِمَّة وَأهل السّنة أَن هَذِه الصِّفَات تمر كَمَا جَاءَت بِغَيْر تكييف وَلَا تَحْدِيد وَلَا تجنيس وَلَا تَصْوِير كَمَا رُوِيَ عَن الزُّهْرِيّ وَعَن مَالك فِي الاسْتوَاء فَمن تجَاوز هَذَا فقد تعدى وابتدع وضل

اور ہم نے واضح کیا ہے ائمہ کا دین اور اہل سنت کا کہ صفات جیسی ائی ہیں بغیر کیفیت اور حدود اور چھونے اور تصویر کے جیسا امام الزہری سے اور امام مالک سے روایت کیا گیا ہے استواء پر اس سے اگر کسی نے تجاوز کیا تو اس نے بدعت و گمراہی کی

روایات کو اس کے ظاہر پر لیتے ہوئے یہ لوگ اس مقام تک گئے کہ رب العالمین کے لئے سلفیوں نے اس عقیدہ کو بھی لیا کہ وہ کھنگریا لے بالوں والا ہے

ابن تیمیہ الحموية ص 286 میں لکھتے ہیں
وأما الصنف الثالث: وهم أهل التجهيل: فهم كثير من المنتسبين إلى السنة وأتباع السلف. يقولون: إن الرسول صلى الله عليه وسلم لم يكن يعرف معاني ما أنزل الله عليه من آيات الصفات، ولا جبريل يعرف معاني تلك الآيات، ولا السابقون الأولون عرفوا ذلك. وكذلك قولهم في أحاديث الصفات: إن معناها لا يعلمه إلا الله، مع أن الرسول تكلم بهذا ابتداءً، فعلى قولهم تكلم بكلام لا يعرف معناه.

اور ایک تیسری صنف ہے اور یہ اہل تجھیل ہیں : اور یہ سنت کی طرف منسوب ہیں اور سلف کی اتباع کی طرف - کہتے ہیں رسول الله صلی الله علیہ وسلم آیات صفات جو الله نے نازل کی ہیں ان کا معنی نہیں جانتے تھے اور نہ جبریل ان معنوں کو جانتے تھے، اور نہ السابقون الأولون ان معنوں کو جانتے تھے اور اسی طرح کا ان کا قول احادیث صفات پر ہے کہ ان کا مطلب الله کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اور رسول الله نے ایسا کلام کیا جس کا مطلب وہ نہیں جانتے تھے

البانی الرد علی المفوضة میں کہتے ہیں

أن عقيدة السلف تحمل آيات على ظاهرها دون تأويل ودون تشبيه

سلفی عقیدہ ہے کہ آیات کو ظاہر پر ہی لیا جائے گا بغیر تاویل و تشبہ کے

البانی ایک سوال کے جواب میں مفوضہ پر کہتے ہیں

رحمان کے عرش کا ہلنا اس کا ڈگمگانا اور پھر اس کو جبل احد سے سمجھانا کیا کیفیت نہیں ہیں - راقم کے نزدیک جس کام سے امام الذہبی منع کر رہے ہیں اسی کو کر رہے ہیں اور امام مالک کا قول اس روایت پر کیا ہے ؟ کم از کم اسی کو دیکھ لیں

وكما جاء في بعض كتب الأشاعرة كالحافظ ابن حجر العسقلاني، وهو من حيث الأصول والعقيدة أشعري

اور ایسا بعض الأشاعرة کی کتب میں ہے جیسے ابن حجر عسقلانی کی کتب اور وہ اصول میں أشعري عقیدہ پر ہیں

نووی بھی عقیدے میں اشاعرہ والا عقیدہ رکھتے ہیں لھذا وہابی عالم مشھور حسن سلمان نے کتاب لکھی جس کا نام ہے
الردود والتعقبات على ما وقع للإمام النووي في شرح صحيح مسلم من التأويل في الصفات وغيرها من المسائل المهمات
جس میں ان کے مطابق امام نووی بھی صفات میں صحیح عقیدہ نہیں رکھتے تھے -
اسی طرح ان کے مطابق ابن حجر بھی كان متذبذباً في عقيدته صفات پر عقیدے میں متذبذب تھے[19]-

[19]

یہ کتاب یہاں سے حاصل کر سکتے ہیں
http://ia601408.us.archive.org/20/items/rudud_nawawi2/rudud_nawawi2.PDF

سعودی کی دائمی کمیٹی کہتی ہے کہ ہمارا موقف ابی بکر الباقلانی اور بیہقی اور ابن جوزی اور نووی ور ابن حجر اور ان کے جیسوں کے بارے میں ہے جنھوں نے اللہ تعالی کی بعض صفات کی تاویل کو اصلی معنی سے پھیر دیا ... کہ انہوں نے غلطی کی ہے صفات کے نصوص کی تاویل کرکے اور امت کے اسلاف اور آئمہ سنت کی مخالفت کی سوائے انہوں نے صفات ذات کی تاویل کی یا صفات افعال یا بعض دیگر کی ہے-
http://www.alifta.net/fatawa/fatawaDetails.aspx?BookID 3&View Page&PageNo 2&PageID 880

دائمی کمیٹی کا موقف صحیح نہیں ہے

ابن حجر یا نووی یا ابن جوزی نے کہاں تاویل کی ہے ؟ بلکہ یہ علماء تو تاویل کے خلاف ہیں یہ معنی کی تفویض کرتے ہیں
اشاعرہ کا ایک گروہ ہے جو المؤولہ ہیں وہ تاویل کرتے ہیں تاکہ تجسیم نہ ہو یہ تمام علماء اللہ کو ایک جسم نہیں کہتے جبکہ سلف کے ابن تیمیہ اور امام احمد المجسمیہ اور المشبہ میں سے ہیں اسی طرح یہ

گروہ سلف رب العالمین کے لئے بال تک مانتے ہیں
لہذا تاویل کہنا آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے

محمد بن صالح العثيمين ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں

هناك علماء مشهودٌ لهم بالخير ، لا ينتسبون إلى طائفة معينة من أهل البدع ، لكن في كلامهم شيءٌ من كلام أهل البدع ؛ مثل ابن حجر العسقلاني ، والنووي رحمهما الله ، فإن بعض السفهاء من الناس قدحوا فيهما قدحاً تاماً مطلقاً من كل وجه ، حتى قيل لي : إن بعض الناس يقول : يجب أن يُحرَق " فتح الباري " ؛ لأن ابن حجر أشعري ، وهذا غير صحيح

کچھ علماء ہیں جن کے خیر پر گواہ ہیں ان کو اہل بدعت سے منسوب نہیں کیا جاتا لیکن ان کے کلام میں اہل بدعت کی باتیں ہیں مثلا ابن حجر اور النووی الله رحم کرے – پس بعض احمق لوگوں نے ان پر قدح کی ہر جانب سے یہاں تک کہ کہا فتح الباری کو جلا دو کیونکہ یہ ابن حجر، أشعري کے مذھب پر ہے اور یہ (ارادہ) صحیح نہیں

نووی ہوں یا ابن حجر یا ابن جوزی یا امام مالک (یا بعض حنابلہ معدوم کے نزدیک امام احمد) یہ اہل حدیث مفوضہ میں سے ہیں یہ لوگ صفات کی تاویل نہیں کرتے ان کو تفویض کرتے ہیں
جبکہ امام احمد اور ان کے ہم قبیل المجسمیہ اور المشبہ میں سے ہیں یہ لوگ صفات کو ظاہر پر لیتے ہیں اور الله کے اعضاء وجوارح کو مانتے ہیں

اپ غور کریں امام احمد کا نام دونوں گروہوں میں شامل ہے اس کی وجہ حنبلیوں کا اپس کا اختلاف ہے ابن جوزی حنبلی ہیں لیکن المشبہ کے خلاف ہیں اور ان کے مطابق یہ امام احمد کا عقیدہ نہیں تھا وہ المفوضہ تھے حنابلہ کا یہ گروہ اب معدوم ہے

اس کے برعکس ابن تیمیہ کہتا تھا کہ امام احمد الله کے بالوں کے قائل تھے جیسا اس کی کتاب جو جھمیوں کے رد میں ہے اس میں موجود ہے
اسی المشبہ کے عقیدے کو حنبلی مقلدین وہابی اور موجودہ فرقہ اہل حدیث نے اپنا لیا ہے

بن باز کہتے ہیں امام احمد اہل حدیث المفوضہ کے خلاف تھے فرماتے ہیں
ج٣ ص ٥٥ پر
دائمی کمیٹی کے فتوے

اور پھر امام احمد رحمه الله اور دیگر أئمہ سلف نے تو اہل تفویض کی مذمت کی ہے، اور انہیں بدعتی قرار دیا ہے، کیونکہ اس مذہب کا تقاضہ یہ ہے کہ الله سبحانه و تعالی نے اپنے بندوں کے ساتھ ایسا کلام فرمایا ہے جسے وہ نہیں سمجھ سکتے ہیں، اور اس کے معنی کے ادراک سے قاصر ہیں

http://www.alifta.net/Search/ResultDetails.aspx?languagename=ur&lang=ur&view=result&fatwaNum=&FatwaNumID=&ID=158&searchScope=4&SearchScopeLevels1=&SearchScopeLevels2=&highLight=1&SearchType=exact&SearchMoesar=false&bookID=&LeftVal=0&RightVal=0&simple=&SearchCriteria=allwords&PagePath=&siteSection=1&searchkeyword=216181217129216167216170#firstKeyWordFound

دائمی کمیٹی کے مطابق احادیث میں تجسیم پر اشارہ ہے کہتے ہیں

اور ان کی سنت مطہرہ تو ایسی عبارتوں سے بھری پڑی ہیں، جن کے بارے میں مخالف یہ خیال رکھتا ہے کہ اس کا ظاہر موجب تشبیہ و تجسیم ہے، اور یہ کہ اس کے ظاہر کا عقیدہ رکھنا سراسر گمراہی ہے، اور پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیان نہ فرمائیں، اور اس کی وضاحت نہ کریں، اور پھر یہ کیسے جائز ہے کہ سلف یہ کہتے نظر آئیں کہ انہیں اسی طرح گذار دو جس طرح یہ وارد ہیں، جبکہ اس کا مجازی معنی ہی مراد ہو، اور یہ عرب کو ہی سمجھ میں نہ آئے

http://www.alifta.net/Search/ResultDetails.aspx?languagename=ur&lang=ur&view=result&fatwaNum=&FatwaNumID=&ID=167&searchScope=4&SearchScopeLevels1=&SearchScopeLevels2=&highLight=1&SearchType=exact&SearchMoesar=false&bookID=&LeftVal=0&RightVal=0&simple=&SearchCriteria=allwords&PagePath=&siteSection=1&searchkeyword=216181217129216167216170#firstKeyWordFou

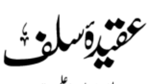
یہ حنابلہ متقدمین اور نو مولود سلفیوں کا اپس کا اختلاف ہے - ابن قدامہ حنبلی کا کہنا تھا کہ الله تعالی ان آیات کو اتارا تاکہ مخلوق کا امتحان لے اس پر حال ہی میں شائع شدہ کتاب عقیدہ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ ص۹۳ میں واصل واسطی ص ۹۳ پر لکھتے ہیں

ایک غیر معقول اصول

ساتویں بات یہ ہے کہ ابن قدامہؒ نے آخری سوال کا جو جواب دیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز ہے کہ بندوں کو ایسی بات پر ایمان لانے کو کہے، جس کا وہ مطلب نہ جانتے ہوں، تا کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا امتحان لیں'' تو اس سے بڑھ کر فضول جواب شاید ہی کسی نے دیا ہو؟ ابوحامد غزالیؒ، فخر الدین

راقم کہتا ہے سلفیوں کی غلطی یہ ہے کہ متشابہات کے مفہوم پر بحث کر رہے ہیں جبکہ ان کی تاویل صرف الله کو پتا ہے اسی سے تفویض کا حکم کرنا نکلتا ہے کہ ہم اسماء و صفات میں مفہوم الله کو سپرد کرتے ہیں

کتاب عقیدہ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ ص ٦٨ میں واصل واسطی لکھتے ہیں کہ سلف میں یہ تصور نہیں پایا جاتا کہ صفات الہی متشابہا ت میں سے ہیں



پراعتراضات کا علمی جائزہ

مولانا واصل واسطی



سلف کے نزدیک محکمات اور متشابہات کا مطلب

۱- محکمات وہ ہیں کہ جس پر ایمان لانا بھی لازم ہو، اور اس پر عمل بھی ہوتا ہو، حلال وحرام اور حدود وفرائض وغیرہ۔ متشابہات وہ ہیں کہ جن پر ایمان لانا لازم ہو، مگر ان پر عمل نہ ہوتا ہو۔ جیسے منسوخ، امثال وغیرہ یہ سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

۲- محکمات وہ ناسخ آیات ہیں کہ جن کی پیروی ہوتی ہو، اور ان پر عمل بھی جاری ہو۔ متشابہات منسوخ آیات ہیں کہ جن کی نہ اطاعت ہوتی ہو اور نہ اس پر عمل ہوتا ہو، یہ سیدنا ابن مسعودؓ وابن عباسؓ وقتادہؒ و ربیعؒ سے مروی ہے۔

۳- محکمات وہ آیات ہیں کہ جن میں حلال وحرام کا واضح بیان موجود ہو۔ متشابہات وہ آیات ہیں کہ جن کے معانی متشابہ اور الفاظ مختلف ہوں۔ یہ مجاہد بن جبرؒ سے مروی قول ہے۔

۴- محکمات وہ آیات ہیں کہ جن میں صرف ایک تاویل ہو، مختلف تاویلات نہ ہوں۔ متشابہات وہ آیات ہیں کہ جن میں مختلف تاویلات کا احتمال ہو۔ یہ قول جعفر بن زبیرؒ سے مروی ہے۔

۵- محکمات وہ آیات ہیں کہ جن کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لیے کی ہے۔ متشابہات وہ آیات ہیں کہ جن کے الفاظ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، جیسے قرآنی قصوں میں ہوتے ہیں۔ یہ ابن زیدؒ کا قول ہے۔

۶- محکمات وہ آیات ہیں کہ جن کی تفسیر وتاویل کو علماء جانتے ہیں۔ متشابہات وہ آیات ہیں کہ جن کی تاویل وتفسیر کو اللہ کے سوا کوئی بھی نہ جانتا ہو۔ یہ سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے اور ابن جریرؒ کا پسندیدہ ہے۔(۱)

یہ ہم نے متقدمین علما کے کچھ اقوال ان تفاسیر سے پیش کیے ہیں، جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سلف صالحین میں اس بات کا تصور ہی نہیں پایا جاتا کہ صفات الٰہی متشابہات میں سے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان

صفحہ ٦٥ پر لکھتے ہیں

صفاتِ الٰہیہ متشابہات میں سے نہیں

۱- پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ صفات الٰہی کا مسئلہ متشابہات میں داخل ہے تو ان پر لازم ہے کہ یا تو اس کے ثبوت میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کریں، یا پھر سلف صالحین یعنی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ عظام اور تبع تابعینؒ کے اقوال وآرا کو سامنے لائیں۔ تا کہ پتہ چلے کہ واقعی صفات الٰہی کا مسئلہ متشابہات میں داخل ہے۔ باقی رہے جوینیؒ، ابن العربیؒ، رازیؒ ونسفیؒ وغیرہ تو انہوں نے صرف اہل السنّت والجماعت کے افراد کا منہ بند کرانے کے لیے یہ شوشہ چھوڑا ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ محققین اشاعرہ میں سے بھی بعض لوگ اس کو پسند نہیں کرتے کہ صفات الٰہی کے مسئلے کو متشابہات میں رکھا جائے۔ مثلاً ابو حامد غزالیؒ لکھتے ہیں:

صفحہ ۱۰۸ پر واصل واسطی لکھتے ہیں

ابن تیمیہؒ اہل تجہیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

وأما الصنف الثالث هم أهل التجهيل هم كثير من المنتسبين إلى السنة واتباع السلف، يقولون أن الرسول عليه السلام لم يكن يعرف معاني ما أنزل إليه من آيات الصفات ولا جبريل يعرف معاني الآيات ولا السابقون الأوّلون عرفوا ذلك وكذلك قولهم في أحاديث الصفات أن معناه لا يعلمه

۱-التدمریۃ ص۶۹ ۲-الحمویۃ ص۵۰۸

إلا الله مع أن الرسول عليه الصلوٰة والسلام تكلم بهذا ابتداءً فعلىٰ قولهم تكلم بكلام لا يعرف معناه وهؤلاء يظنون أنهم اتبعوا قوله تعالىٰ "وما يعلم تاؤيله إلا الله" (۱) فإنه وقف كثير من السلف علىٰ قوله إلا الله وهو وقف صحيح لكن لم يفرقوا بين معنى الكلام وتفسيره وبين التأويل الذي انفرد الله بعلمه وظنوا أن التأويل المذكور في كلام الله هو التأويل في كلام المتأخرين وغلطوا في ذلك۔ (۲)

تیسری قسم اہل التجہیل کی ہے۔ سنت اور اتباع سلف کی طرف منسوب علما میں یہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات صفات جو آپؐ پر نازل ہوئی تھیں، کے معانی نہیں جانتے تھے اور جبریل علیہ السلام بھی ان آیات صفات کے معانی نہیں جانتے تھے، اور نہ السابقون الأولون ان کے معنیٰ کو جانتے تھے۔ اسی طرح وہ احادیث صفات کے بارے میں یہی تصور رکھتے ہیں کہ ان کا معنیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ باوجودیکہ احادیث پر تکلم اولاً وابتداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، تو ان کا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گفتگو فرمائی ہے جس کا معنیٰ وہ خود نہیں جانتے تھے۔ ان لوگوں کا گمان ہے کہ انہوں نے آیت وما يعلم تاؤيله إلا الله کا اتباع کیا ہے۔ کیونکہ بہت سارے سلف نے إلا الله پر وقف کیا ہے اور یہ وقف صحیح بھی ہے، لیکن اہل التجہیل کسی کلام کے (لغوی) معنیٰ وتفسیر اور اس تاویل کے درمیان فرق نہ کر سکے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان لوگوں نے یہ گمان کیا کہ جو تاویل اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے وہ وہی تاویل ہے، جو متاخرین کے کلام میں مذکور ہے۔ اس میں ان کو غلطی لگی ہے۔

سلفی عقیدہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کہا
فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا [الطور: 48] کہ بے شک تم ہماری انکھوں میں تھے
تو اس کا مطلب ہے اس کی حقیقی طور سے دو آنکھیں ہیں یہ ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے جس کو سلف میں امام احمد سے منسوب کیا گیا ہے مؤول کا مطلب تفسیر و تاویل ہے یعنی الْعَيْنُ مُؤَوَّلَةٌ بِالْبَصَرِ أَوِ الْإِدْرَاكِ آنکھ کی تفسیر نگاہ یا ادرک ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اس کو پتا ہے - یہ اشاعرہ کے علماء کے ایک گروہ کا کہنا ہے یعنی المفوضہ اور المؤولہ (المفوضة مؤولة) ، اشاعرہ میں دو گروہ ہیں
عصر حاضر میں شعیب الارنوط المفوضہ میں سے ہیں کہ صفات کی تاویل نہیں کی جائے گی نہ ظاہر پر لیا جائے گا

راقم کہتا ہے وہابی اور اہل حدیث فرقہ خود بھی تاویل کرتا رہا ہے مثلا آیت فأينما تولوا فثم وجه الله پر سائیٹ (الاسلام سؤال و جواب) پر محمد صالح المنجد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

https://islamqa.info/ar/10243

فالمراد بالوجه : الجهة ، أي : فثمّ جهة الله أي فثم الجهة التي يقبل الله صلاتكم إليها

پس چہرہ سے مراد ہے رخ یعنی اللہ کا چہرہ پاؤ گے یعنی اس رخ پر اللہ نماز کو قبول کرتا ہے

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی میں لکھتے ہیں

قال: أليس فيها ذكر الوجه؟! فلما قلت: المراد بها قبلة الله، قال: أليست هذه من آيات الصفات ؟ قلت : لا ، ليست من موارد النزاع ، فإني إنما أسلم أن المراد بالوجه - هنا - القبلة، فإن الوجه هو الجهة في لغة العرب ، يقال: قصدت هذا الوجه، وسافرت إلى هذا الوجه أي : إلى هذه الجهة، وهذا كثير مشهور، فالوجه هو الجهة، وهو الوجه، كما في قوله تعالى : ﴿ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ﴾ [البقرة :١٤٨] أي : متوليها ، فقوله تعالى: ﴿ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ﴾، كقوله: ﴿ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ﴾، كلا الآيتين في اللفظ والمعنى متقاربتان، وكلاهما في شأن القبلة، والوجه والجهة هو الذي ذكر فى الآيتين، أنا نوليه: نستقبله.

معترض کہتے ہیں : کیا اس آیت میں چہرہ کا ذکر نہیں ہے تو تم (ابن تیمیہ) نے اس کو یہ کیوں کہا کہ یہاں قبلہ مراد ہے کیا یہ آیات صفات میں سے نہیں ہے ؟ میں ابن تیمیہ کہتا ہوں : نہیں اس میں نزاع نہیں ہے میں اس کو مانتا ہوں کہ یہاں چہرہ سے مراد قبلہ ہے کیونکہ لغت عرب میں چہرہ سے مراد جہت ہوتی ہے کہتے ہیں میں نے اس الوجھ کا قصد کیا اور پھر اس رخ میں سفر کیا یعنی اس جہت میں اور یہ بہت مشہور ہے پس الوجھ سے مراد جہت ہے

راقم کہتا ہے یہ قول خود ان لوگوں کے اصول کے خلاف ہے کہ اگر ضمیر آیت میں الله کی طرف جا رہی ہو تو اس کی تاویل نہیں کی جائے گی اس کو ظاہر پر لیا جائے گا

امام بخاری نے صحیح البخاری میں (رواية النسفي) سورہ قصص کی تفسیر میں لکھا ہے

{كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ} [القصص: 88]: " إِلَّا مُلْكَهُ، وَيُقَالُ: إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ

ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے – سوائے اس کی بادشاہت کے اور کہتے ہیں سوائے اس کے جو اللہ کی رضا کے لئے ہوں

اسی قسم کی تفسیر کتاب مجاز قرآن میں بصری نحوی أبو عبيدة معمر بن المثنى التيمي بالولاء البصري النحوي المتوفى ۲۰۹ ھ سے منسوب ہے- وہابی عالم محمد صالح المنجد نے اس پر رائے دی

https://islamqa.info/ar/226876

أنه مادام هنا اشكال وابهام قائم هل هذا التفسير للبخاري أم لمعمر

اس میں اشکال باقی ہے کہ یہ تفسیر امام بخاری کی ہے یا أبو عبيدة معمر بن المثنى کی ہے

راقم کہتا ہے ظاہر ہے جب امام بخاری نے اس کو بلا کسی سے منسوب کیے بیان کیا ہے تو یہ ان کی ہی رائے ہے یعنی بعض آیات کی تاویل کرنا امام بخاری کے نزدیک صحیح ہے

صحیح بخاری میں حدیث ہے

حدیث نمبر: 4628 حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ سورة الأنعام آية 65، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعُوذُ بِوَجْهِكَ، قَالَ: أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ، قَالَ: أَعُوذُ وَجْهِكَ، أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ سورة الأنعام آية 65، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذَا أَهْوَنُ أَوْ هَذَا أَيْسَرُ".

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت «قل هو القادر على أن يبعث عليكم عذابا من فوقكم» نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میں تیرے الوجہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ اترا «أو من تحت أرجلكم» آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا اللہ! میں تیرے الوجہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ اترا «أو يلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض» اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا آسان ہے۔

اس حدیث میں اللہ تعالی کے الوجہ کی پناہ لی گئی ہے اور ان الفاظ کی شرح نہیں کی گئی ہے بلکہ الوجہ کو سورہ قصص کی تفسیر میں اللہ کی بادشاہت قرار دیا ہے -

اب ایک بنیادی اختلاف کا ذکر کرتے ہیں – یہ قرآن کی آیت پر تفسیری اختلاف کی بحث ہے- سورہ ال عمران میں ہے

هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖفَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِـمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۗوَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيلَهٝٓ اِلَّا اللّـٰهُ ۗوَالرَّاسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗوَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُو الْاَلْبَابِ (7)

وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اُس میں بعض آیتیں محکم ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مُتَشَابِہَاتٌ ہیں ، سو جن لوگو ں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں، اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے الله کے اور کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہیں، اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

ابن تیمیہ کتاب **درء تعارض العقل والنقل** میں کہتے ہیں

فتبين أن قول أهل التفويض الذين يزعمون أنهم متبعون للسنة والسلف من شر أقوال أهل البدع والإلحاد.

فإن قيل: أنتم تعلمون أن كثيراً من السلف رأوا أن الوقف عند قوله {وما يعلم تأويله إلا الله} [آل عمران: 6] ، بل كثير من الناس يقول: هذا هو قول السلف، ونقلوا هذا القول عن أبي بن كعب وابن مسعود وعائشة وابن عباس وعروة بن الزبير وغير واحد من السلف والخلف، وإن كان القول الآخر ـوهو أن السلف يعلمون تأويله ـ منقولاً عن ابن عباس أيضاً، وهو قول مجاهد ومحمد بن جعفر وابن إسحاق وابن قتيبة وغيرهم، وما ذكرتموه قدح في أولئك السلف وأتباعهم.

پس جان لو کہ اہل تفویض کا قول جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ سلف اور سنت کے متبع ہیں ان کا قول اہل بدعت و الحاد میں سب سے شری ہے- پس اگر کہا جائے تم جانتے ہو کہ سلف میں سے کثیر کا قول ہے کہ آیت وما يعلم تأويله إلا الله} [آل عمران: 6] (اور ان آیات کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے الله کے) میں یہاں پر وقف ہے (تو میں ابن تیمیہ کہتا ہوں) بلکہ لوگوں میں سے بہت سے کہتے ہیں کہ یہ قول سلف ہے اور یہ أبي بن كعب وابن مسعود وعائشة وابن عباس وعروة بن الزبير اور ایک سے زائد سلف و خلف سے نقل کیا گیا ہے، اور (میں اس کے خلاف کہتا ہوں کہ) دوسرا قول (یہ بھی) ہے کہ سلف ان (آیات متشابہات) کی تاویل جانتے تھے جو ابن عباس سے منقول ہے اور یہ قول ہے مجاہد کا محمد بن جعفر کا ابن اسحاق کا ابن قیتبہ کا اور دوسروں کا اور جو تم (اہل تفویض) نے ذکر کیا اس سے ان سلف کی اور ان کی اتباع کرنے والوں کو قدح ہوتی ہے

ابن تیمیہ کتاب میں اہل تفویض پر کہتے ہیں

ويظنون أن هذا معنى قوله: {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللهُ} [آل عمران: 7] مع نصرهم للوقف على ذلك؛ فيجعلون مضمون مذهب السلفَ أنَ الرسول بلغ قرآنًا لا يفهم معناه، بل تكلم بأحاديث الصفات وهو لا يفهم معناها، وأن جبريل كذلك، وأن الصحابة والتابعين كذلك. وهذا ضلال عظيم، وهو أحد أنواع الضلال في كلام الله والرسول صلى الله عليه وسلم، ظن أهل التخييل، وظن أهل التحريف والتبديل، وظن أهل التجهيل
اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے قول کا معنی ہے کہ ان آیات (متشابہات) کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے - تو مدد لیتے ہیں وقف سے یہاں پر - پس یہ سلف کے مذہب کا مضمون بنا دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا قرآن لائے جس کے معنی کا ان کو علم نہ تھا بلکہ انہوں نے جو صفات میں احادیث بیان کیں ان کا علم نہ تھا اور ایسا ہی جبریل کے لئے ہوا- اور ان کے اصحاب اور تابعین کا بھی یہی عالم تھا اور یہ سخت گمراہی ہے اور یہ ان گمراہیوں میں سے ہے جو کلام اللہ اور کلام رسول پر ہے

بن باز فتاوى نور على الدرب لابن باز" (ص 65) میں کہتے ہیں

المفوضة قال أحمد فيهم : إنهم شر من الجهمية ، والتفويض أن يقول القائل : الله أعلم بمعناها فقط ، وهذا لا يجوز ; لأن معانيها معلومة عند العلماء .
المفوضة تو ان پر امام احمد نے کہا یہ الجهمية سے بھی زیادہ شری ہیں- اور التفويض یہ قول ہے کہ کہنے والا کہے (آیات متشابہات) کا مطلب صرف اللہ جانتا ہے- اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ علماء کو ان کے معنی کی معلومات ہیں-

الفتوى الحموية الكبرى میں ابن تیمیہ کہتے ہیں
التأويل هو تفسير الكلام، سواء وافق ظاهره أو لم يوافقه، وهذا هو التأويل في اصطلاح جمهور المفسرين وغيرهم، وهذا التأويل يعلمه الراسخون في العلم، وهو موافق لوقف من وقف من السلف على قوله تعالى: {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ} كما نقل ذلك عن ابن عباس، ومجاهد، ومحمد بن جعفر بن الزبير، ومحمد بن إسحاق، وابن قتيبة وغيرهم.

تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے یہ برابر ہے چاہے یہ ظاہری موافقت رکھتی ہو یا نہیں- اور یہ تاویل جمہور مفسرین اور دیگر کی اصطلاح ہے اور یہ تاویل علم میں راسخ لوگ

جانتے ہیں اور یہ موافق ہے اس وقف سے جو سلف سے اس آیت قولہ تعالی: {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ} پر آیا جو ان سے نقل کیا گیا ہے

یعنی آیات متشابہات کی تاویل الله تعالی اور علماء کو معلوم ہے جو سلف سے منقول ہے[20]-

یاد رہے کہ قرآن میں حروف مقطات بھی ہیں جن کا علم سوائے الله کے کسی کو نہیں اور ہم ان کو پڑھتے ہیں تو المشبھہ کا کلام باطل ہے کہ الله نے ایسا قرآن بھیجا جس کا مطلب صرف وہ جانتا تھا

الصفدية میں ابن تیمیہ کہتے ہیں
والمقصود هنا أن السلف كان أكثرهم يقفون عند قوله {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إلا اللَّهُ} بناء على أن التأويل الذي هو الحقيقة التي استأثر الله بعلمها لا يعلمها إلا هو وطائفة منهم كمجاهد

[20]
اس پر اہل المشبھہ کا قول ہے آیات متشابہات کا علم عام انسان کو نہیں بلکہ صرف راسخ علماء ہی کو ہے۔ عام لوگ اس کی حقیقت یا معنی و مفہوم نہیں جان سکتے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے
اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ
اے الله ابن عباس کو دین کی سمجھ دے
اس میں تاویل کے الفاظ نہیں ہیں-
المشبھہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ کیا تھا جب آپؐ نے ابن عباسؓ کے حق میں دعا فرمائی
اللهم فقهه في الدين، وعلمه التأويل
اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور تأویل سکھا دے۔
گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس کو دعا دی کہ ان کو متاشابہات کی تاویل کا بھی علم ہوا یعنی ان کے اصل مطلب کو ابن عباس جان گئے
راقم کہتا ہے یہ قول اہل تشیع جیسا ہے کہ متاشابہات کا علم اہل بیت اور ائمہ کو ہے
یہ قول صوفیوں جیسا بھی ہے کہ عام لوگ یا ایک قاری قرآن کا صحیح مطلب نہیں جان سکتے بلکہ خواص کو معلوم ہے
تفسیر ابن ابی حاتم میں ابن عباس کا قول ہے
ذُكِرَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إلا اللَّهُ قَالَ: تَأْوِيلُ الْقُرْآنِ
مجاہد نے کہا ابن عباس نے کہا کہ اور اس کی تاویل سوائے الله کے کوئی نہیں جانتا یہ تاویل قرآن کے بارے میں ہے
یعنی ابن عباس کے نزدیک آیات متشابہات کا علم صرف الله کو ہے
لیکن ابن تیمیہ کے بقول ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ بھی متشابہات کی تاویل کو جانتے تھے
یااللعجب

وابن قتيبة وغيرهما قالوا بل الراسخون يعلمون التأويل ومرادهم بالتأويل المعنى الثاني وهو التفسير

اور یہاں مقصود یہ کہنا ہے کہ سلف میں سے اکثر {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إلا اللَّهُ} پر وقف کرتے ہیں کیونکہ تاویل جو ہے یہ حقیقت ہے جس تک اللہ کی رسائی ہے اپنے علم کی وجہ سے اس کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور ایک سلف کا گروہ جن میں مجاہد اور ابن قتیبہ ہیں وہ کہتے ہیں بلکہ جو علم میں راسخ ہیں وہ تاویل کو اور مراد تاویل کو جانتے ہیں جو اس کا دوسرا معنی ہے جس کو تفسیر کہتے ہیں

لب لباب یہ ہے کہ المشبھہ کے نزدیک آیات جو اللہ تعالی سے متعلق ہیں ان کا علم اصحاب رسول کو تھا کہ ان کیا مطلب ہے اور احادیث صفات میں جو الفاظ ہیں ان کو ظاہر پر لیں گے- المفوضہ کہتے ہیں ان کا مطلب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ان کو پڑھا جائے گا ان کے مطلب کی کھوج نہیں کی جائے گی- معتزلہ جن کو اس معاملے میں معطلہ کہا جاتا ہے کہ ان صفات کا انکار کر دیا جائے جو بشر میں بھی ہیں مثلا سمع و بصر [21]

---

[21] معتزلہ یا جھمیہ کے اس عمل کو قرآن میں

Philosophical Correlations

کہا جا سکتا ہے

مفسر ابن جریر طبری کے مطابق {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إلا اللَّهُ} والی آیت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت سے متعلق نازل ہوئی جب ان کے کھانے پینے کی بابت اہل کتاب سے بحث ہوئی

قال أبو جعفر: والذي يدل عليه ظاهر هذه الآية، أنها نزلت في الذين جادَلوا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم بمتشابه ما أنزل إليه من كتاب الله، إمّا في أمر عيسى، وأما في مدة أكله وأكل أمته.
طبری نے کہا : جو بات اس آیت کے ظاہر سے مدلل ہوئی وہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب اللہ میں جو آیات متاشابھات ہیں ان پر جھگڑا کیا یا تو عیسی کے کھانے کے حوالے سے یا ان کی امت کے کھانے کے حوالے سے

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قِرَاءَةً ثنا ابْنُ وَهْبٍ، وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، ثنا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ وَكَانَ أَبِي يَقُولُ فِي هَذِهِ الآيَةِ: وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ قَالَ: إِنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ لَا يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ، وَلَكِنَّهُمْ يَقُولُونَ: آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا.

عروہ بن زبیر نے آیت وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا به پر کہا الرَّاسخِينَ فِي الْعِلْمِ جو ہیں وہ تاویل کو نہیں جانتے لیکن وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں سب رب کی طرف سے ہے

اس کے برعکس اسی تفسیر میں اقوال ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَشْعَث، ثنا حَمُ بْنُ نُوحٍ، ثنا أَبُو مُعَاذ، ثنا أَبُو مُصْلِح، عَن الضَّحَّاك: وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُ: الرَّاسِخُونَ يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ، لَوْ لَمْ يَعْلَمُوا تَأْوِيلَهُ لَمْ يَعْلَمُوا نَاسِخَهُ مِنْ مَنْسُوخه، وَلَمْ يَعْلَمُوا حَلَالَهُ مِنْ حَرَامه، وَلَا مُحْكَمَهُ مِنْ مُتَشَابِهِه.

الضَّحَّاك نے کہا الرَّاسِخُونَ تاویل کو جانتے ہیں اگر تاویل کو نہیں جانتے تو ان کو نسخ و منسوخ کا علم نہ ہوتا وہ حلال و حرام کو نہیں جانتے اور نہ محکم کو متشابہ سے الگ کر پاتے

یہ قول باطل ہے- ناسخ و منسوخ یا حلال و حرام آیات متشابہات میں بیان نہیں ہوا

سند میں حم بن نوح البلخي ہے جس کی روایت کا انکار بھی کیا جاتا ہے سند میں خالد بن سلیمان، أبو معاذ البلخي بھی ہے جس کی تضعیف ابن معین نے کی ہے – یعنی بلخ

جہاں سے مقاتل آیا جو تجسمی تفسیر کرتا تھا وہیں یہ قول بیان ہوتا کہ قرآن کے متشابہات کا علم ہو چکا ہے

وہابی عالم صالح بن فوزان ایک استفتاء کے جواب میں کہتے ہیں
الاحابة
نص السؤال : هل صفات الله عز وجل من قبيل المتشابه أو من قبيل المحكم ؟
: نص الإجابة
صفات الله سبحانه وتعالى من قبيل المحكم الذي يعلم معناه العلماء ويفسرونه، أما كيفيتها؛ فهي من قبيل المتشابه الذي لا يعلمه إلا الله. وهذا ، كما قال الإمام مالك رحمه الله وقال غيره من الأئمة: الاستواء معلوم، والكيف مجهول، والإيمان به واجب، والسؤال عنه بدعة .
وقال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: فإني ما أعلم عن أحد من سلف الأمة ولا من الأئمة؛ لا أحمد بن حنبل ولا غيره؛ أنه جعل ذلك من المتشابه . ومعنى ذلك أن علماء أهل السنة وأئمتها أجمعوا على أن نصوص الصفات ليست من المتشابه، وإنما ذلك قول المبتدعة والفرق ((المنحرفة عن منهج السلف.
https://www.alfawzan.af.org.sa/ar/node/10697

اللہ تعالی کی صفات (آیات) محکم کی قبیل کی ہیں جن کے معنوں کا علم علماء کو ہے اور انہوں نے اس کی تفسیر کی ہے – البتہ کیفیت یہ متشابہات میں سے ہے جس کو صرف اللہ جانتا ہے اور ایسا امام مالک کا کہنا ہے اور دیگر ائمہ کا کہ الاستواء معلوم ہے کیفیت مجہول ہے اور ایمان اس پر واجب ہے اور سوال بدعت ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ میں سلف میں کسی کو نہیں جانتا نہ ائمہ میں سے کسی کو جانتا ہوں، نہ امام احمد کو، نہ کسی اور کو کہ انہوں نے اس کو متشابہات میں سے لیا ہو اور اس کا مطلب ہے کہ اہل سنت کے علماء اور ائمہ اس پر جمع ہیں کہ صفات پر نصوص متشابہات نہیں ہیں اور صفات کو متشابہات قرار دینا یہ قول بدعتیوں کا ہے اور ان فرقوں کا جو منہج سلف سے منحرف ہیں

راقم کہتا ہے صفات محکم کی صنف سے ہیں اور علماء کو مطلب بھی معلوم ہے تو کیفیت مجہول کیسے رہی ؟ جس چیز کی کیفیت کا علم ہی نہیں تو اس کے معنوں و مفہوم جانتے کا متضاد دعوی کیسے کیا جا سکتا ہے؟

راقم لفظ صفت کا استعمال صحیح نہیں سمجھتا اور المفوضہ کی رائے کو صحیح کہتا ہے- اس کتاب میں اس کے تحت المفوضہ اور المشبھہ کے دلائل کو سوال و جواب کی صورت دیکھا گیا ہے

محدثین المفوضة کی رائے اور دلائل

سوال :

استوی علی العرش پر امام مالک کا قول کیا ہے

جواب

کتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها از الذهبی میں روایت ہے

وروى يحيى بن يحيى التَّميمي وجعفر بن عبد الله وَطَائِفَة قَالُوا جَاءَ رجل إِلَى مَالك فَقَالَ يَا أَبَا عبد الله {الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْش اسْتَوَى} كَيفَ اسْتَوَى قَالَ فَمَا رَأَيْت مَالكًا وجد من شَيْء كموجدته من مقَالَته وعلاه الرحضاء يَعْنِي الْعرق وأطرق الْقَوْم فَسرِي عَن مَالك وَقَالَ الكيف غير مَعْقُول والاستواء مِنْهُ غير مَجْهُول وَالْإِيمَان بِهِ وَاجِب وَالسُّؤَال عَنهُ بِدعَة وَإِنِّي أَخَاف أَن تكون ضَالًّا
وَأمر بِهِ فَأخْرج // هَذَا ثَابت عَن مَالك وَتقدم نَحوه عَن ربيعَة شيخ مَالك وَهُوَ قَول أهل السّنة قاطبة أَن كَيْفيَّة الاسْتوَاء لَا نعقلها
بل نجهلها وَأَن استواءه مَعْلُوم كَمَا أخبر فِي كِتَابه وَأَنه كَمَا يَلِيق بِهِ لَا نعمق وَلَا نتحذلق وَلَا نَخُوض فِي لَوَازِم ذَلِك نفيا وَلَا إِثْبَاتًا بل نسكت ونقف كَمَا وقف السّلف
اور يحيى بن يحيى التَّميمي وجعفر بن عبد الله اور ایک گروہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا اور امام مالک سے کہا اے ابو عبد الله: الرحمان علی العرش استوی- تو استوی کیسا ہے ؟ تو امام مالک کو ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی مقالہ پر ان کا ایسا حال ہو کہ پسینہ آ گیا .. اور کہا کیفیت عقل میں نہیں آتی اور الاستواء پر لا علم نہیں ہیں اور اس پر ایمان واجب ہے اور اس پر سوال بدعت ہے اور میں سمجھتا ہوں تو گمراہ ہے پس حکم کیا اور وہ چلا گیا
امام الذھبی کہتے ہیں یہ امام مالک سے ثابت ہے اور ایسا ہی قول ربيعَة (بن عبد الرحمن) شيخ مَالك کا گزرا ہے جو أهل السّنة قاطبة کا قول ہے کہ الاسْتوَاء کی کیفیت ہماری عقل میں نہیں بلکہ اس پرہمیں جاہل رکھا (علم نہیں دیا) گیا اور الاسْتوَاء معلوم ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں خبر ہے ... اس پر ہم خاموش رہیں گے جیسے سلف خاموش رہے

اسی کتاب میں امام الذھبی لکھتے ہیں کہ سلف نے کہا

وَإِنَّمَا جهلوا كَيْفيَّة الاسْتوَاء فَإِنَّهُ لَا يعلم حَقيقَة كيفيته قَالَ مَالك الإِمَام الاسْتوَاء مَعْلُوم يَعْنِي فِي اللُّغَة والكيف مَجْهُول وَالسُّؤَال عَنهُ بِدعَة
سلف نے الاسْتوَاء کی کیفیت پر لا علمی کا اظہار کیا کیونکہ وہ اس کی کیفیت کی حقیقت نہیں جانتے امام مالک نے کہا الاسْتوَاء معلوم ہے یعنی لغت و زبان سے اور کیفیت مجھول ہے اور سوال اس پر بدعت ہے

الوسی تفسیر روح المعانی، الاعراف، تحت آية رقم:54 لکھتے ہیں

لاحتمال أن يكون المراد من قوله: غير مجهول أنه ثابت معلوم الثبوت لا أن معناه وهو الاستقرار غير مجهول
احتمال ہے امام مالک کی مراد قول الاستواء غير مجهول سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت استوا ثابت معلوم ہے ثبوت سے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ اس کا معنی ومراد استقرار معلوم ہے جو غیر مجھول ہے

افسوس بعض لوگ مثلا مقاتل بن سلیمان نے اس کو استقر کہا جس کو آج تک بیان کیا جاتا ہے لہذا المشبہ کا قول ہے کہ الاستواء غیر مجھول کا مطلب امام مالک کے نزدیک وہی ہے جو عربی لغت میں ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ صفات میں جو آیا ہے اس کو ظاہر پر لیا جائے گا

یہ مسئلہ اس قدر ہے سن ۲۰۰۰ میں عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر نے کتاب الأثر المشهور عن الإمام مالك رحمه الله في صفة الاستواء دراسة تحليلية لکھی جس میں ٦٩ صفحات پر مشتمل کتاب میں صرف اس امام مالک کے قول پر بحث کی

عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر نے کتاب الأثر المشهور عن الإمام مالك رحمه الله في صفة الاستواء دراسة تحليلية
میں ص ۱۷ پر لکھا

أنَّ مراد الإمام مالك رحمه الله بقوله: "الاستواء غير مجهول" أي غير مجهول المعنى

امام مالک رحمہ اللہ کی مراد قول الاستواء غیر مجهول سے یہ ہے کہ معنی میں نہ سمجھنے والا نہیں ہے
یعنی معنا الاستواء معلوم ہے

اسی طرح ص ٢٤ پر کہا

قال هذا رحمه الله، مع أنَّ لفظ الأثر عنده "الاستواء غير مجهول" أي غير مجهول المعنى وهو العلو والارتفاع
ایسا امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ان سے جو اثر ہے اس میں الفاظ الاستواء غیر مجهول ہیں یعنی معنی غیر مجهول ہے اور معنی ہیں بلند و ارتفاع ہوا

اسی طرح س ١٣ پر عبد الرزاق بن عبد المحسن البدرکہا

مراد الإمام مالك رحمه الله بقوله: "الاستواء غير مجهول" ظاهرٌ بيّنٌ، حيث قصد رحمه الله أنَّ الاستواء معلوم في لغة العرب
امام مالک رحمہ اللہ کی مراد اس قول الاستواء غیر مجهول سے ہے ظاہر واضح ہے جب انہوں نے ارادہ کیا کہ بے شک الاستواء معلوم ہے لغت عرب میں

یعنی سلفیوں وہابیوں کے نزدیک امام مالک نے الاستواء کو عربی لغت سے جانا اور اشاعرہ کے علماء کے نزدیک انہوں نے صرف اس کا اقرار کیا کہ اس پر نص ہے معنی کی وضاحت نہ کی کیونکہ معنی کیفیت ہے

التمهید میں ابن عبد البر نے امام مالک کے الفاظ تبدیل کر دیے ہیں ج ٧ ص ١٣٨ پر بلا سند لکھتے ہیں

فَقَالَ مالك رَحِمَهُ اللَّهُ اسْتِوَاؤُهُ مَعْقُولٌ وَكَيْفِيَّتُهُ مَجْهُولَةٌ وَسُؤَالُكَ عَنْ هَذَا بِدْعَةٌ
پس امام مالکؒ رحمہ اللہؒ نے کہا استوی عقل میں ہے اور اس کی کیفیت لا علم ہے اور اس پر سوال بدعت ہے
حالانکہ یہ امام مالک کا قول نہیں جو باقی لوگ بیان کرتے ہیں امام مالک کا قول ہے

استواء منه غير مجهول
اللہ کے (عرش پر) استوی پر جاہل (لا علم) نہیں ہیں

امام مالک کا یہ کہنا اس لئے ہے کہ یہ قرآن میں ہے لہذا اس کا علم ہے لیکن کیا یہ انسانی عقل میں ہے ؟ نہیں – لہذا ابن عبد البر کا فہم اس قول پر صحیح نہیں ہے بلکہ الوسی کا قول صحیح ہے

راقم کے نزدیک استوی کا مطلب متشابہ ہے اس کا مطلب علو یا ارتفاع (بلند ہونا) یا استولی (سوار ہونا) یا استقر (رکنا) نہ کیا جائے بس یہ کہا جائے کہ الله عرش پر مستوی ہے مخلوق سے الگ ہے

نقض الإمام أبي سعيد عثمان بن سعيد على المريسي الجهمي العنيد فيما افترى على الله عز وجل من التوحيد میں أبو سعيد عثمان بن سعيد بن خالد بن سعيد الدارمي السجستاني (المتوفى: 280هـ) جھمیؤن کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَكَيْفَ يُنْكَرُ أَيُّهَا النفاج أن عَرْشه يقلهُ

اور تم اترانے والے کیسے انکار کرتے ہو کہ الله کے عرش نے اس کو اٹھا نہیں رکھا

اس پر محقق رشيد بن حسن الألمعي نے تعلیق میں لکھا

هَذَا غير صَحِيح، فَلَيْسَ الْعَرْش حَاملا للرب وَلَا يقلهُ

یہ قول صحیح نہیں ہے – عرش اپنے رب کو اٹھائے ہوئے نہیں ہے

حال ہی میں مئی ۲۰۱۷ میں شائع شدہ کتاب عقیدہ سلف پر اعتراضات کا جائزہ میں امام مالک پر جرح کی گئی ہے کہ ان کا یہ قول بے جا ہے کہ استواء کی کیفیت معلوم نہیں ہے- واصل واسطی لکھتے ہیں

عقیدۂ سلف

پر اعتراضات کا علمی جائزہ

مولانا واصل واسطی



پس اگر "استواء" کا معنی معلوم نہ ہو، تو پھر امام مالک کا یہ قول بالکل بے جا ہے، اور ہمیں نہیں معلوم کہ کسی معتمد سنی عالم نے امام مالکؒ کے قول پر کوئی معقول تنقید کی ہو۔ اسی طرح قاسمؒ بن قطلو بغا نے امام شافعیؒ سے یہ نقل کیا ہے:

کتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْد أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغمْر، وَالْحَارِثُ بْنُ مسْكين قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَن بْنُ الْقَاسم قَالَ: سَأَلْتُ مَالكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بالْحَديث الَّذي قَالُوا: إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته، فَأَنْكَرَ ذَلكَ مَالكٌ إنْكَارًا شَديدًا، وَنَهَى أَنْ يَتَحَدَّثَ به أَحَدٌ، فَقيلَ لَهُ: إنَّ نَاسًا منْ أَهْل الْعلْم يَتَحَدَّثُونَ به؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقيلَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذه الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالمًا، وَذُكرَ أَبُو الزِّنَاد فَقَالَ: إنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَاملًا لهَؤُلَاء حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحبَ عُمَّالٍ يَتَّبِعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟

پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں – امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد اس پر امام مالک نے کہا مُحَمّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبُو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا – یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ – رَحِمَهُ اللَّهُ – عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ – رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّة میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ الله کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی – تو امام مالک رحمہ الله نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

کتاب أصول السنة، ومعه رياض الجنة بتخريج أصول السنة از ابن أبي زَمَنِين المالكي (المتوفى: 399هـ) کے مطابق

وَقَدْ حَدَّثَنِى إِسْحَاقُ، عَنْ مُحَمَّد بْن عُمَرَ بْن لُبَابَةَ، عَنْ مُحَمَّد بْن أَحْمَد اَلْعتْبى، عَنْ عِيسَى بْن دِينَار، عَنْ عبد الرحمن بْن اَلْقَاسم أَنَّهُ قَالَ: لَا يَنْبَغِى لأَحَد أَنْ يَصِفَ اَللَّهَ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِه نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآن، وَلَا يُشَبِّهُ يَدَيْه بشَىْء، وَلَا وَجْهَهُ بشَىْء، وَلَكنْ يَقُولُ: لَهُ يَدَان كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآن، وَلَهُ وَجْهٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، يَقفُ عنْدَمَا وَصَفَ بِه نَفْسَهُ فِي اَلْكتَاب، فَإِنَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا مثْلَ لَهُ وَلَا شَبِيهَ وَلَكنْ هُوَ اَللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، وَيَدَاهُ مَبْسُوطَتَان كَمَا وَصَفَهَا: وَالْأَرْضُ جَميعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ اَلْقيَامَة وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهكَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ قَالَ: وَكَانَ مَالكٌ يُعَظِّمُ أَنْ يُحَدِّثَ أَحَدٌ بِهَذه اَلْأَحَاديث اَلَّتى فيهَا: أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته وَضَعَّفَهَا.

عبد الرحمن بن القاسم رحمہ الله (191 ھ) فرماتے ہیں کہ "کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ نے جو صفات قرآن میں بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کسی صفت سے اللہ کو متصف کرے ،اللہ کے ہاتھ سے کسی کے ہاتھ کی مشابہت نہیں ہے،اور نا ہی اللہ کا چہرہ کسی

سے مشابہت رکھتا ہے ،بلکہ کہا ہے :اس کے ہاتھ جیسا اس نے قرآن میں وصف کیا ہے اور اس کا چہرہ جیسا اس نے اپنے آپ کو وصف کیا ہے — کیونکہ اللہ کا ہاتھ اور اللہ کا چہرہ ویسے ہی ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے،نہ تو کوئی اللہ کا مثل ہے اور نہ ہی کوئی اللہ کی شبیہ ہے بلکہ وہ الله ہے جس کے سوا کوئی اله نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اور الله کے ہاتھ کھلے ہیں جیسا کہ اس نے کتاب الله میں بیان کیا ہے .... اور امام مالک اس کو بہت بڑی بات جانتے تھے کہ جب کوئی وہ حدیثیں بیان کرتا جن میں ہے کہ أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور اس کی تضعیف کرتے

الغرض امام بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کر کے غلطی کی ہے یہ استاذ المحدثین امام مالک کے نزدیک سخت مجروح روایت ہے

امام مالک کے خلاف امام احمد اور امام إسحاق بن راهويه اس کو ایک صحیح روایت کہتے

مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه از إسحاق بن منصور بن بهرام، أبو يعقوب المروزي، المعروف بالكوسج (المتوفى: 251هـ) کے مطابق

احمد نے کہا

ولا تقبحوا الوجه فإن الله عز وجل خلق آدم على صورته" يعني صورة رب العالمين،....قال الإمام أحمد: كل هذا صحيح.

اور إسحاق بن راهويه نے کہا

قال إسحاق: كل هذا صحيح، ولا يدعه إلا مبتدع أو ضعيف الرأي

یہ سب صحیح ہے اس کو صرف بدعتی اور ضعیف رائے والا رد کرتا ہے

اس طرح ان کا فتوی امام مالک پر لگا

سوال :

امام دارمی کہتے تھے کہ اللہ چاہے تو مچھر پر سوار ہو جائے؟

امام دارمی (المتوفی 255ھ) جن کی سنن دارمی بہت مہشور ہے- وہ اپنی کتاب نقض الإمام أبي سعيد عثمان بن سعيد على المريسي الجهمي العنيد فيما افترى على الله عز وجل من التوحيد میں یوں فرماتے ہیں

وَقَدْ بلَغَنَا أَنَّهُمْ حِينَ حَمَلُوا الْعَرْشَ وَفَوْقَهُ الْجَبَّارُ فِي عِزَّته، وَبَهَائه ضَعُفُوا عَنْ حَمْله وَاسْتَكَانُوا، وَجَثَوْا عَلَى رُكَبِهِمْ، حَتَّى لُقِّنُوا "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّه"1 فَاسْتَقَلُّوا بِه بِقُدْرَة اللَّهَ وَإِرَادَته. لَوْلَا ذَلكَ مَا اسْتَقَلَّ بِه الْعَرْشُ، وَلَا الْحَمَلَةُ، وَلَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ2 وَلَا مَنْ فِيهِنَّ. وَلَوْ قَدْ شَاءَ لَاسْتَقَرَّ عَلَى ظَهْرِ بَعُوضَة فَاسْتَقَلَّتْ بِه بِقُدْرَته وَلُطْفِ رُبُوبِيَّته، فَكَيْفَ عَلَى عَرْشٍ عَظِيمٍ أَكْبَرَ مِنَ السَّموَاتِ السَّبع وَالْأَرَضِينَ السَّبع

جواب

دارمی نام کے دو شخص ہیں

الكتاب: نقض الإمام أبي سعيد عثمان بن سعيد على المريسي الجهمي العنيد فيما افترى على الله عز وجل من التوحيد
المؤلف: أبو سعيد عثمان بن سعيد بن خالد بن سعيد الدارمي السجستاني (المتوفى: 280هـ)

مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي)
المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ)

لهذا سنن والے الگ ہیں

اقتباس کا ترجمہ ہے
ہم تک یہ پہنچا ہے کہ فرشتوں نے عرش کو اٹھایا جب الله تعالی اس پر تھے اپنے جلال کے ساتھ تو وہ اٹھانے میں کمزور پڑ گئے اور فرشتوں نے آرام کیا (رک گئے) اور اپنے گھٹنوں پر مڑ گئے یہاں تک کہ کہا کوئی قوت نہیں سوائے الله کے تو انہوں نے اس

عرش کو اٹھایا اللہ کی قوت سے اور اس کی مرضی سے اور اگر اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو فرشتوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا نہ آسمان کے لئے نہ زمین کے لئے ان وہ جو ان دونوں میں ہیں ان کے لئے کہ وہ عرش کو اٹھا پاتے- اور اللہ اگر چاہے تو وہ مچھر کے اوپر سوار ہو جائے اور وہ اللہ تعالی کو اٹھا کر جہاں چاہتا جاتا اس کے حکم سے- تو پھر اب عرش عظیم کا کیا کہنا جو سات آسمان سے بھی بڑا ہے

عثمان بن سعید نے وہ کام کیا جس کے وہ اہل نہیں تھے اور جھمیوں کے رد میں کتاب لکھی جس میں آوٹ پٹانگ باتیں کی ہیں جن میں سے یہ بھی ہیں اور جا بجا ضعیف و منکر روایات سے استدلال قائم کیا ہے جن کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ آج اس شخص کو سلفیوں نے اس مکتب کا امام بنا دیا ہے جبکہ اس میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ اس مسئلہ میں کلام کر سکے

سوال:

کیا اللہ تعالی کسی آسمان میں ہے ؟

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنٍ، عَنْ أَخِيهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ أَعْجَمِيَّةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ عَلَيَّ عِتْقَ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ: " أَيْنَ اللهُ؟ " فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا السَّبَّابَةِ، فَقَالَ لَهَا: " مَنْ أَنَا؟ " فَأَشَارَتْ بِإِصْبَعِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ وَإِلَى السَّمَاءِ، أَيْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ: " أَعْتِقْهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عجمی کالی لونڈی کے ساتھ آیا اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اوپر ہے کہ ایک مومن کی گردن آزاد کروں – اپ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے ؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اپنی شہادت کی انگلی سے پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے اپ کی طرف اور آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی کہ اللہ کے رسول پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو آزاد کر دو مومن ہے

جواب

لونڈی کی روایت یا این اللہ والی روایت مضطرب المتن ہے

الْمَسْعُودِيِّ (عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة) کے اختلاط کی وجہ سے روایت ضعیف ہے – مندرجہ ذیل کتب میں المسعودی کی سند سے ہی روایت ہے

ابن خزیمۃ "التوحيد" 284/1-285 عن محمد بن رافع، أبو داود (3284) ، البيهقي 388/7 ، وابن عبد البر "التمهيد" 115/9

ابو داود میں اسی سند کو البانی ضعیف کہتے ہیں

طبرانی   المعجم الأوسط میں کہتے ہیں لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْنٍ إِلَّا الْمَسْعُودِيُّ اس کو صرف المسعودی روایت کرتا ہے

موطا میں بھی ہے لیکن وہاں یہ لونڈی بول رہی ہے اور آسمان کی طرف اشارہ نہیں کرتی

أن رجلاً من الأنصار جاء إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بجارية له سوداء، فقال: يا رسول الله، إن عليَّ رقبةً مؤمنةً، فإن كنت تراها مؤمنة أعتقُها. فقال لها رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أتشهدين أن لا إله إلا الله؟ " قالت: نعم. قال: "أتشهدين أن محمداً رسولُ الله؟ " قالت: نعم. قال: "أتوقنين بالبعث بعد الموتِ؟ " قالت: نعم. فقال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أعتِقْها

روایت ظاہر ہے صحیح متن سے المسعودی نے بیان نہیں کی

المسعودی المتوفی ١٦٠ ہجری کا اختلاط سن ١٥٤ ھ میں شروع ہو چکا تھا

کتاب سیر أعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق

قَالَ مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ: رَأَيتُ المَسْعُوْدِيَّ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ وَمائَةٍ يُطَالِعُ الكِتَابَ -يَعْنِي: أَنَّهُ قَدْ تَغَيَّرَ حِفْظُهُ-

أَبُو قُتَيْبَةَ: كَتَبتُ عَنْهُ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَخَمْسِيْنَ وَهُوَ صَحِيْحٌ

ابو قتیبہ نے کہا کہ میں نے ١٥٣ ھ تک ان سے لکھا جو صحیح تھا

امام احمد اس کے برعکس وقت کا تعین نہیں کرتے اور کہتے ہیں جس نے ان سے کوفہ و بصرہ میں سنا وہ جید ہے اور جس نے بغداد میں سنا وہ غلط سلط ہے

کتاب العلل میں امام احمد کہتے ہیں

وأما يزيد بن هارون، وحجاج، ومن سمع منه ببغداد فهو في الاختلاط

اور جہاں تک امام یزید بن ہارون ہیں حجاج ہیں اور وہ جنہوں نے بغداد میں سنا تو وہ اختلاط میں ہے

اس لونڈی والی روایت کو المسعودی سے یزید بن ہارون ہی روایت کرتے ہیں

لہذا اس طرق سے یہ ضعیف ہے

یہ روایت صحیح مسلم (۵۳۷) میں بھی ہے لیکن وہاں اس کی سند میں يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے البتہ مسند احمد 23767 میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيد، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّاف، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ السُّلَمِيِّ

لہذا تدلیس کا مسئلہ باقی نہیں رہتا

مسند احمد صحیح مسلم کی روایت کے مطابق لونڈی کہتی ہے

فَقَالَ: «أَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے پوچھا الله کہاں ہے لونڈی نے کہا آسمان میں

لونڈی کا یہ کہنا عرف عام ہے کہ الله تعالی آسمان والا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ الله کو عرش پر ہی مانتی تھی کیونکہ اگر وہ کہتی وہ ہرجگہ ہے تو عرش کا مفهوم غیر واضح ہو جاتا اور اگر کہتی زمین میں ہے تو یہ مخلوق سے ملانے کی بات ہوتی

متنا روایت مضطرب ہے کیونکہ موطا میں لونڈی عربی بول رہی ہے اور اگر اپ غور کریں لونڈی عربی میں نعم یعنی ہاں تک تو کہہ نہیں سکتی لیکن رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے سوال سمجھ رہی ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ صحیح روایت وہ ہے جو امام مالک نے موطا میں روایت کی اور اس میں این الله کے الفاظ نہیں ہیں

موطا میں بھی ہے لیکن وہاں یہ لونڈی بول رہی ہے اور آسمان کی طرف اشارہ نہیں کرتی

أن رجلاً من الأنصار جاء إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بجارية له سوداء، فقال: يا رسول الله، إن عليّ رقبةً مؤمنةً، فإن كنت تراها مؤمنةَ أُعتقُها. فقال لها رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أتشهدين أن لا إله إلا الله؟ " قالت: نعم. قال: "أتشهدين أن محمداً رسولُ الله؟ " قالت: نعم. قال: "أتوقنين بالبعث بعد الموت؟ " قالت: نعم. فقال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أعتقْها

انصار میں سے ایک شخص ایک کالی لونڈی کے ساتھ نبی صلی الله علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے رسول الله میرے اوپر ہے کہ میں ایک مومن لونڈی کو آزاد کروں اپ اس کو دیکھیں اگر مومن ہے تو میں اس کو آزاد کر دوں پس نبی صلی الله علیہ وسلم نے اس کو کہا کیا تو شہادت دیتی ہے کہ الله کے سوا کوئی اله نہیں ہے ؟ لونڈی بول جی ہاں پھر اس سے پوچھا کیا تو شہادت دیتی ہے محمد رسول الله ہے ؟ لونڈی بولی جی ہاں پھر پوچھا کیا تو مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین رکھتی ہے ؟ بولی جی ہاں پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو

قرانی آیات

سورہ الزخرف میں ہے

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ

اور وہی ہے جو آسمان میں اله ہے اور زمین میں اله ہے اور وہ حکمت والا جاننے والا ہے

سورہ الملک میں ہے

أأمنتم من في السماء أن يخسف بكم الأرض فإذا هي تمور

کیا تم بے خوف ہو اس سے کہ جو آسمان میں ہے کہ وہ زمین کو خسف کر دے اور یہ ہچکولے کھا رہی ہو

ان آیات میں ادبی انداز میں الله کو آسمان والا کہا گیا ہے کیونکہ یہ مخلوق کا انداز ہے کہ وہ دعا کرتی ہے تو آسمان کی طرف ہاتھ کرتی ہے یا آسمان کی طرف دیکھتی ہے ان آیات کا مطلب ہے کہ زمین و آسمان پر الله کی ہی بادشاہی ہے اس کی تمکنت ہے نہ کہ

وہ زمین میں یا کسی آسمان میں ہے بلکہ وہ عرش پر ہے جو جنت الفردوس کے اوپر ہے اور آخری حد وہ بیری کا درخت ہے جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے دیکھا جہاں تمام چیزیں ا کر رک جاتی ہیں اور اس سے آگے رسول الله صلی الله علیہ وسلم بھی نہیں گئے

الأسماء والصفات للبيهقي (309/2) کے مطابق اس آیت أأمنتم من في السماء کا مطلب ہے

أي: فوق السماء یعنی آسمان سے اوپر

اس کے بعد البیہقی دلیل میں حدیث پیش کرتے ہیں کہ بنو قریظہ کا فیصلہ پر سعد رضی الله عنہ سے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہا

لقد حكمت فيهم بحكم الله الذي حكم به من فوق سبع سموات

تم بے شک فیصلہ دیا الله کے حکم کے مطابق جو سات آسمان سے اوپر سے حکم کرتا ہے

اسی طرح حدیث میں ہے ام المومنین زینب بنت جحش رضی الله عنہا سے نکاح کے لئے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

إن الله أنكحني من فوق سبع سموات

بے شک الله نے میرا نکاح کیا جو سات آسمان سے اوپر ہے

زینب رضی الله عنہا صحیح بخاری کی حدیث 7420 کے مطابق کہتیں

وَزَوَّجَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ

میرا نکاح الله تعالی نے سات آسمان کے اوپر سے کیا

مسند احمد 3262 کے مطابق عائشہ رضی الله عنہا کہتیں

وأنزل الله عز وجَل براءَتَك من فوق سبع سموات

اور الله عز وجَل نے میری برات سات آسمان کے اوپر سے نازل کی

لہذا امہات المومنین کا عقیدہ تھا کہ الله عرش پر سات آسمان اوپر ہے

سوال : وَجاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا کی تفسیر کیا ہے ؟

جواب

قرآن کی سوره الفجر کی آیات ہے

وَجاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا
اور تمہارا رب آئے گا اور اس کے فرشتے صف در صف

روایت میں کہا گیا اس کا ثواب آئے گا یعنی لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا

یعنی الله تعالی آئے گا سے بعض لوگوں نے اس طرح مراد لیا ہے کہ گویا وہ مخلوق کی طرح ہو گا اور آنا اور جانا تو مخلوق کا عمل ہے
یہ المشبہ ہیں
ابن کثیر نے امام احمد کا قول نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ المشبہ نہیں تھے

اہل سنت میں اسی وجہ سے یہ تفسیر مشہور ہوئی ورنہ اس میں گروہوں کا جھگڑا ہے

تفسیر میں ابن کثیر نے کہا
وَجاءَ رَبُّكَ يَعْني لِفَصْلِ الْقَضَاء بَيْنَ خَلْقه
اور رب آئے گا کہ مخلوق میں فیصلہ کرے

اس کے برعکس ابن قیم وغیرہ کے نزدیک یہ صِفَاتِ أَفْعَاله ہیں
کتاب زاد المعاد في هدي خير العباد میں کہتے ہیں

فَأَصْبَحَ رَبُّكَ يَطُوفُ فِي الْأَرْضِ " هُوَ مِنْ صِفَات فعْله كَقَوْله {وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ} [الفجر: 22]
پس رب زمین کا طواف کرے گا جو اس کی فعلی صفت ہے اس قول کے مطابق اور تمہارا رب آئے گا اور اس کے فرشتے

لیکن کتاب اجتماع الجيوش الإسلامية میں ابن قیم کہتے ہیں
وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا} [الفجر: 22] وَلَيْسَ مَجِيئُهُ حَرَكَةً وَلَا زَوَالًا وَلَا انْتِقَالًا لِأَنَّ ذَلِكَ إِنَّمَا يَكُونُ إِذَا كَانَ الْجَائِي جِسْمًا أَوْ جَوْهَرًا فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّهُ لَيْسَ بِجِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ لَمْ يَجِبْ أَنْ يَكُونَ مَجِيئُهُ حَرَكَةً وَلَا نَقْلَةً،
اس کا آنا حرکت یا زوال یا انتقال نہیں ... ہم یہ واجب نہیں کریں گے کہ یہ آنا حرکت یا انتقال ہے

کتاب مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة میں ابن قیم کہتے ہیں

كَقَوْله: {وَجَاءَ رَبُّكَ} [الفجر: 22] أَيْ أَمْرُهُ
الله آئے گا یعنی اس کا حکم

ابن قیم کبھی خالص المشبہ بن جاتے ہیں کبھی اہل تعطیل - قلابازی شاید سامنے والے کو دیکھ کر کھاتے ہیں

البتہ وہابی علماء (المشبہ) اس سے الگ کہتے ہیں مثلا تفسیر جز عم میں کہتے ہیں

تفسير جزء عم
المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ)

{وجاء ربك} هذا المجيء هو مجيئه ـ عز وجل ـ لأن الفعل أسند إلى الله، وكل فعل يسند إلى الله فهو قائم به لا بغيره، هذه القاعدة في اللغة العربية، والقاعدة في أسماء الله وصفاته كل ما أسنده الله إلى نفسه فهو له نفسه لا لغيره، وعلى هذا فالذي يأتي هو الله عز وجل، وليس كما حرفه أهل التعطيل حيث قالوا إنه جاء أمر الله، فإن هذا إخراج للكلام عن ظاهره بلا دليل

أور رب آئے گا - یہ آنا ہے اور وہ انے والا ہے عزوجل کیونکہ فعل کو اللہ کیطرف کیا گیا ہے اور ہر وہ فعل جو اللہ کی طرف ہو تو وہ اللہ اس پر قائم ہے کوئی اور نہیں اور یہ عربی لغت کا قاعدہ ہے اور اسماء و صفات کا قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ کی طرف سند کی جائے اس کی طرف سے تو وہ اسی کے لئے ہے کسی اور کے لئے نہیں ہے اور اس پر جو آئے گا وہ اللہ ہے اور ایسا نہیں ہے جیسا اہل تعطیل نے تحریف کی ہے کہ کہتے ہیں وہ آئے گا یعنی اس کا حکم کیونکہ یہ کلام سے خارج ہے ظاہری طور پر کوئی دلیل نہیں ہے

یہ آیات راقم کے نزدیک متشابہات میں سے ہیں

سوال

وجاء ربک کی تفسیر میں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؟

اللہ سبحانہ وتعالی کے آسمان دنیا پر نزول کے بارے میں کہ اس سے مراد اللہ سبحانہ وتعالی کا "امر "ہے.
(تمہید جلد:7، صفحہ:143)
اس قول کی سند کیا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو کیا صفات میں تاویل جائز ہے؟

جواب

وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَبَلِيُّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ بِالْقَيْرَوَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ سَوَادَةَ بِمِصْرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْحَدِيثِ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي اللَّيْلِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ مَالِكٌ يَتَنَزَّلُ أَمْرُهُ وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ

اس میں جامع بن سوادۃ پر محدثین جرح کرتے ہیں

ابن عبد البر نے البتہ اس قول کو قبول کیا ہے

کون سا معنی درست ہے استواء بمعنی ارتفاع یا استواء بمعنی استقرار؟

جواب

استقرار مطلب رکنا

اور ارتفاع مطلب اونچا ہونا

صعد مطلب چڑھنا

استیلاء، استولیٰ مطلب قبضہ اور قدرت غلبہ

استعلاء مطلب صعد ہے یعنی چڑھنا

یہ سب باتیں الله تعالی کے حوالے سے کہنا متشابہات پر بحث کرنا ہے

اس لفظ پر بحث کی کیا ضرورت ہے ؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟

قَالَ وَتَقُولُ الْعَرَبُ اسْتَوَيْتُ فَوْقَ الدَّابَّةِ وَاسْتَوَيْتُ فَوْقَ الْبَيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ اسْتَوَى أَيِ انْتَهَى – شَبَابُهُ وَاسْتَقَرَّ فَلَمْ يَكُنْ فِي شَبَابِهِ مَزِيدٌ
ابو عبیدہ نے کہا اور عرب کہتے ہیں جانور پر سوار ہوا یا گھر کے اوپر اور دیگر نے کہا استوی یعنی اس کی جوانی انتہی پر آئی اور رکا یعنی اب جوانی میں مزید نہ ہو گا

یہ ان الفاظ کا مطلب ہے کہ الله تعالی عرش پر سوار ہوا اس پر چڑھا اور رکا نعوذ باللہ

ان کلمات کو علماء اردو میں سلیس ترجمہ نہیں کرتے مشکل مشکل بنا کر عربی لکھتے رہتے ہیں ورنہ رب العالمین کے لئے اس قسم کی باتیں کرنا کیا مناسب ہے؟

رک جاؤ ظالموں اپنی زبانوں کو لگام دو الله تو عرش پر مستوی ہے جب تک اس کو
محشر میں دیکھو نہیں سمجھ نہ سکو گے کہ استوی کا مطلب کیا ہے

لفظ بِذَاتِه پر امام الذھبی کی کیا رائے ہے ؟

جواب

کتاب العرش میں الذھبی کہتے ہیں

وفيما كتبنا من الآيات دلالة على إبطال [قول] من زعم من الجهمية أن الله بذاته في كل
مكان. وقوله {وَهُوَ مَعَكُم أَيْنَمَا كُنْتُم} إنما أراد [به] بعلمه لا بذاته
اور جو ہم نے جھمیہ کے دعوی کے بطلان پر لکھا کہ بے شک الله بذات ہر مکان میں
ہے اور الله کا قول وَهُوَ مَعَكُم أَيْنَمَا كُنْتُم (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) تو
اس میں مقصد ہے کہ وہ اپنے علم کے ساتھ ہے نہ کہ بذات ہے
کتاب العرش میں الذھبی کہتے ہیں

وأنه " :وقال الإمام أبو محمد بن أبي زيد المالكي المغربي في رسالته في مذهب مالك ، أولها
فوق عرشه المجيد بذاته ، وأنه في كل مكان بعلمه" وقد تقدم هذا القول، عن محمد بن
عثمان بن أبي شيبة، إمام أهل الكوفة في وقته ومحدثها - وممن قال إن الله على
شيخ الإسلام، قال ذلك في رسالته عرشه بذاته، يحيى بن عمار ، شيخ أبي إسماعيل الأنصاري
وأئمتنا الثوري، " :- وكذلك الإمام أبو نصر السجزي الحافظ، في كتاب "الإبانة" له، فإنه قال
ومالك، وابن عيينة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وابن المبارك، وفضيل بن عياض ،
وأحمد، وإسحاق، متفقون على أن الله فوق عرشه بذاته، وأن علمه بكل مكان" وكذلك قال
شيخ الإسلام أبو إسماعيل الأنصاري، فإنه قال: "في أخبار شتى إن الله في السماء السابعة، على
العرش بنفسه
اوپر یہ تمام لوگ بذاتہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں

لیکن کتاب سیر الاعلام النبلاء ج ١٩ ص ٦٠٦ میں الذھبی ، ابْنُ الزَّاغونِيَ کے لئے لکھتے ہیں

قَالَ ابْنُ الزَّاغونِي فِي قَصِيدَة لَهُ:
إِنِّيْ سَأَذْكُرُ عَقْدَ دِيْنِي صَادِقاً ... نَهْجَ ابْنِ حَنْبَلِ الإِمَامِ الأَوْحَدِ
منهَا:
عَالٍ عَلَى العَرْشِ الرَّفِيْعِ بِذَاتِهِ ... سُبْحَانَهُ عَنْ قَوْلِ غَاوٍ مُلْحِدِ

جو بلند ہے عرش پر رفیع بذات

– قد ذكرنَا أَن لفظَة (بِذَاته) لاَ حَاجَةَ إِلَيْهَا، وَهِيَ تَشْغَبُ النُّفُوْسَ، وَتركُهَا أَوْلَى – وَاللهُ أَعْلَمُ
بے شک ہم نے ذکر کیا کہ لفظ بذاتہ کی حاجت نہیں ہے یہ نفوس کو فساد کراتا ہے اس کو چھوڑنا اولی ہے
امام الذھبی کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی سات آسمان اوپر عرش پر ہے نہ کہ جھمیوں والا عقیدہ لیکن چونکہ بذاتہ کا لفظ قرآن و حدیث میں نہیں آیا اس بنا پر ان کے نزدیک اس کو ترک کرنا بہتر ہے کیونکہ نصوص میں واضح ہے کہ اللہ تعالی مخلوق سے الگ ہے

محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى : 1421هـ) اپنے فتوی میں کہتے ہیں

لم يتكلم الصحابة فيما أعلم بلفظ الذات في الاستواء والنزول، أي لم يقولوا: استوى على العرش بذاته، أو ينزل إلى السماء الدنيا بذاته؛ لأن ذلك مفهوم من اللفظ، فإن الفعل أضيف إلى الله تعالى، إما إلى الاسم الظاهر، أو الضمير، فإذا أضيف إليه كان الأصل أن يراد به ذات الله عز وجل لكن لما حدث تحريف معنى الاستواء والنزول احتاجوا إلى توكيد الحقيقة بذكر الذات
اصحاب ابن تیمیہ ، جو ہمیں پتا ہے ، میں سے کسی نے لفظ ذات کو الاستواء اور نزول کے لئے نہیں بولا یعنی وہ نہیں کہتے کہ اللہ بذات عرش پر مستوی ہے یا نہیں کہتے کہ وہ بذات آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے کیونکہ یہ مفہوم لفظ سے ہے کیونکہ یہ فعل اللہ کی طرف مضاف کیا گیا ہے اب چاہے اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہو جب مضاف الیہ سے اصلا مراد ذات الہی ہو تو یہ اللہ کے لئے ہی ہے لیکن جب الاستواء اور نزول کے معنی میں تحریف ہوئی تو اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اس حقیقت کی تاکید (لفظ) بذات سے ذکر کی جائے

اس کے برعکس الذھبی کہتے ہیں کہ بذات کا لفظ متقدمین بھی بولتے تھے اگرچہ الذھبی خود اس لفظ کا استعمال پسند نہیں کرتے

سوال

کیا رحمٰن کا عرش ڈگمگا گیا تھا؟

جواب

سنن سعید بن منصور کی روایت ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدِ اهْتَزَّ عَرْشُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ»

سند میں اعمش مدلس عن سے روایت کر رہا ہے ضعیف ہے
صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى، حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ، خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «اهْتَزَّ العَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ»، وَعَنِ الأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: لِجَابِرٍ، فَإِنَّ البَرَاءَ يَقُولُ: اهْتَزَّ السَّرِيرُ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ»

یہاں اعمش مدلس نے عن سے روایت کیا ہے

فضائل صحابہ امام احمد کی کتاب ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّه قَالَ: حَدَّثَنِی أَبِي، قثنا يَحْيَى بْنُ سَعيد قثنا عَوْفٌ قثنا أَبُو نَضْرَةَ قَالَ: سَمعْتُ أَبَا سَعِيدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ» .

اس کی سند میں أَبُو نَضْرَةَ العَبْدِيُّ المُنْذِرُ بنُ مَالِكِ بنِ قُطَعَةَ ہیں

الذہبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي (الثِّقَاتِ) : كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ،

ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں یہ وہ ہیں جو غلطی کرتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ سَعْد : ثِقَةٌ، كَثِيْرُ الحَدِيْثِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدِ يُحْتَجُّ بِهِ.

ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور ہر ایک سے دلیل نہیں لی جا سکتی
مسند ابن ابی شیبہ میں ہے
نا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو، عَنْ أَبِيه، عَنْ جَدِّه، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أُسَيْد بْن حُضَيْرِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدِ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ»

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو، عَنْ أَبِيه، عَنْ جَدِّه عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدمْنَا منْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَة، فَتُلُقِّينَا بذي الْحُلَيْفَة وَكَانَ غلْمَانٌ منَ الْأَنْصَار تَلَقَّوْا أَهْلِيهِمْ، فَلَقُوا أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْر، فَنَعَوْا لَهُ امْرَأَتَهُ، فَتَقَنَّعَ وَجَعَلَ يَبْكِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ، أَنْتَ صَاحِبُ رَسُول اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ، وَلَكَ منَ السَّابِقَة وَالْقدَمِ، مَا لَكَ تَبْكِي عَلَى امْرَأَة. فَكَشَفَ عَنْ رَأْسه وَقَالَ: صَدَقْتِ لَعَمْرِي، حَقِّي أَنْ لَا أَبْكِي عَلَى أَحَد بَعْدَ سَعْد بْن مُعَاذ، وَقَدْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: مَا قَالَ: قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: مَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: «لَقَدْ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لوَفَاة سَعْد بْنِ مُعَاذ» قَالَتْ: وَهُوَ يَسِيرُ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

سند میں محمد بن عمرو بن علقمہ ہے جو مظبوط نہیں ہے
قال الجوزجاني ليس بقوي
ولينه يحيى القطان

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيد، قَالَ قَتَادَةُ، وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالك، أَنَّ نَبِيَّ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ وَجَنَازَةُ سَعْدِ مَوْضُوعَةٌ: «اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمَنِ»

اس میں عبد الوہاب کا سماع سعید بن ابی عروبہ سے کب ہوا اختلاف ہے عالم اختلاط میں یا اس سے قبل

الكامل في ضعفاء الرجال
المؤلف: أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ)

وروى الأصناف كلها سَعِيد بْن أبي عَرُوبة عن عَبد الوهاب بْن عطاء الخفاف

وقال أبو عبيد الآجري: سئل أبو داود عن السهمي والخفاف في حديث ابي عروبة: فقال: عبد الوهاب أقدم: فقيل له: عبد الوهاب سمع في الاختلاط. فقال: من قال هذا؟ سمعت أحمد بن حنبل سئل عن عبد الوهاب في سعيد بن أبي عروبة فقال: عبد الوهاب أقدم

امام احمد کہتے تھے عالم اختلاط میں سماع ہے

مصنف عبد الرزاق میں ہے
عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 6747 - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَجِنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ: «اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمَنِ»

سند میں ابوالزبیر ہے جن کی لیث کے طرق سے روایت لی جاتی ہے اس میں ایسا نہیں ہے لہذا یہ مظبوط نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
حَدَّثَنَا

36800 - مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ , عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ , عَنْ مُجَاهِدٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , قَالَ: " لَقَدِ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِحُبِّ لِقَاءِ اللَّهِ سَعْدًا , قَالَ: وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ , قَالَ: تَفَسَّخَتْ أَعْوَادُهُ , قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَهُ فَاحْتَبَسَ , فَلَمَّا خَرَجَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ , مَا حَبَسَكَ؟ قَالَ: «ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً، فَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُ»

إس میں عرش کے ڈگمگانے کے الفاظ مجاز پر لئے جائیں گے یہ علماء کہتے ہیں

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ - عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّةِ میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ الله کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی - تو امام مالک رحمہ الله نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

راقم کہتا ہے روى الثعلبي في تفسيره عن علي بن أبي طالب ع عن النبي ص أنه قال تزوجوا و لا تطلقوا فإن الطلاق يهتز منه العرش

الثعلبي کی تفسیر میں علی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو ، طلاق مت دو کیونکہ طلاق سے عرش ڈگمگا جاتا ہے

یہ ظاہر کرتا ہے عرش ہلنا عربی میں محاورتا بولا جاتا تھا کہ کوئی بہت غلط بات ہوئی - اس کا مطلب حقیقی نہیں تھا

کیا اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ؟

کیا جھمی کہتے کہ آسمان میں کوئی رب نہیں ہے ؟

جواب
إمام الذهبي کتاب سير الأعلام النبلاء میں محدث حماد بن زید کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي حَاتِمٍ الحَافِظُ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: سَمِعْتُ حَمَّادَ – بنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ: إِنَّمَا يَدُوْرُوْنَ عَلَى أَنْ يَقُوْلُوا: لَيْسَ فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ
يَعْنِي: الجَهْمِيَّةَ
سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ کہتے ہیں میں نے حماد بن زید کو کہتے سنا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آسمان میں کوئی الہ نہیں ہے یعنی الجہمیہ
اسی طرح دوسری روایت مالک بن انس کے ترجمہ میں دیتے ہیں

:وَرَوَى: عَبْدُ اللهِ بنُ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ فِي كِتَابِ (الرَّدِّ عَلَى الجَهْمِيَّةِ) لَهُ، قَالَ
:حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بنُ النُّعْمَانِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ نَافِعٍ، قَالَ
.قَالَ مَالِكٌ: اللهُ فِي السَّمَاءِ، وَعِلْمُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ لاَ يَخْلُو مِنْهُ شَيْءٌ
عبد اللہ بن احمد نے ... امام مالک سے روایت کیا کہ اللہ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر مکان پر ہے جس سے کوئی چیز خالی نہیں ہے

عبد اللہ بن مبارک کے ترجمہ میں الذھبی کہتے ہیں

قُلْتُ: الجَهْمِيَّةُ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ البَارِي -تَعَالَى- فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَالسَّلَفُ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ عِلْمَ البَارِي فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَيَحْتَجُّوْنَ بِقَوْلِه -تَعَالَى-: {وَهُوَ مَعَكُم أَيْنَمَا كُنْتُمْ} [الحَدِيْدُ: 4] يَعْنِي: بِالعِلْمِ، .وَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّهُ عَلَى عَرْشِهِ اسْتَوَى، كَمَا نَطَقَ بِهِ القُرْآنُ وَالسُّنَّةُ
میں کہتا ہوں جہمیہ کہتے تھے کہ اللہ ہر مکان میں ہے اور سلف کہتے کہ اللہ کا علم ہر مکان میں ہے اور وہ دلیل لیتے اس آیت سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو

حدید یعنی کہ اپنے علم سے اور سلف کہتے کہ اللہ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ قرآن و سنت میں کہا گیا ہے

آج بعض لوگوں نے جھمیہ کا عقیدہ لیا ہے کہ اللہ اسی زمیں میں ہے بس اس میں اضافہ کر دیا ہے کہ تمام کائنات میں ہے چاہے آسمان ہو یا زمین ہو لہذا وہ کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ جہمیوں سے الگ ہے ہم اللہ کو نہ صرف آسمان پر بلکہ جگہ مانتے ہیں

لیکن جن اصول و افہام پر جہمیہ نے اپنا عقیدہ اختیار کیا تھا انہی تاویلات پر ان لوگوں نے بھی اپنا عقیدہ لیا ہے

الذہبی ابو معمر الھذلی إِسْمَاعِيْلُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ بنِ مَعْمَرِ بنِ الحَسَنِ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ القَطِيْعِيِّ، قَالَ: آخرُ كَلاَمِ الجَهْمِيَّة: أَنَّهُ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ

جھمیہ کا آخری کلام ہوتا کہ آسمان میں کوئی الہ نہیں ہے

الذھبی اس پر کہتے ہیں

.قُلْتُ: بَلْ قَوْلُهُم: إِنَّهُ -عَزَّ وَجَلَّ- فِي السَّمَاءِ وَفِي الأَرْضِ، لاَ امْتِيَازَ للسَّمَاءِ وَقَوْلُ عُمُومِ أُمَّة مُحَمَّد -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: إِنَّ اَللهَ فِي اَلسَّمَاءِ، يُطلقُوْنَ ذَلِكَ وفقَ مَا جَاءتِ النُّصُوْصَ بِإِطْلاَقِه، وَلاَ يَخُوضُونَ فِي تَأْوِيْلاَتِ المُتَكَلِّمِيْنَ، مَعَ جَزْمِ اَلكُلِّ بِأَنَّهُ -تَعَالَى-: . {لَيْسَ كَمِثْلِه شَيْءٌ} [الشُّوْرَى: 11]

میں کہتا ہوں بلکہ جھمیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالی آسمان میں ہے زمین میں ہے اس میں آسمان کا کوئی امتیاز نہیں ہے اور امت محمد کا عمومی قول ہے کہ بے شک اللہ تعالی آسمان میں ہے یہ نصوص میں جو آیا ہے اس کے اطلاق پر ہے اور وہ متکلمین کی تاویلات پر نہیں جھگرتے بلکہ سب جزم سے کہتے ہیں اللہ کے مثل کوئی نہیں

اسی جھمی عقیدے سے وحدت الوجود کا مسئلہ بھی جڑا ہے کہ اگر اللہ تمام کائنات میں ہے تو وہ ہر جگہ ہوا اور اس کو عرف عام میں اللہ کا حاضر و ناظر ہونا کہا جاتا ہے

صحیح عقیدہ ہے کہ اللہ البصیر ہے جو سات آسمان اوپر عرش سے مخلوق کو دیکھ رہا ہے اور وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

محمد بن حاتم، بن میمون بہز حماد بن سلمہ، ثابت، ابی رافع، حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی وہ کہے گا اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔

جواب

یہ روایت ایک ہی سند سے کتابوں میں ہے

نفیع ، أبو رافع الصائغ المدنی ، مولی ابنة عمر بن الخطاب اس روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - نفیع سے بصرہ میں اس کو ثابت البنانی نقل کرتے ہیں اور پھر مختلط حماد بن سلمہ اس کو بیان کرتے ہیں البتہ کتاب مسند أبو عَوانة میں اس کو حماد ابن زیدؒ بھی ثابت سے نقل کرتے ہیں

مسند احمد میں اس کی ایک اور سند ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَنَّهُ قَالَ: مَرِضْتُ فَلَمْ يَعُدْنِي ابْنُ آدَمَ، وَظَمِئْتُ فَلَمْ يَسْقِنِي ابْنُ آدَمَ، فَقُلْتُ: أَتَمْرَضُ يَا رَبِّ؟ قَالَ: يَمْرَضُ الْعَبْدُ مِنْ عِبَادِي مِمَّنْ فِي الْأَرْضِ، فَلَا يُعَادُ، فَلَوْ عَادَهُ، كَانَ مَا يَعُودُهُ لِي، وَيَظْمَأُ فِي الْأَرْضِ، فَلَا يُسْقَى، فَلَوْ سُقِيَ كَانَ مَا سَقَاهُ لِي

لیکن اس میں ابْنُ لَهِيعَةَ ہے جو ضعیف ہے

یہ بات انجیل متی میں بھی ہے کہ عیسی علیہ السلام نے تمثیلی انداز میں بتایا کہ جب ابن آدم آئے گا تو انسانوں کو تقسیم کر دے گا اور ایک سے کہے گا

Mathew 25:42 – 45

For I was hungry and you gave me no food, I was thirsty and you gave me no drink,
I was a stranger and you did not welcome me, naked and you did not clothe me, sick and in prison and you did not visit me.'
Then they also will answer, saying, 'Lord, when did we see you hungry or thirsty or a stranger or naked or sick or in prison, and did not minister to you?'
Then he will answer them, saying, 'Truly, I say to you, as you did not do it to one of the least of these, you did not do it to me.'

میں بھوکا تھا تم نے کھانا نہ دیا میں پیاسا تھا تم نے پانی نہ دیا میں اجنبی تھا تم نے خوش آمدید نہ کہا میں برہنہ تھا تم نے لباس نہ دیا میں بیمار تھا قیدی تھا تم نے ملاقات نہ کی اس پر وہ کہیں گے آے آقا ہم نے اپ کو کب بھوکا اور پیاسا اور اجنبی اور قیدی بیمار پایا؟ ابن آدم کہے گا سچ کہتا ہوں تم نے اس میں سے کوئی بھی بات کم نہ کی اور نہ تم نے اس کو میرے ساتھ کیا

ابو ہریرہ رضی الله عنہ ایک سابقہ عیسائی تھے اغلبا انہوں نے یہ انجیل کے حوالے سے بات کی ہو گی جو ابو رافع سمجھ نہ سکے

روایت سے صوفیوں نے دلیل لی ہے کہ الله تعالی انسانوں کے ساتھ ہی ہے یعنی وحدت الوجود کے نظریہ کے تحت الله تعالی مخلوق میں ہی موجود ہے

انجیل میں یہ حدیث قدسی نہیں ہے بلکہ یہ قول ابن آدم کا ہے جو اصلا عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں استعارہ ہے

اسلامی صوفیت اور عیسائی رہبانیت کے ڈانڈے اس روایت پر مل جاتے ہیں

ہماری مذہبی کتب میں ایک روایت ہے

الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ

مخلوق خدا کا کنبہ ہے

مسند ابو یعلی اور مسند بیہقی شعب ایمان

سندا روایت میں يُوسُفُ بْنُ عَطِيَّةَ الصَّفَّارُ متروك الحديث کی وجہ سے ضعیف ہے اس کے ایک دوسرے طرق میں موسی بن عمیر ہے وہ بھی متروک ہے سنن سعید بن منصور میں عیال الله کا لفظ ہے لیکن وہاں سند منقطع ہے کیونکہ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى کا سماع عمر رضی الله عنہ سے نہیں ہے

صوفی منش أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) نے اس کو حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں بیان کیا اور یہ روایت صوفیوں میں پھیل گئی

شعب الإيمان کے مطابق عباسی خلیفہ مامون کے دربار میں اس کو بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے دہائی دی

قَالُوا: نا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيُّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْمَأْمُونِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ، وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ " قَالَ: فَصَاحَ بِهِ الْمَأْمُونُ: اسْكُتْ، أَنَا أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْكَ

عیسائیوں میں یہ سینٹ پاول کا مقولہ ہے

You are members of God’s family.

Ephesians 2:19

شام و عراق میں نصرانی راہبین جب اسلام میں داخل ہوئے تو اپنے اکابرین کے فرمودات کو بھی ساتھ لے آئے

اور یہی ملغوبہ اسلام میں تصوف کہلایا

حیرت ہے کہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے کا جملہ ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں
البحر المديد في تفسير القرآن المجيد از أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدي (المتوفى: 1224هـ) اس کو تفسیر میں بیان کرتے ہیں
تذكرة الأريب في تفسير الغريب میں ابن جوزی تک اس کو بیان کرتے ہیں جبکہ ان کے نزدیک یہ موضوع روایت ہے
{أن يطعمون} أي أن يطعموا أحدا من خلقي وأضاف الإطعام إليه لأن الخلق عيال الله ومن أطعم عيال الله فقد أطعمه

بغوی تفسیر میں کہتے ہیں
وَإِنَّمَا أَسْنَدَ الْإِطْعَامَ إِلَى نَفْسِهِ، لِأَنَّ الْخَلْقَ عِيَالُ اللَّهِ وَمَنْ أَطْعَمَ عِيَالَ أَحَدٍ فَقَدْ أَطْعَمَهُ

شوکانی فتح القدیر میں کہتے ہیں
وَإِنَّمَا أَسْنَدَ الْإِطْعَامَ إِلَى نَفْسِهِ لِأَنَّ الْخَلْقَ عِيَالُ اللَّهِ

اس طرح صحیح مسلم کی اس روایت کو ایک موضوع روایت سے ملا کر قبول کر لیا جاتا ہے
صوفیوں نے نزدیک یہ دلیل بنتی ہے وحدت الوجود کی اور جھمیوں کے نزدیک رب کی مخلوق کے ساتھ موجودگی کی

آیا قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟

اگر مخلوق نہیں ہے تو پھر کیا ہے ؟
جواب

محدثین اس بحث میں الجھے جب انہوں نے فلسفہ یونان کی اصطلاحات اپنی بحثوں میں استعمال کیں
فلسفہ کی پہلی شق ہے کہ ہر چیز اپنی صفت سے جانی جائے گی

لھذا سب سے پہلے الله کو ایک شی بنایا گیا اس پر دلائل پیش کیے گئے اس کے لئے سوره الانعام کی آیت سے استخراج کیا گیا
قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ
کہو کس چیز کی شہادت سب سے بڑی ہے ؟ کہو الله کی جو گواہ ہے ہمارے اور تمہارے بیچ
اور قرآن میں ہے
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلاَّ وَجْهَهُ
ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے الله کے وجھہ کے
اس سے محدثین نے استخراج کیا کہ الله ایک چیز ہے

اب یونانی فلسفہ کے استدلالات الله پر لگا کر اس کو سمجھا جائے گا چونکہ الله ایک چیز ہے اور ہر چیز کی صفت ہوتی ہے اور کسی بھی چیز کی صفت اسی چیز کے لئے خاص ہوتیں ہیں
لہذا الله کی تمام صفات خود الله ہی ہوئیں لیکن الله کے لئے صفت بولنا صحیح ہے یا نہیں ؟ اس پر ایک روایت ملی اور محدثین کو اس پر خانہ پوری کے لئے دلیل مل گئی کہ لفظ صفت بولنا الله کے لئے جائز ہے

راقم کہتا ہے یہ سب غلط ہے نہ وہ صفت والی روایت صحیح ہے نہ الله کو چیز کہنا صحیح ہے کیونکہ الله نے خود ہی کہہ دیا لیس کمثلہ شی اس کے مثل کوئی چیز نہیں یعنی اپنی ذات کو اشیاء سے الگ کیا
اللہ تعالی نے قرآن کو کلام کہا ہے اور الله خود کسی شئی کے مثل نہیں ہے

لہذا الله اور اسکی مخلوق میں بعد ہے جب وہ کلام کرتا ہے تو اس کے الفاظ فرشتوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم تک پہنچائے
معتزلہ کا موقف تھا کہ قرآن کلام الله ہے جو مخلوق ہے
محدثین کہتے قرآن غیر مخلوق ہے
امام بخاری کہتے تھے کہ جو کلام مصحف میں ہم نے لکھا یا اس کی تلاوت کی تو وہ مخلوق کا عمل ہے لہذا تلاوت مخلوق ہے
امام احمد اس میں رائے رکھنے کے خلاف تھے اور امام بخاری کو بدعتی کہتے تھے

الله تبارک و تعالی نے موسی سے کلام کیا اس کے الفاظ وادی طوی میں موسی نے سنے لیکن یہ الفاظ معدوم ہو گئے ایسا نہیں ہے جو بھی اس علاقے سے گزرے اس کو آج تک سنائی دیتے ہوں
اسی طرح الله تعالی نے مختلف زبانوں میں کلام نازل کیا وہ الفاظ متروک ہوئے اب ان زبانوں میں بولے نہیں جاتے اور زبان کلام کے نزول سے پہلے تخلیق کی گئیں
لہذا یہ سب ایک غیر ضروری بحث اور مسئلہ تھا جس میں سب الجھ گئے

کتاب سیر الاعلام النبلاء میں هِشَامَ بنَ عَمَّارٍ کے ترجمہ میں الذھبی وہی بات کہتے ہیں جو امام بخاری کہتے

وَلاَ رَيْبَ أَنَّ تَلَفُّظَنَا بِالقُرْآنِ مِنْ كَسْبِنَا، وَالقُرْآنُ المَلْفُوْظُ المَتْلُوّ كَلاَمُ اللهِ -تَعَالَى- غَيْرُ مَخْلُوْقٍ، وَالتِّلاَوَةُ وَالتَّلَفُّظُ وَالكِتَابَةُ وَالصَّوتُ بِهِ مِنْ أَفْعَالِنَا، وَهِيَ مَخْلُوْقَةٌ – وَاللهُ أَعْلَمُ
اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کا ہمارا تلفظ ہمارا کسب (کام) ہے اور قرآن الفاظ والا پڑھا جانے والا کلام الله ہے غیر مخلوق ہے اوراس کی تلاوت اور تلفظ اور کتابت اور آواز ہمارے افعال ہیں اور یہ مخلوق ہیں والله اعلم

الذھبی کے مطابق لفظی بالقرآن کا مسئلہ الکرابیسی نے پیش کیا الذھبی ، الكَرَابِيْسِيُّ أَبُو عَلِيٍّ الحُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ يَزِيْدَ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَلاَ رَيْبَ أَنَّ مَا ابْتَدَعَهُ الكَرَابِيْسِيُّ، وَحَرَّرَهُ فِي مَسْأَلَةِ التَّلَفُّظِ، وَأَنَّهُ مَخْلُوْقٌ هُوَ حَقٌّ
اور اس میں شک نہیں کہ الکَرَابِيْسِی نے جو باتَ شروعَ کی اور مسئلہ تلفظ کی تدوین کی کہ یہ مخلوق ہے یہ حق تھا
الذھبی سیر الاعلام النبلا میں احمد بن صالح کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَإِنْ قَالَ: لَفْظي، وَقَصَدَ بِهِ تَلَفُّظي وَصَوتِي وَفعْلِي أَنَّهُ مَخْلُوْقٌ، فَهَذَا مُصيبٌ، فَاللهُ -تَعَالَى- خَالِقُنَا وَخَالِقُ أَفْعَالنَا وَأَدَوَاتنَا، وَلَكِنَّ الكَفَّ عَنْ هَذَا هُوَ السُّنَّةُ، وَيَكفِي المَرْءَ أَنْ يُؤمِنَ بِأَنَّ القُرْآنَ العَظِيْمَ كَلاَمُ اللهِ وَوَحْيُهُ وَتَنْزِيْلُهُ عَلَى قَلْبِ نَبِيِّه، وَأَنَّهُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ

اور اگر یہ کہے کہ لفظی ہے اور مقصد قرآن کا تلفظ اسکی آواز اور اس پر فعل ہو کہ یہ مخلوق ہے - تو یہ بات ٹھیک ہے - پس کیونکہ الله تعالی ہمارا خالق ہے اور ہمارے افعال کا بھی اور لکھنے کے ادوات کا بھی لیکن اس سے روکنا سنت ہے اور آدمی کے لئے کافی ہے قرآن عظیم پر ایمان لائے کلام اللہ کے طور پر اس کی الوحی پر اور قلب نبی پر نازل ہونے پر اور یہ بے شک غیر مخلوق ہے

کتاب تذکرہ الحفاظ میں ابن الأخرم الحافظ الإمام أبو جعفر محمد بن العباس بن أيوب الأصبهاني کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں ابن آخرم کہا کرتے

من زعم أن لفظه بالقرآن مخلوق فهو كافر فالظاهر أنه أراد بلفظ الملفوظ وهو القرآن المجيد المتلو المقروء المكتوب المسموع المحفوظ في الصدور ولم يرد اللفظ الذي هو تلفظ القارئ؛ فإن التلفظ بالقرآن من كسب التالي والتلفظ والتلاوة والكتابة والحفظ أمور من صفات العبد وفعله وأفعال العباد مخلوقة

جس نے یہ دعوی کیا کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ کافر ہے پس ظاہر ہے ان کا مقصد ہے کہ جو ملفوظ الفاظ قرآن کے ہیں جس کو پڑھا جاتا ہے جو کتاب سنی جاتی ہے اور محفوظ ہے سینوں میں — اور ان کا مقصد تلفظ نہیں ہے جو قاری کرتا ہے کیونکہ قرآن کا تلفظ کرنا کام ہے اور اس کا تلفظ اور کتابت اور حفظ اور امور یہ بندے کی صفات ہیں اس کے افعال ہیں اور بندوں کے افعال مخلوق ہیں

امام احمد لفظی بالقرآن کا مسئلہ سنتے ہی جھمی جھمی کہنا شروع کر دیتے

الكَرَابِيْسِيُّ أَبُو عَلِيٍّ الحُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ يَزِيْدَ کے ترجمہ میں کتاب سیر الاعلام البنلا از الذھبی کے مطابق امام یحیی بن معین کو امام احمد کی الکرابیسی کے بارے میں رائے پہنچی

وَلَمَّا بَلَغَ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ أَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فِي أَحْمَدَ، قَالَ: مَا أَحْوَجَهُ إِلَى أَنْ يُضْرَبَ، وَشَتَمَهُ

اور جب امام ابن معین تک پہنچا کہ امام احمد الکرابیسی کے بارے میں کلام کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں کہ میں اس کو ماروں یا گالی دوں

– امام الذھبی بھی کہہ رہے ہیں امام الکرابیسی صحیح کہتے تھے

امام بخاری کے لئے الذھبی کتاب سیر الاعلام النبلاء میں علی بن حجر بن آیاس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا البَخَارِيّ، فَكَانَ مِنْ كِبَارِ الأَئِمَّةِ الأَذْكِيَاء، فَقَالَ: مَا قُلْتُ: أَلفَاظُنَا بِالقُرْآنِ مَخْلُوْقَةٌ، وَإِنَّمَا حَرَكَاتُهُم، وَأَصْوَاتُهُم وَأَفْعَالُهُم مَخْلُوْقَةٌ، وَالقُرْآنُ المَسْمُوْعُ المَتْلُوّ المَلْفُوْظُ المَكْتُوْبُ فِي المَصَاحِفِ كَلاَمُ الله، غَيْرُ مَخْلُوْقٍ

اور جہاں تک امام بخاری کا تعلق ہے تو وہ تو کبار ائمہ میں دانشمند تھے پس انہوں نے کہا میں نہیں کہتا ہے قرآن میں ہمارے الفاظ مخلوق ہیں بلکہ ان الفاظ کی حرکات اور آواز اور افعال مخلوق ہیں اور قرآن جو سنا جاتا پڑھا جاتا الفاظ والا لکھا ہوا ہے مصاحف میں وہ کلام الله ہے غیر مخلوق ہے

ایک متعصب غیر مقلد عالم ابو جابر دامانوی نے کتاب دعوت قرآن کے نام پر قرآن و حدیث سے انحراف میں لکھا

امام بخاریؒ پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ "لفظی بالقرآن مخلوق" کے قائل ہیں امام بخاریؒ نے اس کی تردید کے لئے کتاب خلق افعال العباد تصنیف فرمائی اور اس میں وضاحت فرمائی کہ جو میری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے کہ میں "لفظی بالقرآن مخلوق" کا قائل ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا جو تلاوت، متلو، القرائت اور مقروء کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ دراصل "لفظی بالقرآن مخلوق" کا قول الحسین بن علی الکرابیسی کا ہے جب اہل علم نے اس کا یہ قول

جبکہ محدثین میں ایسا الذہبی نے واضح کیا امام بخاری کے نزدیک جو قرآن کے الفاظ ہم ادا کرتے ہیں وہ مخلوق کا عمل ہے[22]

22

مسئلہ لفظ میں امام احمد کوئی رائے نہیں رکھتے تھے بلکہ اس مسئلہ میں رائے کے سخت خلاف تھے – امام بخاری اس کے برعکس رائے رکھتے تھے اور اس کی تبلیغ کرتے تھے ان کے نزدیک منہ سے تلاوت کے دوران ادا ہونے والے قرآن کے الفاظ اور اس کی آواز مخلوق تھے – امام احمد اس پر کوئی بھی رائے رکھنے والے کو جہمی کہتے تھے

یہ مسئلہ بعد والوں نے چھپانے کی کوشش کی مثلا کتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی روایت ہے

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بْن حَفْص قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: ثنا أَبُو صَالِح خَلَفُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرو أَحْمَدَ بْن نَصْر بْن إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيَّ الْمَعْرُوفَ بِالْخَفَّاف بِبُخَارَى يَقُولُ: كُنَّا يَوْمًا عِنْدَ أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ وَمَعَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ , فَجَرَى ذِكْرُ مُحَمَّد بْنِ إِسْمَاعِيلَ , فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْهُ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْد اللَّه فَقَدْ خَاضَ النَّاسُ فِي هَذَا وَأَكْثَرُوا فيه. فَقَالَ: لَيْسَ إِلَّا مَا أَقُولُ وَأَحْكِي لَكَ عَنْهُ. قَالَ أَبُو عَمْرو الْخَفَّافُ: فَأَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَنَاظَرْتُهُ فِي شَيْء منَ الْحَديث حَتَّى طَابَتْ نَفْسُهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبد اللَّه هَاهُنَا رَجُلٌ يَحْكِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ هَذه الْمَقَالَةَ. فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عَمْرو احْفَظْ مَا أَقُولُ: مَنْ زَعَمَ منْ أَهْل نَيْسَابُورَ وَقُومَسَ وَالرَّيِّ وَهَمَذَانَ وَحُلْوَانَ وَبَغْدَادَ وَالْكُوفَة وَالْمَدينَة وَمَكَّةَ وَالْبَصْرَة أَنِّي قُلْتُ: لَفْظي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْ هَذه الْمَقَالَةَ , إِلَّا أَنِّي قُلْتُ: أَفْعَالُ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ

ہم کو أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بْن حَفْص نے خبر دی کہا ہم سے بیان کیا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْن سَلَمَةَ نے کہا ہم سے بیان کیا أَبُو صَالِح خَلَفُ بْنُ مُحَمَّد بْن إِسْمَاعِيلَ انہوں نے أحمد بن نصر بن إبراهيم، أبو عمرو النَّيْسَابوريّ الخفّاف المتوفی ٣٠٠ ھ سے سنا کہتے ہیں ایک دن ہم أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ بھی تھے کہ امام بخاری کا ذکر ہوا پس مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ نے کہا میں نے سنا یہ کہتے تھے کہ جو یہ دعوی کرے کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ جھوٹا ہے کیونکہ میں ایسا نہیں کہتا . پس میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الله امام بخاری اس پر تو لوگ بہت لڑتے ہیں پس کہا جو میں نے کہا اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے- أَبُو عَمْرو الْخَفَّافُ کہتے ہیں پس میں امام بخاری سے ملا اور ان سے ایک حدیث پر کلام کیا یہاں تک کہ دل بھر گیا میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الله وہاں ایک شخص ہے جو حکایت کرتا ہے آپ کے لئے کہ آپ اس میں یہ اور یہ کہتے ہیں – امام بخاری نے مجھ سے کہا اے ابو عمرو یاد رکھو جو میں کہوں جو یہ دعوی کرے نیشاپور یا قومس یا رے یا ہمدان یا حلوان یا بغداد یا کوفہ یا مدینہ یا مکہ یا بصرہ میں سے کہ میں کہتا ہوں قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ کذاب ہے پس میں ایسا نہیں کہتا ہوں بلاشبہ میں کہتا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں

اس کی سند میں أَبُو صَالِح خَلَفُ بنُ مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيْلَ ہیں جن کے لئے الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

قَالَ الخَلِيلِيّ: كَانَ لَهُ حفظٌ وَمَعْرِفَةٌ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ جِدّاً، رَوَى مُتوناً لاَ تُعرفُ
خلیلی کہتے ہیں ان کے لئے حافظہ و معرفت ہے اور یہ بہت ضعیف ہیں اور وہ متن روایت کرتے ہیں جو کوئی نہیں جنتا
کتاب الروض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم میں أبو الطيب نايف بن صلاح بن علي المنصوري راوی أَبُو صَالِحِ خَلَفُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيْلَ کے لئے کہتے ہیں

ضعيف جدًا مع كثرة حديثه

بہت ضعیف ہیں کثرت حدیث کے ساتھ
ایک طرف تو سندا کمزور دوسری طرف اس کے راوی

أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ کے امام الذھبی کتاب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

سَمعَ بنَيْسابور: إسحاق بن راهَوَيْه، وعَمْرو بن زُرَارة، والحسين بن حُرَيْث، ومحمد بن عبد العزيز بن أبي رزمة، وأقرانهم.

وببغداد: إبراهيم بن المستمرّ، وأحمد بن منيع، وأبا همّام السكوني، وأقرانهم. وبالكوفة: أبا كُرَيْب، وعَبّاد بن يعقوب، وجماعة.

وبالحجاز: أبا مُصْعَب، ويعقوب بن حُمَيْد بن كاسب، وعبد الله بن عمران العابديّ، وغيرهم.

سوال کے ان کا سماع بخاری سے کب ہوا؟

ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

أَخْرَجَ ذَلِكَ غُنْجَارٌ فِي تَرْجَمَة الْبُخَارِيِّ من تَارِيخ بخارا بِسَنَد صَحِيح إِلَى مُحَمَّد بْنِ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ الْإِمَامِ الْمَشْهُورِ أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ وَمِنْ طَرِيقِ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيِّ الْخَفَّاف أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ
اس (اوپر والی روایت) کو غنجار نے بخاری کے ترجمہ میں تاریخ بخاری میں صحیح سند کے ساتھ محمّد بن نثر المروزی امام مشھور سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری سے سنا کہ انہوں نے ایسا کہا جو ابی عمر اور احمدبن نصر کے طرق سے ہے کہ انہوں نے بخاری سے سنا
اسی قول کو ابن حجر نے تھذیب التھذیب میں بھی نقل کیا ہے

عجیب بات ہے انہی خَلَفُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيْلَ کی لسان المیزان میں ابن حجر عزت افزائی کرتے ہیں

وسمعت الحاكم، وَابن أبي زرعة وإنما كتبنا عنه للاعتبار وقد ضعفه أبو سعيد الإدريسي
حاکم اور ابن أبي زرعة کہتے ہیں ان کا قول اعتبار کے لئے لکھا جاتا ہے اور ابو سعید نے ان کو ضعیف کہا ہے
اس روایت کا سارا دار و مدار جس شخص پر ہے وہ توضعیف نکلا لہذا دلیل کیسے ہیں

امام بخاری کی کتاب خلق افعال العباد کے آخری ابواب کو دیکھا جائے تو یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے

اہل دانش دیکھ سکتے ہیں کہ اہل علم کیا گل کھلا رہے ہیں

بندوں کی تلاوت مخلوق ہے
امام بخاری ، تلاوت جو ہم کرتے ہیں اس کو مخلوق کا فعل کہتے تھے. کتاب کا نام ہی خلق افعال العبآد یعنی بندوں کے افعال کی تخلیق رکھا امام بخاری کتاب میں کہتے ہیں

١٧٣ ـ وقال النّبيّ ﷺ: «يخرج قوم تحقرون أعمالكم مع أعمالهم يقرؤون القرآن»، فبين أن قراءة القرآن هي العمل[٩].

اور نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم نکلے گی جو تمہارے عمل کو اپنے اعمال سے حقیر جانیں گے پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ قرآن کی قرات ایک عمل ہے
امام بخاری اور امام احمد دونوں قرآن کو کلام الله غیر مخلوق کہتے تھے لیکن بخاری کہتے ہیں قرآن اللہ کا کلام ہے اور قرات بندے کا فعل ہے

عربی زبان مخلوق ہے
بخاری باب باندھتے ہیں

باب قول االله تعالى { فأتوا بالتوراة فاتلوها إن كنتم صادقين } قال ومـن آياتـه خلـق السماوات و الأرض واختلاف ألسنتكم و ألوانكم فمنها العربي ومنها العجمي فـذكراختلاف الألسنة والألوان وهو كلام العباد
باب الله تعالی کا قول پس جاؤ تورات لے آو اس کی قرات کرو اگر سچے ہو. الله نے کہا اور اس کی نشانیوں میں سے ہے زبانوں کا اختلاف اور رنگوں کا پس کوئی عربی ہے کوئی عجمی ہے پس الله نے زبان اور رنگوں کے اختلاف کا ذکر کیا اور وہ بندوں کا کلام ہے
بخاری کہنا چاہ رہے ہیں کہ قرآن کے علاوہ تورات بھی الله کا کلام ہے جو عربی میں نہیں اور یہ زبانوں کا اختلاف الله نے پیدا یا خلق کیا ہے .عربی زبان مخلوق ہے

قرآن الله کا علم ہے وہ غیر مخلوق ہے لیکن عربی زبان مخلوق ہے

یاد رہے کہ حدیث کے مطابق قرآن قریش (مکہ) کی زبان میں نازل ہوا ہے اور اختلاف قرات کے مسئلہ پر، جمع قرآن کے وقت قریش کی زبان کو ترجیح دی گئی تھی

کتاب کے آخر میں بخاری نے نہ صرف قرآن بلکہ تورات اور انجیل کا بھی ذکر کیا جو عربی میں نازل نہیں ہوئیں لیکن تورات و انجیل بھی الله کا کلام ہیں غیر مخلوق ہیں

اب دوبارہ امام احمد کا نقطہ نظر دیکھئے

امام احمد کے اپنے بیٹے عبدللہ بن احمد اپنی کتاب السنة میں لکھتے ہیں

سألت أبي رحمه الله قلت : ما تقول في رجل قال : التلاوة مخلوقة وألفاظنا بالقرآن مخلوقة والقرآن كلام الله عز وجل وليس بمخلوق ؟ وما ترى في مجانبته ؟ وهل يسمى مبتدعا ؟ فقال : » هذا يجانب وهو قول المبتدع ، وهذا كلام الجهمية ليس القرآن بمخلوق

میں نے اپنے باپ احمد سے پوچھا : آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ قرآن کی تلاوت اور ہمارے الفاظ مخلوق ہیں اور قرآن الله عز وجل کا کلام غیر مخلوق ہے؟ - اس کے قریب جانے پر آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اس کو بدعتی کہا جائے گا ؟ امام احمد نے جواب میں کہا اس سے دور رہا جائے اور یہ بد عت والوں کا قول ہے اور الجهمية کا قول ہے- قرآن مخلوق نہیں

ابن تیمیہ فتوی ج ۷ ص ٦٦٠ مجموع الفتاوى مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية میں دعوی کرتے ہیں سلف میں کس نے نہیں کہا کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں

وَلَا قَالَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ وَلَا أَحَدٌ مِنْ السَّلَفِ أَنَّ شَيْئًا مِنْ صِفَاتِ الْعَبْدِ وَأَفْعَالِهِ غَيْرُ مَخْلُوقَةٍ وَلَا صَوْتِهِ بِالْقُرْآنِ وَلَا لَفْظِهِ بِالْقُرْآنِ

اور امام احمد اور سلف میں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ بندے کی صفات اور افعال غیر مخلوق ہیں اور نہ قرآن کی آواز(قرات) اور اس کے لفظ

امام الْأَشْعَرِيِّ کہتے تھے کہ امام احمد قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہنےسے کراہت کرتے تھے. ابن تیمیہ فتوی ج ۷ ص ٦٥٩ میں لکھتے ہیں

وَصَارَ بَعْضُ النَّاسِ يَظُنُّ أَنَّ الْبُخَارِيَّ وَهَؤُلَاءِ خَالَفُوا أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ وَغَيْرَهُ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ وَجَرَتْ لِلْبُخَارِيِّ مِحْنَةٌ بِسَبَبِ ذَلِكَ حَتَّى زَعَمَ بَعْضُ الْكَذَّابِينَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمَّا مَاتَ أَمَرَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ أَلَّا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَهَذَا كَذِبٌ ظَاهِرٌ فَإِنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْبُخَارِيَّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - مَاتَ بَعْدَ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ بِنَحْوِ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَإِنَّ أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - تُوُفِّيَ سَنَةَ إحْدَى وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ وَتُوُفِّيَ الْبُخَارِيُّ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ يُحِبُّ الْبُخَارِيَّ وَيُجِلُّهُ وَيُعَظِّمُهُ وَأَمَّا تَعْظِيمُ الْبُخَارِيِّ وَأَمْثَالِهِ لِلْإِمَامِ أَحْمَد فَهُوَ أَمْرٌ مَشْهُورٌ وَلَمَّا صَنَّفَ الْبُخَارِيُّ كِتَابَهُ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَذَكَرَ فِي آخِرِ الْكِتَابِ أَبْوَابًا فِي هَذَا الْمَعْنَى؛ ذَكَرَ أَنَّ كُلًّا مِنْ الطَّائِفَتَيْنِ الْقَائِلِينَ: بِأَنَّ لَفْظَنَا بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ وَالْقَائِلِينَ بِأَنَّهُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ يَنْتَسِبُونَ إلَى الْإِمَامِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَيَدَّعُونَ أَنَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ وَكِلَا الطَّائِفَتَيْنِ لَمْ تَفْهَمْ دِقَّةَ كَلَامِ أَحْمَد - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -. وَطَائِفَةٌ أُخْرَى: كَأَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيِّ وَالْقَاضِي أَبِي بَكْرِ بْنِ الطَّيِّبِ وَالْقَاضِي أَبِي يَعْلَى وَغَيْرِهِمْ مِمَّنْ يَقُولُونَ إنَّهُمْ عَلَى اعْتِقَادِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَأَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ قَالُوا: أَحْمَد وَغَيْرُهُ كَرِهُوا أَنْ يُقَالَ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ؛ فَإِنَّ اللَّفْظَ هُوَ الطَّرْحُ وَالنَّبْذُ وَطَائِفَةٌ أُخْرَى كَأَبِي مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ يَقُولُ أَيْضًا: إنَّهُ مُتَّبِعٌ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ إلَى غَيْرِ هَؤُلَاءِ مِمَّنْ يَنْتَسِبُ إلَى السُّنَّةِ وَمَذْهَبِ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ إنَّهُمْ عَلَى اعْتِقَادِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَنَحْوِهِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا حَقِيقَةَ مَا كَانَ يَقُولُهُ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ؛ كَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَمْثَالِهِ وَقَدْ بَسَطْنَا أَقْوَالَ السَّلَفِ

وَالْأَئِمَّةِ: أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ. وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ وَأَمْثَالُهُ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَعْرَفِ النَّاسِ بِقَوْلِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ
بعض لوگوں نے گمان کیا کہ امام بخاری اور انھوں نے آئمہ السنہ احمد بن حنبل وغیرہ کی مخالفت کی - اسکی وجہ سے امام بخاری آزمائش میں مبتلا ہوۓ - یہاں تک کہ بعض جھوٹے لوگوں نے دعویٰ کیا کہ امام بخاری کی جب وفات ہوئی تو احمد بن حنبل نے انکی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم دیا - ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ ہے کیوں کہ ابو عبداللہ بخاری رحم اللہ نے احمد بن حنبل کے ۱۵ سال بعد وفات پائی - احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ۲٤۱ ھ میں اور امام بخاری کی ۲۵۷ میں وفات ہوئی ہے - احمد بن حنبل امام بخاری سے محبت کرتے اور انکی تعظیم اور تکریم کرتے تھے جبکہ امام بخاری اور انکی طرح دوسرے لوگوں کی امام احمد کی تعظیم کرنا مشہور معاملہ ہے - جب امام بخاری نے اپنی کتاب خلق افعال العباد تصنیف کی تو کتاب کے آخری ابواب میں اس معاملہ کا ذکر کیا - اس میں انھوں نے دونوں گروہوں کا موقف پیش کیا ہے جو اس کے قائل ہیں کہ ہمارے وہ الفاظ جو ہم قرآن کی قرات کرتے ہیں وہ مخلوق ہیں اور انکا بھی جو ان کے غیر مخلوق ہونے کے قائل ہیں - اسکی نسبت امام احمد بن حنبل کی طرف کیا کرتے ہیں - اور اس گروہ کا دعویٰ ہے کہ وہ احمد بن حنبل کے قول پر ہیں - دونوں گروہ احمد رضی اللہ عنہ کی بات کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے - ایک اور دوسرا گروہ ہے جس میں ابو الحسن اشعری ، قاضی ابو بکر الطیب اور قاضی ابو یعلی وغیرہ شامل ہیں جن کا کہنا ہے کہ وہ احمد بن حنبل اور آئمہ السنہ و الحدیث کے عقیدے پر ہیں انکا کہنا ہے کہ احمد وغیرہ لفظی بالقران کہے جانے سے کراہت کرتے تھے کیونکہ لفظ تو منہ سے نکال پھینکنے والی چیز ہے - ایک اور دوسرا گروہ جیسا کہ ابو محمد بن حزم وغیرہ ہیں جن کا کہنا بھی یہ ہے کہ وہ آئمہ السنہ احمد بن حنبل وغیرہ کے پیروکار ہیں اور وہ بھی جو اہل سنت اور مذہب اہل حدیث کی طرف نسبت نہیں کرتے - اس گروہ کا کہنا ہے وہ احمد بن حنبل اور اسی طرح دوسرے اہل سنت کے اعتقاد پر ہیں وہ لوگ آئمہ السنہ جیسے احمد بن حنبل اور ان کی طرح دوسرے اہل سنت کی بات کی حقیقت نہ جان سکے اور ہم نے تفصیل سے سلف اور آئمہ ، احمد بن حنبل وغیرہ کے اقوال دوسری جگہ پیش کیے ہیں اور رہے امام بخاری اور انکی طرح دوسرے لوگ تو بےشک وہ اہل سنت میں سے احمد بن حنبل وغیرہ کے قول کو لوگوں میں سے زیادہ جاننے والے تھے

ابن تیمیہ کی نقص بھری تحقیق دیکھئے ایک طرف تو اتنے سارے لوگ کہہ رہے ہیں کہ امام احمد قرآن کے الفاظ کو بھی غیر مخلوق کہتے تھے اور پھر بخاری کی کتاب خلق افعال سب شاہد ہیں ان کے عقائد پر لیکن

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

بخاری تو واضح طور پر قرآن کی تلاوت کو مخلوق کہتے ہیں لیکن احمد تلاوت کو مخلوق کہنے والے کو جہمیہ کے مذہب پر بتاتے ہیں

سوال

کیا عرش و کرسی کے مقابلے پر سات آسمان و زمین صحراء میں انگوٹھی کی مانند ہیں؟

جواب

اس طرح کا ایک قول مجاہد کا ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: «مَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ فِي الْكُرْسِيِّ، إِلَّا بِمَنْزِلَةِ حَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ»
الکرسی کے مقابلے پر ، سات آسمان و زمین ایک حلقہ کی مانند ہیں جو ایک صحراء میں پڑا ہو

کتاب اسماء و صفات بیہقی میں ہے
أَنْبَأَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، إِجَازَةً، أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أنا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ عَامِرٍ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هِشَامِ بْنِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى الْغَسَّانِيُّ، ثنا أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّمَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «آيَةُ الْكُرْسِيِّ» ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا السَّمَاوَاتُ [ص:301] السَّبْعُ مَعَ الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، وَفَضْلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلَى الْحَلْقَةِ»

ابو ذر رضی الله عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا آیت الکرسی پھر کہا اے ابو ذر سات آسمان کرسی کے ساتھ ایک حلقہ کی طرح ہے جو صحراء میں ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسے صحراء کی فضیلت حلقہ پر

اس روایت میں عرش کو اس قدر وسیع قرار دیا گیا ہے کہ گویا سات آسمان اس کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں یہ جھمیوں کا عقیدہ تھا

اس کی سند میں إبراهيم بن هشام بن يحيى بن يحيى الغساني ہے جس کو کذاب کہا گیا ہے اور اس روایت کو یہ ابو ذر رضی الله عنہ سے بیان کرتا ہے
میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے
.قال أبو حاتم: فأظنه لم يطلب العلم
.وهو كذاب

قال عبد الرحمن بن أبي حاتم: فذكرت بعض هذا لعلي بن الحسين بن الجنيد، فقال: صدق
.أبو حاتم، ينبغي ألا يحدث عنه
.وقال ابن الجوزي: قال أبو زرعة: كذاب

کتاب العظمة از ابی شیخ اور بیہقی نے اس کی ایک اور سند دی ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْفَضْلِ السَّامِرِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ الْعَبْدِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ السَّعْدِيُّ الْبَصْرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ فِيهِ: قُلْتُ: فَأَيُّ آيَةٍ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «آيَةُ الْكُرْسِيِّ» ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا السَّمَاوَاتُ [ص:300] السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ، وَفَضَلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلَى تِلْكَ الْحَلْقَةِ» . تَفَرَّدَ بِهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ السَّعْدِيُّ وَلَهُ شَاهِدٌ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ

اس سند میں يحيى بن سعيد القرشي العبشمی السعدي ہے
میزان از الذھبی کے مطابق
.عن ابن جريج، عن عطاء، عن عبيد بن عمير، عن أبي ذر بحديثه الطويل
.قال العقيلي: لا يتابع علية
.وقال ابن حبان: يروي المقلوبات والملزقات
.لا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد
یہ راوی بھی سخت ضعیف ہے

بیہقی نے کہا ہے کہ اس کا ایک شاہد صحیح ہے
وَلَهُ شَاهِدٌ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ
لیکن یہ وہ سند ہے جس میں إِبْرَاهِيمُ بْنُ هِشَامِ بْنِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى الْغَسَّانِيِّ كذاب ہے

نامعلوم بیہقی نے اس کو صحیح کیسے کہہ دیا -اسی طرح البانی نے صححه الألباني في تَخْرِيجِ الطَّحَاوِيَّةِ اور الصحیحہ ۱۰۹ میں اس کو صحیح قرار دے دیا ہے
البانی نے تفسیر طبری کی ایک سند کو کہا ہے کہ اس میں ثقات ہیں

حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله:"وسع كرسيه السموات والأرض" قال ابن زيد: فحدثني أبي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"ما السموات السبع في الكرسي إلا كدراهم سبعة ألقيت في ترس قال: وقال أبو ذر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما الكرسي في العرش إلا كحلقة من حديد ألقيت بين ظهري فلاة) من الأرض

البانی صحیحہ میں کہتے ہیں
قلت وهذا إسناد رجاله كلهم ثقات. لكني أظن أنه منقطع، فإن ابن زيد هو عمر ابن محمد بن زيد بن عبد الله بن عمر بن الخطاب وهو ثقة من رجال الشيخين يروي عنه ابن وهب وغيره. وأبوه محمد بن زيد ثقة مثله، روى عن العبادلة الأربعة جده عبد الله وابن عمرو وابن عباس وابن الزبير وسعيد بن زيد بن عمرو، فإن هؤلاء ماتوا بعد الخمسين، وأما أبو ذر ففي سنة اثنتين وثلاثين فما أظنه سمع .منه
میں کہتا ہوں اس کی سند میں ثقات ہیں لیکن میرا گمان ہے یہ منقطع ہے

حیرت یہ ہے کہ ایک طرف تو البانی کو کوئی صحیح سند ملی نہیں ایک جو ثقات سے ملی اس کو انہوں نے خود منقطع قرار دیا اور پھر بھی اس روایت کو صحیحہ میں شامل کیا
یہ کون سا علم حدیث کا اصول ہے کہ منقطع السند روایت کو صحیح سمجھا جائے جبکہ کسی صحیح سند سے یہ متن معلوم تک نہ ہو ؟ یہ البانی صاحب کا حال ہے
راقم کہتا ہے البانی کا قول بے سروپا ہے سند منقطع ہے تو روایت ثابت نہیں ہو سکتی

الغرض مسند روایت موضوع یا ضعیف ہے- سند مقطوع مجاہد پر صحیح ہے

راقم کہتا ہے مجاہد کے تفسیری اقوال ضروری نہیں کہ صحیح ہوں لہذا اس قول سے دلیل نہ لی جائے

سوال :

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا

پس اپنے شناخت کے لئے میں نے موجودات خلق کیے
اس قدسی روایت کا عربی متن اور حوالہ مجھے پتہ نہیں ہے. کیا یہ روایت صحیح ہے؟
جزاکم الله خیرا

جواب

یہ روایت بے اصل ہے

کتاب التخريج الصغير والتحبير الكبير از ابن المبرد کے مطابق
كُنْتُ كَنْزًا لا أُعْرَفُ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ، فَخَلَقْتُ خَلْقًا، فَعَرَّفْتُهُمْ بِي، فَعَرَفُونِي" لا أصل له
میں ایک خزانہ تھا جس کو کوئی جانتا نہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ جانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو خلق کیا پس ان سے جانا گیا اور انہوں نے مجھے متعارف کرایا- اس کا اصل نہیں ہے

سخاوی کتاب المقاصد الحسنة میں کہتے ہیں ابن تیمیہ نے کہا
إنه ليس من كلام النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي وشيخنا
یہ رسول الله کا کلام نہیں ہے اور نہ یہ صحیح سند سے معلوم ہے نہ ضعیف سند سے اور الزرکشی اور ہمارے شیخ (ابن حجر) نے یہی کہا ہے

کتاب أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب از محمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي (المتوفى: 1277هـ) کے مطابق
وَهَذَا يذكرهُ المتصوفة فِي الْأَحَادِيث القدسية تساهلا مِنْهُم
اس کا ذکر صوفیوں نے احادیث قدسیہ میں کیا ہے جو ان کا تساہل ہے

الآلوسي تفسير (22/27) میں کہتے ہیں
ومن يرويه من الصوفية معترف بعدم ثبوته نقلاً؛ لكن يقول: إنه ثابت كشفاً، وقد نص على ذلك الشيخ الأكبر في الباب

المائة والثمانية والتسعين من "الفتوحات "، والتصحيح الكشفي شنشنة لهم
اور جو صوفیاء اس کو بیان کرتے ہیں وہ اس کے معترف ہیں کہ نقلا اس کا ثبوت نہیں ہے لیکن کہتے ہیں یہ کشف سے ثابت ہوا اور اس پر نص شیخ اکبر کی فتوحات کے باب میں ہے اور کشفی تصحیح ان کی کمزوری ہے

روایت میں ہے کہ اللہ ایک پوشیدہ شی تھا جب کوئی مخلوق نہیں تھی یہ الفاظ عقل پر نہیں اترتے اگر کوئی مخلوق نہیں تھی تو اللہ پوشیدہ کیسے تھا ؟
صوفیا کہتے ہیں اللہ پوشیدہ تھا اس نے مخلوق کو پیدا کیا کہ جانا جائے اور مخلوق سے کہا جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا تو گویا اللہ اور ہم ایک ہی وحدت میں ہیں کثرت مخلوق میں وحدت ہے
اصلا یہ فلسفہ غناسطی
Gnosticism
ہے

سوال :

حدیث جب تم نماز میں ہوتے ہو تو

اللہ سامنے ہوتا ہے کا کیا مطلب ہے ؟

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيد ، قَالَ : حَدَّثَنَا لَيْثٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ قَالَ : رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ ، فَحَتَّهَا ، ثُمَّ قَالَ حِينَ انْصَرَفَ : " إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ ، فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ " ، رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، وَابْنُ أَبِي رَوَّاد ، عَنْ نَافِعٍ

[صحيح البخاري » كِتَاب الْأَذَانِ » أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ » بَاب هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ أَوْ يَرَى] ترجمہ: حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول (753)... رقم الحديث: 714

اللہﷺ نے مسجد کے قبلہ(کی جانب) میں کچھ تھوک دیکھا اس وقت آپ ﷺ لوگوں کے آگے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اس کو صاف کر دیا ۔اس کے بعد جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: جب کوئی شخص نماز میں ہوتو اللہ تعالی اس کے سامنے ہوتا ہے' لہذا کوئی شخص نماز میں اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے۔

جواب: كتاب التَّنويرُ شَرْحُ الجَامع الصَّغِيرِ از محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) کے مطابق

فإن الله قبل وجهه إذا صلى) أي ملائكته ورحمته تعالى مقابلة له أو أن قبلة الله أي بيته الكريم أو لأنه [1/ 221] يناجي ربه كما في حديث أبي هريرة: "إذا قام أحدكم إلى الصلاة فلا يبزق أمامه فإنما يناجي الله" الحديث (1) والمناجي يكون تلقاء وجه من يناجيه فأمر (بصيانة الجهة كما لو كان يناجي مخلوق (مالك ق ن عن ابن عمر

پس جب تم نماز میں ہوتے ہو اللہ سامنے ہوتا ہے یعنی فرشتے اور رحمت سامنے ہے یا قبلہ یا بیت اللہ سامنے ہے یا یہ کہ وہ اپنے رب سے کلام کرتا ہے

كتاب مطالع الأنوار على صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفى: 569هـ) کے مطابق

.قوله: "فَإِنَّ الله قِبَلَ وَجْهِهِ" أي: قبلة الله المعظمة

قول کہ الله سامنے ہوتا ہے یعنی قبلہ الله عظمت والا

معالم السنن شرح سنن أبي داود میں الخطابي (المتوفى: 388هـ) کہتے ہیں

وقوله فإن الله قبل وجهه تأويله أن القبلة التي أمره الله عزو جل

اور قول کہ الله تعالی سامنے ہوتا ہے اس کی تاویل ہے کہ قبلہ ہے جس کا حکم الله عزو جل نے کیا ہے

نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں

فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ أَيِ الْجِهَةِ الَّتِي عَظَّمَهَا وَقِيلَ فَإِنَّ قِبْلَةَ اللَّهِ وَقِيلَ ثَوَابُهُ وَنَحْوُ هَذَا

کہ وہ الله سامنے ہے یعنی وہ جہت جس کو عظمت دی اور کہا جاتا ہے یعنی قبلہ اور کہا جاتا ہے ثواب اور اسی طرح

ابن عبد البر (المتوفى: 463هـ) کتاب الاستذکار میں کہتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُهُ فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى فَكَلَامٌ خَرَجَ عَلَى شَأْنِ تَعْظِيمِ الْقِبْلَةِ وَإِكْرَامِهَا

کہ الله سامنے ہوتا ہے جب نماز پڑھتا ہے تو یہ کلام تعظیم قبلہ اور اس کے اکرام کی شان میں ادا ہوا ہے

محمد بن الحسن بن فورك الأنصاري الأصبهاني، أبو بكر (المتوفى: 406هـ) کتاب مشكل الحديث وبيانه میں کہتے ہیں

فَإِن الله قبل وَجهه إِذا صلى أَي ثَوَابه وكرامته

کہ الله سامنے ہوتا ہے کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے یعنی اس کا ثواب اور کرامت

سوال

کیا اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے؟

تفسیر طبری میں قتادہ بصری کا قول ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: الْتَقَى أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ: أَرْسَلَنِي رَبِّي مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، وَتَرَكْتُهُ؛ ثُمَّ قَالَ الْآخَرُ: أَرْسَلَنِي رَبِّي مِنَ الْأَرْضِ السَّابِعَةِ وَتَرَكْتُهُ؛ ثُمَّ قَالَ الْآخَرُ: أَرْسَلَنِي رَبِّي مِنَ الْمَشْرِقِ وَتَرَكْتُهُ؛ ثُمَّ قَالَ الْآخَرُ: أَرْسَلَنِي رَبِّي مِنَ الْمَغْرِبِ وَتَرَكْتُهُ ثَمَّ

آسمان و زمین کے درمیان چار فرشتوں کی ملاقات ہوئی۔ آپس میں پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ تو ایک نے کہا ساتویں آسمان سے مجھے اللہ عزوجل نے بھیجا ہے اور میں نے اللہ کو وہیں چھوڑا ہے۔ دوسرے نے کہا ساتویں زمین سے مجھے اللہ نے بھیجا تھا اور اللہ وہیں تھا، تیسرے نے کہا میرے رب نے مجھے مشرق سے بھیجا ہے جہاں وہ تھا چوتھے نے کہا مجھے مغرب سے اللہ تعالی نے بھیجا ہے اور میں اسے وہیں چھوڑ کر آ رہا ہوں۔

جواب

اس قول میں ایک بد عقیدہ پیش کیا گیا ہے کہ الله تعالی ہر جہت میں اور زمین میں اور آسمان میں ہے

قتادہ نے ظاہر ہے اس کو کسی سے سنا ہے لیکن نام نہیں لیا اس بنا پر یہ قابل التفات نہیں ہے

سوال

کیا اللہ تعالی کو نور کہہ سکتے ہیں کیا نور صفت ہے ؟

جواب

الله کو نور کہنا گمراہی ہے
سورہ الانعام کی پہلی آیت ہے کہ نور اور ظلمات کو خلق کیا

اور سورہ النور میں ہی
الله زمین و آسمانوں کا نور ہے اس نور کی مثال ہے … پھر ایک تفصیل ہے کہ یہ نور زیتون کے پاک تیل سے جل رہا ہے جو تیل نہ شرقی ہے نہ غربی پھر کہا یہ نور ان گھروں میں موجود ہے جہاں الله کا ذکر ہوتا ہے

اسطرح مثال سے سمجھایا گیا کہ الله کا نور اس آیت میں نور ہدایت ہے

قرآن میں ہے

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا
زمین تمہارے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی

یہاں پر اس کو الله سے نسبت دی گئی ہے جس طرح آیات نفخت فیہ میں روحی میں روح کی نسبت الله کی طرف ہے

المشبہ میں سے بعض اس کے بر خلاف الله کو ایک نور قرار دیتے ہیں

جہمیؤن کے بقول ان کا رب نور ہے- کتاب اجتماع الجيوش الإسلامية میں ابن قیم نے لکھا

وَقُلْنَا لِلْجَهْمِيِّةِ: اللَّهُ نُورٌ؟ فَقَالُوا: هُوَ نُورٌ كُلُّهُ، فَقُلْنَا لَهُمْ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا، فَقَدْ أَخْبَرَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ أَنَّ لَهُ نُوراً، قُلْنَا لَهُمْ: أَخْبِرُونَا حِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ نُورٌ، فَلِمَ لَا يُضِيءُ

ہم جَہْمیّۃِ سے کہتے ہیں : کیا اللہ نور ہے ؟ وہ کہتے ہیں تمام نور ہے- ہم کہتے ہیں اللہ نے کہا اسَ کے نور سے زمین روشن ہو گی پس تم نے خبر دی کہ وہ نور ہے ہم کہتے ہیں ہمیں خبر کرو کہ جب کہ تمہارا دعوی ہے کہ وہ ہر مکان میں ہے وہ نور ہے تو ہر مکان روشن کیوں نہیں ؟

سوال :

سب سے پہلے کیا خلق ہوا؟

جواب

مسئلہ یہ ہے کہ فلسفییانہ اصطلاحات کو لوگوں نے قرآن و حدیث میں ڈھونڈا اور ان کو خلط ملط کر دیا مثلا محدث کا لفظ قرآن میں ہے یعنی نیا یہ عربی لفظ ہے- سن ۲۰۰ ہجری کے بعد اس لفظ کا فلسفہ یونان کی کتب کا عربی میں ترجمہ کرتے ہوئے استمعال ہوا- یہ دو الگ چیزیں ہیں ایک سادہ عربی لفظ ہے، ایک فلسفیانہ اصطلاح ہے

اس بحث میں الله کی مخلوق کو محدث کہا گیا کہ الله نے نیا کام کیا – یونانی فلسفہ والے الله کے وجود کے قائل تھے لیکن ان کے نزدیک الله نے خلق نہیں کیا تھا اس سے کائنات کا صدور ہوا یعنی اس سے کائنات نکلی- مسلمانوں فلاسفہ نے اس کو تبدیل کیا اور کہا نہیں الله نے خلق کیا اور اس میں محدث بھی ہے اب فلسفی اور باقی لوگوں کا اختلاف ہوا کہ محدث کب آیا اس کا اول تھا یا نہیں
فلسفہ یونان میں قیامت کا کوئی تصور نہیں تھا لہذا کوئی چیز فانی نہیں ایک چیز اگر ہے تو کسی دوسری قوت سے ختم ہو گی لیکن معدوم نہیں ہو سکتی
مسلمان فلاسفہ کے لئے یہ بحث بہت اہم تھی کہ قیامت کو فلسفہ سے کیسے ثابت کریں مخلوق فانی ہے تو کس طرح ؟ اور فنا کیا ہے ؟
عدم کیا ہے ؟
مسلمانوں کا اختلاف ہوا کہ سب سے پہلے کیا محدث/خلق ہوا

صوفیاء کہتے ہیں اور اہل تشیع کہتے ہیں نور محمدی خلق ہوا

امام ابن تیمیہ کہتے تھے عرش خلق ہوا اس کا ذکر البانی نے صحیحہ رقم ۱۳۳ میں کیا ہے
اور بعض محدثین کہتے تھے قلم خلق ہوا

لہذا البانی نے مخلوق اول قلم کو قرار دیا اور لکھا

وفیه رد علی من یقول بأن العرش هو أول مخلوق، ولا نص في ذلك عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، وإنما یقول به من قاله کابن تیمیة وغیره
اور قلم والی حدیث میں رد ہے جس نے کہا کہ عرش اول مخلوق ہے اس پر رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے کوئی نص نہیں ہے لیکن یہ کہنے والوں نے کہا ہے جیسا کہ ابن تیمیہ اور دوسرے

البانی کہتے ہیں
وتأویله بأن القلم مخلوق بعد العرش باطل
اور یہ تاویل کرنا کہ قلم عرش کے بعد کی مخلوق ہے باطل ہے

اور البانی کہتے ہیں
وفیه رد أیضا علی من یقول بحوادث لا أول لها، وأنه ما من مخلوق
اور اس حدیث میں اس کا بھی رد ہے جو یہ کہے کہ حوادث کی کوئی ابتداء نہیں اور ان میں مخلوق نہیں

سوال

کیا نور محمدی سب سے پہلے خلق ہوا؟

متن ہے
أول ما خلق الله نور نبيك يا جابر"
اے جابر الله نے سب سے پہلے تمھارے نبی کا نور خلق کیا

سند دی جاتی
عبدالرزق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر

جبکہ یہ روایت مصنف عبد الرزق میں نہیں تھی پھر کسی صوفی دور میں اس کو اس کے کسی نسخہ میں شامل کیا گیا
دیگر روایات میں یہ بھی ہے
إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ
سب سے پہلے قلم بنا

ایک اور میں ہے
إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْعَقْلُ
سب سے پہلے عقل بنی

ایک میں ہے
، أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْقَلَمُ وَالْحُوتُ
سب سے پہلے ایک قلم و مچھلی بنی

راقم اس قسم کی بے سروپا بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن بریلوی ذہن کی سطح پر آ کر کچھ کلام کرتا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کا ثابت کرنے کے لئے اس کو پیش کیا جاتا ہے لیکن
صحیح مسلم میں ہے نور بدھ کو خلق ہوا اور فرشتے نور سے بنے
پھر نوری فرشتوں نے خاکی آدم کو سجدہ کیا اس طرح خاک کی اہمیت نور اور اگ
(ابلیس کا عنصر) دونوں سے بلند ہو گئی

ابلیس کو صرف عناصر اربعہ کی خبر تھی ہوا – اگ پانی اور زمین اسی میں اس کا ذہن
چلا اور بہک کیا – نور عنصر نہیں اگ کا مظہر ہے – اگ جلتی ہے تو نور نکلتا ہے لہذا
اگ کو نور سے پہلے خلق کیا گیا ہو گا اور اگ سے ابلیس بنا

نبی کو نور کا کہنے کے بعد یہ لوگ اللہ تعالی کو نور کہتے ہیں جبکہ اللہ اپنی مخلوق
کی طرح نہیں ہے –
نور اللہ کی مخلوق ہے کیونکہ یہ جعل یا خلق ہوا

یہ روایت اصلا اہل تشیع کی ہے
في البحار، عن رياض الجنان لفضل الله بن محمود الفارسي: عن جابر بن عبد الله قال: قلت
لرسول الله (صلى الله عليه وآله): أول شئ خلق الله تعالى ما هو ؟ فقال: نور نبيك يا جابر،
خلقه ثم خلق منه كل خير
جس میں سند کو بدل کر اس کو مصنف عبد الرزاق میں لکھا گیا ہے

أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب
الدين (المتوفى: 923هـ) نے اس روایت کا ذکر کتاب المواهب اللدنية بالمنح المحمدية
میں کیا ہے
وروى عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله الأنصارى قال: قلت يا رسول الله، بأبى أنت
وأمى، أخبرنى عن أول شىء خلقه الله تعالى قبل الأشياء. قال: يا جابر، إن الله تعالى قد خلق
قبل الأشياء نور نبيك من نوره،
اس سے پہلے اغلبا کسی نے اس روایت کو بیان نہیں کیا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ
دسویں صدی میں اس روایت کاandراج مصنف عبد الرزاق میں کیا گیا

مستدرک حاکم میں ہے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، إِمْلَاءً، ثنا هَارُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ، ثنا جَنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ، ثنا
عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عِيسَى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَأْمُرْ مَنْ

أَدْرَكَهُ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهِ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَسَكَنَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

ابن عباس نے کہا اللہ نے عیسیٰ پر الوحی کی و لو لا محمد ما خلقت آدم ، ولولا محمد ما خلقت الجنة والنار
اور اگر محمد نہ ہوتے تو جنت و جہنم خلق نہ ہوتے
سند میں جندل بن والق بن هجرس التغلبي أبو علي الكوفي ہے امام مسلم اس کو «الکنی» میں متروك الحديث کہتے ہیں

ابن عباس کو عیسیٰ علیہ السلام پر ہونے والی الوحی کا علم کیسے ہوا؟

میزان میں الذہبی کہتے ہیں
.عمرو بن أوس
.يجهل حاله
.أتى بخبر منكر
.أخرجه الحاكم في مستدركه، وأظنه موضوعا من طريق جندل بن والق
حدثنا عمرو بن أوس، حدثنا سعيد عن أبي عروبة، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، عن ابن عباس، قال: أوحى الله إلى عيسى آمن بمحمد، فلولاه ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار ... .الحديث

سند کا دوسرا راوی عمرو بن اوس مجهول ہے منکر خبر لایا ہے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو آدم و جنت و جہنم نہ ہوتے

سوال

کیا نبی کی پیدائش پر نور نکلا؟

تحقیق درکار ہے

خالد بن معدان رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں آپ اپنے بارے میں بتلائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں اپنے والد ابراہیم کی دعا اور عیسی کی دی ہوئی خوشخبری ہوں، میری والدہ جب امید سے ہوئیں تو [انہیں ایسا محسوس ہوا کہ] گویا ان کے جسم سے روشنی نکلی ہے جس کی وجہ سے سرزمین شام میں بصری کے محل روشن ہو گئے)

خالد بن معدان رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں آپ اپنے بارے میں بتلائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں اپنے والد ابراہیم کی دعا اور عیسی کی دی ہوئی خوشخبری ہوں، میری والدہ جب امید سے ہوئیں تو [انہیں ایسا محسوس ہوا کہ] گویا ان کے جسم سے روشنی نکلی ہے جس کی وجہ سے سرزمین شام میں بصری کے محل روشن ہو گئے)

اس روایت کو ابن اسحاق نے اپنی سند سے بیان کیا ہے: (سیرت ابن ہشام: 66/1) اور انہی کی سند سے امام طبری نے اسے اپنی تفسیر طبری : (566/1) میں اور امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک : (600/2) میں روایت کیا ہے، اور ساتھ امام حاکم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے، لیکن بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، ان کے اس تبصرے پر امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

مزید کیلیے دیکھیں: سلسلہ صحیحہ: (1545)(سیرت ابن ہشام: 66/1) اور انہی کی سند سے امام طبری نے اسے اپنی تفسیر طبری : (566/1) میں اور امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک : (600/2) میں روایت کیا ہے، اور ساتھ امام حاکم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے، لیکن بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، ان کے اس تبصرے پر امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

:مزید کیلیے دیکھیں: سلسلہ صحیحہ

(1545)

جواب

ابن اسحاق امام مالک کے ہم عصر ہیں اور واقدی امام احمد کے دونوں میں 60 سال کا فرق ہے اس دور میں غلو مسلمانوں میں شروع ہو چکا تھا ان کو کسی طرح یہ ثابت کرنا تھا کہ ان کے نبی سب سے افضل ہیں
اس میں راقم کو کوئی شک نہیں ہے لیکن ان مسلمانوں نے جو طریقه اختیار کیا وہ صحیح نہیں تھا مثلا اہل کتاب نے جو جھوٹی باتیں مشہور کر رکھی تھیں ان کی ان مسلموں نے ایسی تاویل کی کہ یہ باتیں اسلام کے حق میں ہو جائیں یہ روایات پرو پیگنڈا کا ایک نہایت منفی انداز تھا مثلا اہل کتاب میں مشہور تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر کسی نسطوری نصرانی سے علم لیا جس کے بعد نبوت کا دعوی کیا یہ کتب آج چھپ چکی ہیں ابن اسحاق نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا اور وہ بھی اس طرح کہ نسطوری راہب بحیرہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں ملاقات کا واقعہ بیان کیا جو کذب تھا
نصرانی راہب کو نسطوری اس لیے بیان کیا جاتا ہے کیونکہ وہ کتھلویک یا آرتھوڈوکس چرچ کا نہیں تھا ان دونوں کا مخالف تھا

اسی طرح انجیل یوحنا کے مطابق عیسیٰ ایک نور تھا جو مجسم ہوا باب اول آیات ایک تا ١٤ میں یہ عقیدہ بیان ہوا ہے مسلمان اس ڈور میں پیچھے کیوں رہتے انہوں نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ جب پیدا ہوئے تو نور نکلا جس سے شام اور بصرہ عراق روشن ہو گئے کیونکہ بصرہ اور شام میں اس وقت قیصر نصرانی کی حکومت تھی گویا ہمارا نبی دنیا میں آیا تو اس کا نور عیسیٰ سے بڑھ کر تھا

اس طرح کی بہت سی اور روایات ہیں جو صرف نصرانیوں سے مقابلے پر بنانی گئی ہیں

شام کے محلات روشن ہوئے پر روایات مسند احمد میں ہیں جن کو بہت ذوق و شوق سے تمام فرقوں کے لوگ بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ عصر حاضر کے علماء میں البانی (صحيح لغيره – "الصحيحة" (1546 و 1925)) اور شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد بھی مسند احمد پر تعلیق میں اس کو صحیح لغیرہ کہتے ہیں

مسند احمد کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنِّي عِنْدَ الله فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذَلِكَ، دَعْوَةِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةِ عِيسَى قَوْمَهُ، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ، وَكَذَلِكَ تَرَى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ صَلَوَاتُ الله عَلَيْهِمْ

سند میں سعید بن سوید شام حمص کا ہے میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق

.امام البخاري: لا يتابع في حديثه

امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث کی متا بعت نہیں کی جاتی

البزار المتوفی ۲۹۲ ھ بھی اس کو مسند میں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ لا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَن رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ عَنْهُ بِأَحْسَنَ مِنْ هَذَا الإِسْنَادِ وَسَعِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ اس کو اس سے اچھی متصل اسناد سے رسول اللہ سے کسی نے روایت کیا ہو سوائے اس سند کے اور سعید بن سوید شام کا ایک آدمی ہے جس میں برائی نہیں ہے

یعنی امام بخاری اور البزار کا اس راوی پر اختلاف تھا ایک اس میں کوئی برائی نہیں جانتا تھا اور دوسرا اس کی روایات کو منفرد کہتا تھا

صحیح ابن حبان میں ابن حبان نے اسی سند سے اس روایت کو علامت نبوت میں شمار کیا ہے اور اسی سند کو تلخیص مستدرک میں امام الذھبی نے صحیح کہا ہے

راقم کہتا ہے روایت چاہے سعید بن سوید کی سند سے ہو یا کسی اور کی سند سے اس میں شامیوں کا تفرد ہے اور ان شامیوں کو اپنے پروسٹیوں اہل کتاب پر ثابت کرنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور عیسی علیہ السلام سے بڑھ کر ہےاور یہ شامیوں کا غلو ہے

اللہ کا عرش سات آسمان میں پھیلا ہوا ہے دلیل ہے وسع کرسیہ السموات والأرض سورہ بقرہ

جواب

اللہ کا عرش سات آسمان سے الگ ہے – اللہ تعالی نے خبر دی کہ اللہ روز محشر سات آسمانوں کو لپیٹ دے گا – ہم کو معلوم ہے کہ اللہ کا عرش رہے گا آسمان ختم ہو جائیں گے

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٝ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (104)

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے، جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، بے شک ہم پورا کرنے والے ہیں۔

وسع کرسیه السموات والأرض سورہ بقرہ کی تاویل کی جائے گی کہ اللہ کی سلطنت سب جگہ ہے نہ کہ اس کی ذات و عرش

قرآن میں ہے کہ اللہ کے لئے اعلی مثال ہے

جبکہ اللہ نے خبر دی اس کی مثل کوئی نہیں لیس کمثلہ شی

جواب

قرآن میں ہے

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اللہ تعالی نے خبر دی جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے وہ اللہ کی مثال ان چیزوں سے کرتے ہیں جو بری بری ہیں یا مذاق اڑاتے ہیں لیکن اللہ کے لئے اچھی مثال ہے مثلا اللہ نور السموات و ارض اور اس طرح کی آیات

المشبهه کی رائے اور دلائل

سیر الاعلام النبلاء میں مُقَاتِلُ بنُ سُلَيْمَانَ البَلْخِيُّ أَبُو الحَسَنِ کے ترجمہ میں امام الذھبی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا

وَعَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، قَالَ: أَتَانَا مِنَ المَشْرِقِ رَأْيَان خَبِيْثَانِ: جَهْمٌ مُعَطِّلٌ، وَمُقَاتِلٌ مُشَبِّهٌ

مشرق سے دو خبیث آراء آئیں ایک جهم معطل اور مقاتل مشبه

میزان الاعتدال میں الذھبی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا

قال أبو حنيفة: أفرط جهم في نفى التشبيه، حتى قال: إنه تعالى ليس بشئ. وأفرط مقاتل - يعنى في الاثبات - حتى جعله مثل خلقه

جهم نے افراط کیا تشبیہ کی نفی میں یہاں تک کہ کہا الله تعالی کوئی چیز نہیں اور مقاتل نے اثبات میں افراط کیا یہاں تک کہ اس کو مخلوق کے مثل کر دیا

امام بخاری تاریخ الکبیر میں کہتے ہیں لا شيء البتة کوئی چیز نہیں ہے

ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل وکان يشبه الرب بالمخلوقات یہ رب کو مخلوق سے تشبیہ دیتا

وکیع اس کو کذاب کہتے

جبکہ تاریخ بغداد کے مطابق امام احمد مقاتل کی روایت پر کہتے مَا يعجبني أن أروي عَنْهُ شيئًا مجھے پسند نہیں کہ اس سے روایت کروں لیکن اس کی تفسیر پر کہتے

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله، هو أحمد بن حنبل، يسأل عن مقاتل بن سليمان،
.فقال: كانت له كتب ينظر فيها، إلا أني أرى أنه كان له علم بالقرآن. «تاريخ بغداد» 161/13

أبو بكر الأثرم: نے کہا میں نے امام احمد کو سنا ان سے مقاتل بن سلیمان پر سوال ہوا تو انہوں نے کہا اس کی کتابیں تھیں میں ان کو دیکھتا تھا بلاشبہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قرآن کا علم ہے

ابن حجر کہتے ہیں

ونقل أبو الفتح الأزدي أن ابن معين ضعفه، قال: وكان أحمد بن حنبل لا يعبأ بمقاتل بن
(500) /سليمان، ولا بمقاتل بن حيان. «تهذيب التهذيب» 10

أبو الفتح الأزدي کہتے ہیں امام ابن معین اس کی تضعیف کرتے اور کہا امام احمد مقاتل کو کوئی عیب نہ دیتے

امام احمد کا مقاتل بن سلیمان المشبہ سے متاثر ہونا معنی خیز ہے

مقاتل کی تفسیر تجسیم کی طرف جاتی ہے مثلا اللہ تعالی نے بتایا کہ اس نے توریت کو موسی علیہ السلام کے لئے لکھا مقاتل اپنی تفسیر میں سورہ الاعراف میں کہتا ہے

وكتبه اللَّه- عَزَّ وَجَلّ- بيده فكتب فيها: إني أَنَا اللَّه الَّذِي لا إله إِلَّا أَنَا الرحمن الرحيم

اللَّه- عَزَّ وَجَلّ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکھا میں بے شک اللہ ہوں کوئی الہ نہیں سوائے میرے الرحمان الرحیم

اسی طرح قرآن میں استوی پر پر کہا

ثُمّ استوى على العرش: يعني استقر على العرش

یعنی عرش پر رکا

اس پر جرح ہوئی کہ استقر کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ اس سے قبل الله متحرک تھا پھر عرش پر ٹھرا

سلف میں امام مالک اس رائے کے خلاف تھے

امام الذھبی کتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها میں مقاتل کی اس تفسیر پر کہتے ہیں

قلت لَا يُعجبنِي قَوْله اسْتَقر بل أَقُول كَمَا قَالَ مَالك الإِمَام الاسْتوَاء مَعْلُوم

میں کہتا ہوں مجھے استقر کا قول پسند نہیں بلکہ جیسا امام مالک نے کہا الاسْتوَاء معلوم ہے

بیہقی اسماء و صفات میں کہتے ہیں

استوى: بمعنى أقبل صحيح، لأن الإقبال هو القصد إلى خلق السماء والقصد هو الإرادة، وذلك هو جائز في صفات الله تعالى ولفظ ثم تعلق بالخلق لا بالإرادة

اس کے برعکس محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421 هـ) کتاب شرح العقيدة الواسطية میں کہتے ہیں

قوله تعالى: {الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْش اسْتَوَى} [طه: 5]: ظاهر اللفظ أن الله تعالى استوى على العرش: استقر عليه

ظاہر لفظ ہے الله تعالی نے استوی کیا عرش پر اس پر رکا

بائبل کتاب خروج کے مطابق

And he gave unto Moses, when he had made an end of communing with him upon mount Sinai, two tables of testimony, tables of stone, written with the finger of God.
الله نے موسی کو کوہ سینا پر دو پتھر کی الواح شہادت دیں جس پر آیات اس نے رب نے اپنی انگلی سے لکھیں

یہی بات کتاب استثنا کے باب ۹ میں ہے

اس قول کو اسلام میں مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں لکھا

مقاتل کی تفسیر تجسیم کی طرف جاتی ہے مثلا الله تعالی نے بتایا کہ اس نے توریت کو موسی علیہ السلام کے لئے لکھا مقاتل اپنی تفسیر میں سورہ الاعراف میں کہتا ہے
وكتبه اللَّه- عَزَّ وَجَلّ- بيده فكتب فيها: إني أَنَا اللَّه الَّذي لا إله إلَّا أَنَا الرحمن الرحيم
اللَّه- عَزَّ وَجَلّ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکھا میں بے شک الله ہوں کوئی اله نہیں سوائے میرے الرحمان الرحیم

جبکہ قرآن میں صریحا نہیں بتایا گیا کہ یہ تحریر الله نے کس طرح لکھی
سوره الأعراف
وكتبنا له في الالواح من كل شيء موعظة
اور ہم نے ہر نصحت کی چیز الواح میں لکھی

لہذا یہ قول بلخ کے مقاتل کا تھا کہ الله نے ہاتھ سے لکھا اس کو یہود بھی بیان کرتے تھے – مسلمانوں میں جب بعض یہ مان گئے کہ الله اور آدم کی صورت پر ہے تو پھر انسانی جسم کو الله کے جسم سے ملانے کی راہ کھل گئی – احادیث میں ہاتھ ، انگلی ، بال ، پنڈلی یہ سب روایات مل گئیں اور الله ایک انسانی جسم کی صورت بنتا چلا گیا اور بس یہ کہا گیا وہ الگ ہے انسان الگ ہے لیکن یہ بات لفظوں کا کھیل ہے – جب انسانی آعضا کی چیزیں الله کے لیے بولیں گے تو پھر بات یہی ہو جاتی ہے کہ وہ انسانی جسم جیسا ہی ہے پس بڑا ہے

ہم اس کو متشابہات کہیں گے اس پر ایمان لائیں گے کیفیت کی اور معنوں کی بحث نہیں کریں گے

خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

كتاب الصفات از الدارقطني (المتوفى: 385هـ) کے مطابق اس کی اسناد ابو ہریرہ اور ابن عمر سے ہیں اب ہم ان اسناد پر بحث کرتے ہیں

ابو ہریرہ کی مرویات

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْفَضْلِ الْكَاتِبُ، ثنا حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَجَنَّبِ الْوَجْهَ، وَلَا يَقُولُ: قَبَّحَ اللَّهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرٍ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ، وَثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ نَهْشَلُ بْنُ دَارِمٍ التَّمِيمِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَجَنَّبِ الْوَجْهَ، وَلَا يَقُولُ: قَبَّحَ اللَّهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ "

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی کو مارے تو چہرہ پر مارنے سے بچے اور یہ نہ کہے کہ اللہ تیرا چہرہ بگاڑ دے کیونکہ اس کا چہرہ اسی کے جیسا ہے کیونکہ اللہ نے آدم کو تخلیق کیا اپنی صورت پر

محمد بن عجلان نے اس کو سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے

كتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْد أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغمْرِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مسْكين قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ مَالكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ مَالكٌ إِنْكَارًا شَديدًا، وَنَهَى أَنْ يَتَحَدَّثَ بِه أَحَدٌ، فَقيلَ لَهُ: إِنَّ نَاسًا منْ أَهْلِ الْعلْمِ يَتَحَدَّثُونَ بِه؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقيلَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذه الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالمًا، وَذُكرَ أَبُو الزِّنَاد فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَاملًا لِهَؤُلَاءِ حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحبَ عُمَّالٍ يَتْبَعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں - امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد اس پر امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبُو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا - یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ - عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّةِ میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ الله کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی - تو امام مالک رحمہ الله نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

دارقطنی کے مطابق محمد بن عجلان کے علاوہ الْمُغِيْرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَبْدِ اللهِ القُرَشِيّ نے بھی اس کو ابی الزناد سے روایت کیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ بَكْرٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَبُو مُوسَى، ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثنا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا»

سیر الآعلام البناء از الذہبی کے مطابق الْمُغِيْرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَبْدِ اللهِ القُرَشِيّ کے لئے امام یحیی بن معین کہتے : لَيْسَ حَدِيْثُهُ بِشَيْءٍ اس کی حدیث کوئی چیز نہیں

ہے- ابن حبان کتاب مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار میں کہتے ہیں وكان يهم في الشئ بعد الشئ اس کو چیز چیز پر وہم ہوتا ہے
امام مالک کی بات کا رد کرتے ہوئے کتاب سير أعلام النبلاء میں الذهبي (المتوفى : 748ھ) کہتے ہیں

:قُلْتُ: الخَبَرُ لَمْ يَنْفَرِدْ بِه ابْنُ عَجْلاَنَ، بَلْ وَلاَ أَبُو الزِّنَاد، فَقَدْ رَوَاهُ
.شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد
.ورواهُ: قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ المَرَاغِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
.ورواهُ: ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ، وَأَبِي يُوْنُس عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
.ورواهُ: معمر، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
.وصحّ أَيْضاً مِنْ حَدِيْث ابْنِ عُمَر
میں (الذھبی) کہتا ہوں : اس خبر میں ابن عجلان منفرد نہیں ہے اور نہ ابو الزناد منفرد ہے اس کو روایت کیا ہے
شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد. نے
. اور روایت کیا ہے قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ المَرَاغِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سے
.اور روایت کیا ہے ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ، وَأَبِي يُوْنُس عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
اور روایت کیا ہے مَعْمَر، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. سے
راقم کہتا ہے قتادہ مدلس نے یہ روایت عن سے روایت کی ہے امام مسلم نے قتادہ کے عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے - الذھبی کی پیش کردہ دوسری سند میں ابْنُ لَهِيْعَةَ سخت ضعیف ہے - شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ کی روایت مسند الشاميين از طبرانی کی ہے لیکن یہ بھی ضعیف ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مَيْمُون أَيُّوبُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ الصُّورِيُّ، ثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْد الْحَذَّاء، ثَنَا **مُحَمَّدُ بْنُ حمير**، عَنْ شُعَيْب بْن أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد، عَن الْأَعْرَج، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَته طُولُهُ سَبْعُونَ ذرَاعًا
اس کی سند میں محمد بن حمير الحمصي ہے جو محدثین مثلا ابن ابی حاتم کے مطابق نا قابل احتجاج ہے اور الفسوی اس کو قوی نہیں کہتے ہیں اس راوی کو الذہبی نے خود دیوان الضعفاء میں ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے

کتاب السنہ از ابن ابی عاصم کی روایت ہے

ثنا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي يُونُسَ سُلَيْمُ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَاتَلَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ صُورَةَ وَجْهِ الإِنْسَانِ عَلَى صُورَةِ وَجْهِ الرَّحْمَنِ".

ابو یونس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لڑے وہ چہرہ سے بچے کیونکہ انسان کے چہرے کی صورت الرحمن کے چہرے کی صورت ہے

یہ ہے وہ روایت جو الذہبی نے دلیل میں پیش کی ہے جس کے متن میں نکارت ہے اور سند میں ابن لَهِيعَةَ ہے جس پر خراب حافظہ آختلاط اور ضعف کا حکم ہے

اب صرف مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. کی سند ہے جو قابل بحث ہے – امام بخاری نے اس کو اسی سند سے روایت کیا ہے إس میں معمر بن راشد ہیں جو مدلس ہیں لیکن محدثین کی ایک جماعت ان کی ہمام بن منبہ والی روایات قبول کرتی ہے – ہمام بن منبہ یمن سے مدینہ پہنچے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۱۴۰ روایات لیں ان میں اپنی باتیں بھی شامل کر دیں اور ان کا نسخہ بقول امام احمد اسی وجہ سے معدوم ہوا کہ لوگ یہ تمیز ہی نہیں کر پائے کیا قول نبی اور کیا ان کا اپنا قول ہے – ہمام سوڈان گئے وہاں معمر بن راشد ملے اور ان کو روایت سنائیں اس کے بعد حجاز میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی فوج نے ہمام کو پکڑا اور یہ عباسیوں کے خروج تک زندہ تھے سن ۱۳۲ هجري میں فوت ہوئے – الذہبی کے مطابق ممکن ہے سو سال انکی زندگی ہو لیکن اس دوران انہوں نے بہت کم لوگوں کو روایات سنائی ہیں ان سے صرف ان کے بھائی وهب بن منبہ صَاحِبُ القَصَصِ ، ان کے بھتیجے عَقِيْلُ بنُ مَعْقِلٍ اور معمر بن راشد اور ایک یمنی عَلِيُّ بنُ الحَسَنِ بنِ أَنَسٍ الصَّنْعَانِيّ روایت کرتے ہیں – الذہبی سیر الآعلام النبلاء میں کہتے ہیں وَمَا رَأَينَا مَنْ رَوَى الصَّحِيْفَةَ عَنْ هَمَّامٍ إِلاَّ مَعْمَرٌ اور ہم نہیں دیکھتے کہ اس الصَّحِيْفَةَ کو ہمام سے کوئی روایت کرتا ہو سوائے معمر کے- امام احمد کے مطابق معمر نے یہ صحیفہ سوڈان میں سنا- معمر خود کوفی ہیں وہاں سے یمن گئے اور پھر سوڈان – سوڈان علم حدیث کے لئے کوئی مشھور مقام نہ تھا – خود معمر روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سختی سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کوئی ایک روایت کو رد کرتے

کتاب السنة از أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ) کے مطابق

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثنا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عن ابن طاووس عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَ رَجُلٌ بِحَدِيث أَبِي هُرَيْرَةَ فَانْتَفَضَ: قال ابن عباس ما بال هؤلاء يجدّون (يحيدون) عند محكمه ويهلكون عند متشابهه.

البانی کے مطابق اغلبا الفاظ یحیدون ہیں اور یجدّون غیر محفوظ ہیں

ابن عباس رضی الله عنہ نے فرمایا یحیدون جھٹک دو (رد کرو) جب کوئی شخص ابو ہریرہ رضی الله عنہ کی حدیث روایت کرے - ابن عباس نے کہا ان جیسوں کو کیا ہوا ہے کہ محکمات سے ہٹ گئے اور متشابہات سے ہلاک ہوئے

البانی کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں کہتے ہیں

يعني استنكارا لما سمع من حديث أبي هريرة, ولم أقف على من نبه على المراد بهذا الحديث, ويغلب على الظن أنه حديث "إن اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته" وهو حديث صحيح, مخرج في "سلسلة الأحاديث الصحيحة" 860.

یعنی انکار کیا جب ابو ہریرہ رضی الله عنہ کی حدیث سنی اور میں نہیں جان سکا کہ کون سی حدیث مراد تھی جس کی خبر دی اور جو گمان غالب ہے وہ یہ کہ یہ حدیث ہے کہ الله نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور یہ حدیث صحیح ہے اس کی تخریج الصحیحہ ٨٦٠ میں کی ہے

ہمام ایک سابقہ یہودی تھے - یہود میں الله کے لئے تجسیم کا عقیدہ ہے کیونکہ موجودہ توریت میں الله کو ایک مرد کی صورت بیان کیا گیا ہے جس کے آعضا بھی ہیں - یہودی تصوف کی ایک قدیم کتاب جو بعثت نبوی سے قبل کی ہے اس کا نام کتاب شر قومہ ہے جس میں الله تعالی کے آعضا کی پمائش بھی بیان کی گئی ہے - موجود توریت میں ہے

Then God said, "Let us make man in our image, after our likeness.

پھر الله نے کہا ہم انسان کو اپنے عکس צֶלֶם پر بنائیں گے -اپنی דְּמוּת مشابہت کے مطابق

Genesis 1:26

لفظ דְּמוּת کا ترجمہ مشابہت کے علاوہ یہود کے مطابق شکل اور تناسب بھی ہو سکتا ہے

لفظ צֶלֶם کا ترجمہ عکس کے علاوہ غیر مرئی چیز بھی کیا جاتا ہے

اس کے برعکس قرآن میں ہے

فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ (الانفطار:82/8)

جس صورت میں چاہا اس نے تجھے بنایا۔

اسی متن کی ایک روایت ابن عمر سے بھی مروی ہے جس کے مطابق چہرے کو برا نہ کرو کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا

ابن عمر کی مرویات

العلل دارقطنی کی سند ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الزَّيَّاتُ، ثنا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ [ص:36]: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ: «لَا تُقَبِّحُوا الْوَجْهَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الطُّوسِيّ، ثنا عَلِيّ بْنُ إِشْكَابَ، ثنا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [ص:37]، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقَبِّحُوا الْوَجْهَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَةِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ»

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چہرہ کو مٹ بگاڑو کیونکہ اللہ نے آدم کو الرحمن کی شکل پر پیدا کیا ہے

اس کی سند میں مدلس حبيب بن أبي ثابت ہیں جو عن سے اس کو عطاء بْن أَبِي رباح سے روایت کر رہے ہیں – کتاب المدلسين از ابن العراقی کے مطابق

ابن حبان کہتے ہیں

كان مدلساً وروى أبو بكر بن عياش عن الأعمش قال لي حبيب بن أبي ثابت: لو أن رجلاً : حدثني عنك ما باليت أن أرويه عنك.

یہ مدلس تھے – الأعمش کہتے ہیں حبيب بن أبي ثابت نے مجھ سے کہا اگر کوئی آدمی تم سے میری روایت بیان کرے تو میں اس سے بے پرواہ ہوں جو وہ روایت کرے

عطاء بْن أَبِي رباح کی سند سے اس روایت کو بیان کرنے میں حبيب بن أبي ثابت منفرد ہیں چونکہ یہ مدلس ہیں اور عن سے روایت ہے لہذا یہ مظبوط نہیں

ابن خزیمہ کتاب التوحید میں اس روایت پر تبصرہ کرتے ہیں اور ابن عمر کی روایت کو رد کرتے ہیں

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: تَوَهَّمَ بَعْضُ مَنْ لَمْ يَتحرّ الْعِلْمَ أَنَّ قَوْلَهُ: «عَلَى صُورَته» يُرِيدُ صُورَةَ الرّحْمَنِ عَزَّ رَبّنَا وَجلَّ عَنْ أَنْ يَكُونَ هَذَا مَعْنَى الْخَبَرِ، بَلْ مَعْنَى قَوْله: «خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته» ، الْهَاء فِي هَذَا الْمَوْضع كِنَايَةٌ عَنِ اسْمِ الْمَضْرُوبِ، وَالْمَشْتُومِ، أَرَادَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَة هَذَا الْمَضْرُوبِ، الَّذِي أَمَرَ الضَّارِبَ بِاجْتنَابِ وَجْهه بِالضَّرْبِ، وَالَّذِي قَبّحَ وَجْهَهُ، فَزَجَرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: «ووَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ» ، لأَنَّ وَجْهَ آدَمَ شَبِيهُ وُجُوه بَنِيه، فَإِذَا قَالَ الشَّاتمُ لبَعْض بَنِي آدَمَ: قَبّحَ اللَّهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ، كَانَ مُقَبّحًا وَجْهَ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّه [ص:85] عَلَيْه وَسَلَامُهُ، الَّذِي وُجُوهُ بَنِيه شَبِيهَةٌ بِوَجْه أَبِيهِمْ، فَتَفَهَّمُوا رَحمَكُمُ اللَّهُ مَعْنَى الْخَبَرِ، لَا تَغْلَطُوا وَلَا تَغَالَطُوا فَتَضلُّوا عَنْ سَوَاء السّبِيلِ، وَتَحْملُوا عَلَى الْقَوْلِ بِالتَّشْبِيه الَّذِي هُوَ ضَلَالٌ

بعض لوگ جن کو علم نہیں پہنچا ان کو اس میں وہم ہوا کہ قول اسکی صورت پر سے انہوں نے صورت رحمان مراد لی گویا کہ یہ کوئی خبر ہو بلکہ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته اس کا معنی ہے کہ اس میں ھآ یہاں کنایہ کے طور پر ہے جس کو مارا جا رہا ہے اس کے لئے نبی صلی الله علیہ وسلم کا مقصد ہے کہ الله نے آدم کو خلق کیا اسی مارنے والے کی صورت پہ جس نے مارنے کا حکم دیا چہرہ پر اور چہرہ کو برآ کیا پس اس پر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ڈانٹا کہ کہہ کر اس کا چہرہ بھی تمہارے چہرہ جیسا ہے ….. پس ان لوگوں کو وہم ہوا کہ الله نے خبر دی پس دین میں غلو نہ کرو نہ کراو ورنہ گمراہ ہو گے سیدھی راہ سے اور اس پر التَّشْبِيه کاقول مت لو یہ گمراہی ہے

ابن خزیمہ سفیان ثوری کے طرق عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، پر کہتے ہیں

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَقَد افْتُتنَ بِهَذه اللَّفْظَة الَّتِي فِي خَبَرِ عَطَاء عَالمٌ ممَّنْ لَمْ يَتَحرّ الْعلْمَ، وَتَوَهَّمُوا أَنَّ إِضَافَةَ الصُّورَةَ إِلَى الرحْمَنِ فِي هَذَا الْخَبَرِ منْ إِضَافَة صفَات الذَّات، فَغَلَطُوا فِي هَذَا غَلَطًا بَيِّنًا، وَقَالُوا مَقَالَةً شَنِيعَةً مُضَاهِيَةً لقَوْل الْمُشَبِّهَة، أَعَاذَنَا اللَّهُ وَكُلُّ الْمُسْلمينَ منْ قَوْلهِمْ وَالَّذِي عنْدِي فِي تَأْوِيل هَذَا الْخَبَرِ إِنْ صَحّ منْ جِهَة النَّقْل مَوْصُولًا: فَإِنَّ فِي الْخَبَرِ عِلَلًا ثَلَاثًا , إِحْدَاهُنَّ: أَنَّ الثَّوْرِيّ قَدْ خَالَفَ الْأَعْمَشَ فِي إِسْنَاده، فَأَرْسَلَ الثَّوْرِيّ وَلَمْ يَقُلْ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالثَّانِيَةُ: أَنَّ الْأَعْمَشَ مُدَلِّسٌ، لَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ سَمعَهُ منْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِت وَالثَّالثَةُ: أَنَّ حَبِيبَ بْنَ أَبِي ثَابِت: أَيْضًا مُدَلِّسٌ، لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ سَمعَهُ منْ عَطَاء

اور اس لفظ صورت الرحمن سے فتنہ ہوا وہ خبر جو عطا بن ابی رباح سے ملی ایک عالم تھے جنہوں نے علم میں جانچ پڑتال نہیں کی اور اس اضافت صورت الرحمن سے وہم ہوا یہ اضافہ ذات باری کی صفات پر ہے پس انہوں نے غلطی کھائی جس کو ہم نے واضح کیا اور قول برا قول ہے الْمُشَبِّهَة کی گمراہی جیسا الله اس سے بچائے تمام مسلمانوں کو اس قول سے اور ہمارے نزدیک اس کی تاویل ہے کہ یہ خبر اگر نقلی لحاظ سے درست ہو تو یہ موصول ہے کیونکہ اس خبر میں تین علتیں ہیں ایک ثوری نے کی مخالفت کی ثوری نے ارسال کیا اور یہ نہیں کہا عن ابن عمر اور دوسری الْأَعْمَشَ مدلس ہے اور اس

نے ذکر نہیں کیا کہ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِت سے اس کا سماع ہے اور تیسری حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِت بھی مدلس ہے اس کا سماع عطا بن ابی رباح سے ہے بھی پتا نہیں
صورت رحمان پر تخلیق کہنا توریت کی اس آیت کی تائید ہے - ابن عباس رضی الله عنہ اور امام مالک نے اس کا متن سنتے ہی اس کو رد کر دیا - اس کے بعد سن ۲۰۰ ہجری میں اس روایت کا پھر سے دور دورہ ہوا اور جھمیہ کی مخالفت میں اس کو محدثین صحیح کہنے لگے کیونکہ اس میں الله کے چہرے کا ذکر تھا اور جھمیہ الله کو انرجی نما کوئی چیز سمجھتے تھے جو تمام کائنات میں سرایت کیے ہوئے ہے - چونکہ قرآن میں بھی وجھه الله کے الفاظ ہے   محدثین اس روایت کو جھمیہ کی مخالفت میں پیش کرنے لگے

کتاب الشريعة از الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کے مطابق ابن خزیمہ کی بات کا امام احمد رد کرتے تھے

وَحَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّد عَبْدُ اللَّه بْنُ الْعَبَّاس الطَّيَالسيّ , حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ قَالَ: قُلْتُ لأَحْمَدَ يَعْني ابْنَ حَنْبَل: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَك وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَة , حينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْل الْأَخير إِلَى سَمَاء الدُّنْيَا , أَلَيْسَ تَقُولُ بِهَذه الْأَحَاديث؟ وَيَرَاهُ أَهْلُ الْجَنَّة يَعْنِي رَبَّهُمْ عَزَّ وَجَلَّ؟ وَلَا تُقَبِّحُوا الْوَجْهَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته وَاشْتَكَت النَّارُ إِلَى رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى وَضَعَ فيهَا قَدَمَهُ , وَإِنَّ مُوسَى لَطَمَ مَلَكَ الْمَوْت قَالَ [ص:1128] أَحْمَدُ: «كُلُّ هَذَا صَحيحٌ» , «قَالَ إِسْحَاقُ: «هَذَا صَحِيحٌ , وَلَا يَدْفَعُهُ إِلَّا مُبْتَدِعٌ أَوْ ضَعِيفُ الرَّأْيِ
إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ کہتے ہیں میں نے امام احمد سے کہا کیا الله تعالی ہر رات آسمان دنیا پر نزول کرتے ہیں جب رات کا آخری تین تہائی رہ جائے کیا بولتے ہیں آپ ان احادیث پر ؟ اور اہل جنت اپنے رب کو دیکھیں گے ؟ اور چہرہ مٹ بگاڑو کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور جہنم کی اگ نے اپنے رب سے شکایت کی یہاں تک کہ الله نے اس پر قدم رکھا - اور موسی نے ملک الموت کی آنکھ نکالی؟ احمد نے کہا : یہ سب صحیح ہیں اور اسحاق نے کہا یہ سب صحیح ہیں اور ان کو رد نہیں کرتا لیکن بدعتی اور کمزور رائے والا
وہابی محقق محمد حسن عبد الغفار کتاب شرح كتاب التوحيد لابن خزيمة میں ابن خزیمہ کے قول کو ضعیف کہتے ہیں اور تبصرہ کرتے ہیں

وهل ابن خزيمة في مسألة الصورة يثبت لله صفة الصورة أم لا؟! نقول: هناك تأويلان: أولاً: الهاء في الحديث عائدة على المضروب، وليست عائدة على الله، فأخبره أن هذا المضروب خلق على صورة أبيه آدم عليه السلام، وهذا التأويل فيه ضعف؛ والحديث في الرواية الأخرى جاء بنص: (خلق الله آدم على صورته طوله ستون ذراعاً)، إذاً: الهاء عائدة على آدم عليه

السلام، فطوله ستون ذراعاً وسبعة أذرع عرضاً، وجاء بإسناد صحيح عند الطبراني وغيره: (أن الله خلق آدم على صورة الرحمن) فإذا قلنا: إن الله خلق آدم على صورة الرحمن فكيف نفهم هذا المعنى؟ نقول: أولاً: لله صورة، وهي صفة من صفات الله، وهل الصورة تشبه صورة الإنسان؟ حاشا لله! فمعنى: (خلق آدم على صورة الرحمن) أن آدم متكلم كما أن الله متكلم، وأن آدم سميع كما أن الله سميع، وإن آدم بصير كما أن الله بصير....وابن خزيمة يقول: الصورة إضافتها إضافة مخلوق إلى خالقه.

ونحن نخالفه في هذا

اور کیا ابن خزیمہ نے مسئلہ صورت میں اللہ کی طرف صفت صورت کا اثبات کیا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں اس میں دو تاویلات ہیں ایک یہ کہ یہ مارنے والے کی طرف ھآ کی ضمیر ہے … اور یہ تاویل ضعیف ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے آدم کو ٦٠ ہاتھ لمبا اور ٧ ہاتھ چوڑا خلق کیا … تو اس کا کیا مطلب ہے ؟ ہم کہتے ہیں اول اللہ کی صورت ہے اور یہ اس کی صفت ہے اور کیا یہ صورت انسان سے ملتی ہے ؟ حاشا للہ ! پس اس کا معنی ہے خلق آدم علی صورت الرحمن کا کہ آدم اسی طرح بولتا ہے جس طرح اللہ بولتا ہے اور سنتا ہے جس طرح اللہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے جس طرح اللہ دیکھتا ہے .. … اور ابن خزیمہ نے کہا کہ صورة کی اضافت مخلوق کی خالق کی طرف ہے اور ہم اس قول کے انکاری ہیں

روایت سندا صحیح نہیں ہے یہ کہنے کی بجائے اس کو صحیح بھی کہہ رہے ہیں اور خالق کو مخلوق سے بھی ملا رہے ہیں

چوتھی صدی ہجری میں ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا جو ابن خزیمہ کے ہم عصر تھے لیکن صحیح ابن حبان میں اس پر تبصرہ میں کہا

، وَالْهَاءَ رَاجِعَةٌ إِلَى آدَمَ، وَالْفَائِدَةُ مِنْ رُجُوعِ الْهَاءِ إِلَى آدَمَ دُونَ إِضَافَتِهَا إِلَى الْبَارِئِ جَلَّ وَعَلَا - جَلَّ رَبُّنَا وَتَعَالَى عَنْ أَنْ يُشَبَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ - أَنَّهُ جَلَّ وَعَلَا جَعَلَ سَبَبَ الْخَلْقِ الَّذِي هُوَ الْمُتَحَرِّكُ النَّامِي بِذَاتِهِ اجْتِمَاعَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، ثُمَّ زَوَالَ الْمَاءِ عَنْ قَرَارِ الذَّكَرِ إِلَى رَحِمِ الْأُنْثَى، ثُمَّ تَغَيَّرَ ذَلِكَ إِلَى

اور اس میں الْهَاءَ راجع ہے آدم کی طرف اور اس میں فائدہ ہے کہ یہ وَالْهَاءَ آدم کی طرف ہو نہ کہ اللہ کی طرف جو بلند و بالا ہے کہ اس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے اس کی مخلوق میں سے وہ بلند ہے اس نے خلق کیا ہے وہ سونے والے کو متحرک کرتا مرد و عورت کو ملاتا پھر اس کا پانی ٹھراتا ہے پھر اس کو بدلتا ہے

یعنی ابن خزیمہ نے ابن عمر کی روایت کو ضعیف کہا لیکن ابن حبان نے صحیح کر دیا لیکن دونوں الھا کی ضمیر کو مارنے والے کی طرف لے جاتے ہیں اس کے برعکس حنبلی علماء اس کو اللہ کی طرف لے جاتے ہیں

كتاب تأويل مختلف الحديث میں أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى: 276هـ) نے اس روایت پر لکھا

قَد اضْطَرَبَ النَّاسُ فِي تَأْوِيل قَوْل رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ خَلَقَ آدَمَ عَلَيْه السَّلَامُ عَلَى صُورَته ".
فَقَالَ قَوْمٌ منْ أَصْحَاب الْكَلَام: أَرَادَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَة آدَمَ، لَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلكَ، وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ هَذَا، مَا كَانَ فِي الْكَلَام فَائدَةٌ.
وَمَنْ يَشُكُّ فِي أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَى صُورَته، وَالسِّبَاعَ عَلَى صُوَرِهَا، وَالْأَنْعَامَ عَلَى صُوَرِهَا.
وَقَالَ قَوْمٌ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَة عنْدَهُ.
وَهَذَا لَا يَجُوزُ لأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْلُقُ شَيْئًا منْ خَلْقه عَلَى مثَال.
وَقَالَ قَوْمٌ فِي الْحَديث: "لَا تُقَبِّحُوا الْوَجْهَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ عَلَى صورته
يُرِيد أَنَّ اللَّهَ -جَلَّ وَعَزَّ- خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَة الْوَجْه.
وَهَذَا أَيْضًا بِمَنْزِلَة التَّأْوِيل الْأَوَّل، لَا فَائدَةَ فيه.
وَالنَّاس يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ آدَمَ، عَلَى خَلْقِ وَلَده، وَوَجْهَهُ عَلَى وُجُوههمْ.
وَزَادَ قَوْمٌ فِي الْحَديث: إِنَّهُ -عَلَيْه السَّلَامُ- مَرَّ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ وَجْهَ رَجُلٍ آخَرَ، فَقَالَ: "لَا تَضْرِبْهُ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى، خَلَقَ آدَمَ -عَلَيْه السَّلَامُ- عَلَى صُورَته"، أَيْ صُورَة الْمَضْرُوبِ.
وَفِي هَذَا الْقَوْل منَ الْخَلَل، مَا فِي الْأَوَّل.
وَلَمَّا وَقَعَتْ هَذه التَّأْوِيلَاتُ الْمُسْتَكْرَهَةُ، وَكَثُرَ التَّنَازُعُ فيهَا، حَمَلَ قَوْمًا اللَّجَاجُ عَلَى أَنْ زَادُوا فِي الْحَديث، فَقَالُوا: رَوَى بن عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ، فَقَالُوا1: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَة الرَّحْمَنِ".
يُرِيدُونَ أَنْ تَكُونَ الْهَاءَ2 فِي "صُورَته" للَّه جَلَّ وَعَزَّ، وَإِنَّ ذَلكَ يَتَبَيَّنُ بِأَنْ يَجْعَلُوا الرَّحْمَنَ مَكَانَ الْهَاء كَمَا تَقُولُ: "إِنَّ الرحمنَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَته"، فَرَكبُوا قَبِيحًا منَ الْخَطَأ.
وَذَلكَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ نَقُولَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ السَّمَاء بِمَشيئَة الرَّحْمَنِ" وَلَا على إرَادَة الرحمن

بلا شنہ لوگوں کا اس روایت کی تاویل میں اضطراب ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اللہ نے آدم کو صورت پر پیدا کیا پس ایک اصحاب الکلام کی قوم نے کہا اس میں مقصد ہے کہ آدم کو آدم کی صورت ہی پیدا کیا گیا اس سے زیادہ نہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے تو ایسے کلام کا فائدہ کیا ہے ؟ اور جس کو شک ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر کیا تو پھر گدھ کی اور چوپایوں کی صورتیں کس پر ہیں ؟ ایک دوسری قوم نے کہا اللہ نے آدم کو اس صورت پر پیدا کیا جو اس کے پاس ہے تو یہ ایسا کلام جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے کسی کو بھی خلق میں سے اپنے مثل نہیں بنایا – اور ایک قوم نے حدیث پر کہا چہرہ مت بگاڑو کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا مراد ہے اللہ نے اپنی ہی چہرہ پر بنایا – تو یہ بھی ویسی ہی تاویل

ہے جیسی پہلی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے – اور لوگ جانتے ہیں کہ الله تبارک و تعالی نے آدم کو خلق کیا ان کی اولاد کے مطابق اور انکا چہرہ انکی اولاد کا ہے اور ایک قوم نے حدیث میں اضافہ کیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا ایک شخص پر سے گزر ہوا جو دوسرے کے چہرہ پر مار رہا تھا آپ نے فرمایا اس کے چہرہ پر مت مارو کیونکہ الله نے آدم کو اس کی صورت پیدا کیا یعنی مارنے والے کی ہی صورت پر اور اس قول میں خلل ہے جو پہلے میں نہیں ہے – تو جب اس قسم کی تاویلات منکرات واقع ہوئیں اور جھگڑا بڑھا تو ایک قوم نے بےہودگی اٹھائی اور اس حدیث میں الفاظ کا اضافہ کر دیا اور کہا کہ ابن عمر نے نبی صلی الله علیہ وسلم سے روایت کیا ہے الله تعالی نے آدم کو صورت رحمان پر خلق کیا – ان کا مقصد تھا کہ الھا کی ضمیر کو صورتہ کی طرف لے جائیں یعنی الله تعالی کے لئے اور اس میں واضح ہے کہ انہوں الرحمن کا لفظ کر دیا جہاں الھا تھا جیسا کہ کہا بے شک الرحمن نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا پس وہ ایک قبیح غلطی پر چلے اور ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ میں کہیں بے شک – الله نے آسمان کو مشیت الرحمن کے مطابق خلق کیا نہ ہی رحمان کا ارادہ کہیں
ابن قتیبہ نے جو تیسری صدی کے محدث ہیں اور امام احمد کے ہم عصر ہیں ان کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے اس کا متن منکر ہے

ان کے مقابلے پر امام احمد اور اسحاق بن راہویہ تھے جو اس کو صحیح کہتے

کتاب : مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه از إسحاق بن منصور بن بهرام، أبو يعقوب المروزي، المعروف بالكوسج (المتوفى: 251هـ) کے مطابق امام احمد اس میں الھا کی ضمیر کو الله کی طرف لے جانا قبول کیا

ولا تقبحوا الوجه فإن الله " "أليس تقول بهذه الأحاديث. و "يرى أهل الجنة ربهم عز وجل **عز وجل خلق آدم على صورته" يعني صورة رب العالمين**، و "اشتكت النار إلى ربها عز وجل حتى يضع الله فيها قدمه" و "إن موسى عليه السلام لطم ملك الموت عليه السلام"؟
.قال الإمام أحمد: كل هذا صحيح
قال إسحاق: كل هذا صحيح، ولا يدعه1 إلا مبتدع أو ضعيف الرأي
کیا کہتے ہیں اس حدیث پر کہ اہل جنت اپنے رب کو دیکھیں گے اور **حدیث چہرہ مت بگاڑو کیونکہ الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا یعنی رب العالمین کی صورت پر** اور اگ نے اپنے رب سے شکایت کی حتی کہ اس نے اس پر قدم رکھا اور موسی نے ملک الموت کی آنکھ نکالی ؟ امام احمد نے کہا یہ تمام صحیح ہیں اور امام اسحاق نے کہا یہ تمام صحیح ہیں اور ان کا انکار کوئی نہیں کرتا سوائے بدعتی اور کمزور رائے والا

والحديث في قوله: «إن الله خلق آدم على صورته» يروى على وجهين؛ أحدهما: «إن الله خلق آدم على صورته» . والثاني: إن الله خلق آدم على صورة الرحمن، فأما الرواية: «إن الله خلق آدم على صورته» فلا خلاف بين أهل النقل في صحتها؛ لاشتهار نقلها، وانتشاره من غير منكر لها، ولا طاعن فيها، وأما الرواية: «إن الله خلق آدم على صورة الرحمن» فمن مصحح لها، ومن طاعن عليها، وأكثر أهل النقل على إنكار ذلك، وعلى أنه غلط وقع من طريق التأويل لبعض النقلة توهم أن الهاء ترجع إلى الله عز وجل، فنقل الحديث على ما توهم من معناه، فيحتمل أن يكون مالك أشار في هذه الرواية بقوله وضعفه إلى هذه الرواية، ويحتمل أن يكون إنما ضعف بعض ما تؤول عليه الحديث من التأويلات، وهي كثيرة.

اور حدیث جس میں قول ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا یہ دو طرح سے روایت ہوئی ہے ایک میں ہے اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور دوسری میں آدم کو الرحمن کی صورت خلق کیا - جہاں تک تعلق ہے کہ اپنی صورت پر خلق کیا تو اس کی صحت پر اہل نقل کا اختلاف نہیں ہے لیکن جو دوسری ہے کہ آدم کو رحمن کی صورت خلق کیا تو اس کو صحیح کہنے والے ہیں اور اس پر طعن کرنے والے ہیں اور اکثر اہل نقل اس کا انکار کرتے ہیں اور بعض اہل تاویل کہتے ہیں کہ اس میں ھ کی ضمیر غلطی سے اللہ کی طرف ہے تو حدیث نقل کرنے والوں کو وہم ہوا اس کے معنی پر اور احتمال ہے کہ امام مالک نے اسی کی طرف اشارہ کیا اس کو ضعیف کہہ کر اور احتمال ہے کہ انہوں نے اس کی تاویلات کی وجہ سے ضعیف کہا اور یہ بہت ہیں

کتاب المنتخب من علل الخلال میں ابن قدامة المقدسي (المتوفى: 620هـ) کہتے ہیں

أخبرني حرب، قَالَ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ يَقُولُ: قَدْ صَحّ عَنِ النَّبِيَ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ آدَمَ خُلِقَ عَلَى صُورَةِ الرَّحْمَنِ".وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: ثنا جَرِير، عَنِ الأَعْمَش، عَنْ حبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِت، عن عطاء، عن ابن أبي عُمَر، عَنْ رَسُولَ اللَّه (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لا تُقبِحوا الْوَجْهَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَةِ الرَّحْمَنِ".قَالَ إِسْحَاقُ: وَإِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَنْطقَ بِمَا صح عَنْ رسول الله أَنَّهُ نَطَقَ بِه.وَأَخْبَرَنَا الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: قُلْتُ لأَبِي عَبْدِ اللَّه: كَيْفَ تَقُولُ فِي حَدِيث النَّبِي (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): "خُلِقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِه"؟

قَالَ: الأَعْمَشُ يَقُولُ: عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِت، عَنْ عَطَاء، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: "أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَةِ الرحمن". فأما الثوري فأوقفه -يَعْني: حَديثَ ابْنِ عُمَرَ.وَأَبُو الزِّنَاد، عَنِ الأَعْرَج، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِي (صَلَّى الله عليه وسلم) "على صورته فنقول كَمَا فِي الْحَدِيث.

حرب نے خبر دی انہوں نے إِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ سے سنا کہ بلاشبہ صحیح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور ہم سے اسحاق نے

روایت کیا ان سے جریر نے بیان کیا ان سے حبیب بن ابی ثابت نے ان سے عطا نے ان سے ابن عمر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چہرے کو مٹ بگاڑو کیونکہ اللہ نے آدم کو صورت رحمان پر خلق کیا - اسحاق نے کہا ہم پر ہے کہ ہم وہی بولیں جو رسول اللہ نے بولا ہو - اور المروزی نے خبر دی کہ انہوں امام احمد سے پوچھا کیا کہتے ہیں آپ اس حدیث پر کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ انہوں نے کہا : الأَعْمَشُ کہتے ہے حبیب بن ابی ثابت نے روایت کیا اس نے عطا سے اس نے ابن عمر سے … پس ہم وہی کہتے ہیں جو حدیث میں ہے
أبي بطين فتوی میں کہتے ہیں

رسائل وفتاوى العلامة عبد الله بن عبد الرحمن أبي بطين (مطبوع ضمن مجموعة الرسائل والمسائل النجدية، الجزء الثاني
وقال في رواية أبي طالب: من قال: إن الله خلق آدم على صورة آدم، فهو جهمي، وأي صورة كانت لآدم قبل أن يخلقه؟ وعن عبد الله بن الإمام أحمد قال: قال رجل لأبي: إن فلانا يقول في حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله خلق آدم على صورته" 1 فقال: على صورة الرجل، فقال أبي: كذب، هذا قول الجهمية، وأي فائدة في هذا؟ وقال أحمد في رواية أخرى: فأين الذي يروي: "إن الله خلق آدم على صورة الرحمن"؟ وقيل لأحمد عن رجل: إنه يقول: على صورة الطين، فقال: هذا جهمي، وهذا كلام الجهمية، واللفظ الذي فيه على صورة الرحمن رواه الدارقطني، والطبراني، وغيرهما بإسناد رجاله ثقات.
اور ابی طالب کی روایت میں ہے کہ امام احمد نے کہا کہ جو یہ کہے کہ اللہ نے آدم کو آدم کی صورت پر پیدا کیا تو وہ جھمی ہے اور آدم تخلیق سے پہلے کس صورت پر تھے؟ اور عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ **امام احمد سے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں کہتا ہے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا تو کہا آدمی کی صورت اس پر امام احمد نے کہا جھوٹ یہ جھمیہ کا قول ہے** اور اس کا فائدہ ؟ اور ایک دوسری روایت کے مطابق تو وہ کہاں ہے جس میں ہے کہ بے شک اللہ نے آدم کو الرحمن کی صورت پیدا کیا؟ اور امام احمد سے کہا گیا کہ ایک آدمی کہتا ہے ان کو مٹی کی صورت پیدا کیا احمد نے کہا یہ جھمی ہے اور یہ باتیں جھمیہ کی ہیں اور الفاظ ہیں رحمان کی صورت پیدا کیا اس کو دارقطنی طبرانی اور دوسروں نے ان اسناد سے روایت کیا ہے جن میں ثقہ ہیں
امام احمد صریحا اس کے انکاری تھے کہ الھا کی ضمیر کو انسانوں یا مٹی کی طرف لے جایا جائے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کو جھمی کہتے - امام احمد کا فتوی امام ابن خزیمہ اور ابن حبان پر لگا کہ یہ دونوں جھمی ہوئے ان کے نزدیک جو الھا کی ضمیر کو انسان کی طرف لے جاتے - واضح رہے کہ جھمیہ کا موقف غلط تھا وہ اللہ کے سماع و کلام کے انکاری تھے لیکن بعض علماء نے جھمیہ کی مخالفت میں روایات کی

بنیاد صورت کو بھی اللہ کی صفت مناتے ہوئے ایک طرح یہ بھی مان لیا کہ آدم اور اس کے رب کی صورت ایک جیسی ہے

امام احمد کو اس مسئلہ سے بچانے کے لئے الذھبی نے میزان الآعتدال میں حمدان بن الھیثم کے ترجمہ میں لکھا

حمدان بن الهيثم. عن أبي مسعود أحمد بن الفرات. وعنه أبو الشيخ ووثقه. لكنه أتى بشيء منكر عن أحمد عن أحمد بن حنبل في معنى قوله عليه السلام إن الله خلق آدم على صورته. زعم أنه قال صور الله صورة آدم قبل خلقه ثم خلقه على تلك الصورة فأما أن يكون خلق الله آدم على صورته فلا فقد قال تعالى {ليس كمثله شيء
حمدان بن الھیثم ، ابی مسعود احمد بن الفرات سے اور ان سے ابو شیخ اور یہ ثقہ ہیں لیکن ایک منکر چیز امام احمد بن حنبل کے لئے لائے اس قول النبی پر کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور دعوی کیا کہ وہ کہتے تھے کہ تخلیق سے پہلے اللہ نے آدم کی صورت گری کی تو وہ اللہ کی صورت تھی جس پر وہ بنے - (الذھبی تبصرہ کرتے ہیں) تو اگر یہی صورت تھی تو یہ نہیں تھی کیونکہ اللہ نے کہا اس کے مثل کوئی نہیں
لیکن المروزی نے جن مسائل میں امام احمد سے اس روایت کے متعلق پوچھا تھا اس میں لکھا ہے دوم ابابطین کے مطابق یہ قول امام احمد صریح الفاظ میں **صورة رب العالمين** کے بیٹے سے بھی منسوب ہے لہذا اس میں حمدان بن الھیثم کا تفرد نہیں ہے
حنبلی علماء میں حمود بن عبد الله بن حمود بن عبد الرحمن التويجري (المتوفى: 1413ھ) نے اپنی کتاب عقیدہ أهل الإيمان في خلق آدم على صورة الرحمن میں لکھا کہ امام احمد سے یہ قول ثابت ہے کہ الھا کی ضمیر اللہ کی طرف ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہ جھمی ہے

والقول بأن الضمير يعود على آدم وأن الله تعالى خلق آدم على صورته، أي على صورة آدم مروي عن أبي ثور إبراهيم بن خالد الكلبي. وبه يقول بعض أكابر العلماء بعد القرون الثلاثة المفضلة، وهو معدود من زلاتهم،
اور یہ قول کہ ضمیر جاتی ہے آدم کی طرف اور بے شک اللہ تعالی نے ان کو انکی صورت پر بنایا یعنی آدم کی صورت پر جو مروی ہے ابو ثور ابراہیم بن خالد اور الکلبی سے اور اسی طرح بعض اکابر علماء نے کہا ہے قرن تین کے بعد اور وہ چند ہیں اپنی غلطیوں کے ساتھ
اس کتاب میں تعلیق میں حمود بن عبد الله بن حمود بن عبد الرحمن التويجري دعوی کرتے ہیں

.وأنه لم يكن بين السلف من القرون الثلاثة نزاع في أن الضمير عائد إلى الله
اور بے شک سلف کے درمیان تین قرون میں اس پر کوئی نزاع نہ تھا کہ (صورته میں الهاء) ضمیر اللہ کی طرف جاتی ہے

حمود بن عبد الله بن حمود بن عبد الرحمن التويجري نے ابن حبان، ابن خزیمہ، امام مالک، امام ابن قتیبہ ، سب کو ایک غلط قرار دے کر خود جمہور میں امام احمد کو قرار دیا یہاں تک کہ ابن حجر اور الذھبی کی رائے کو بھی غلط قرار دے دیا

ابن تیمیہ کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية میں لکھتے ہیں

لم يكن بين السلف من القرون الثلاثة نزاع في أن الضمير عائد إلى الله فإنه مستفيض من طرق متعددة عن عدد من الصحابة وسياق الأحاديث كلها يدل على ذلك وهو أيضاً مذكور فيما عند أهل الكتابين من الكتب كالتوراة وغيرها

قرون ثلاثہ میں سلف میں کوئی نزاع نہ تھا کہ یہ ضمیر اللہ کی طرف جاتی ہے کیونکہ اس پر بہت سے طرق سے اصحاب رسول سے روایات ہیں اور ان سب احادیث کا سیاق دلالت کرتا ہے اسی پر اور یہ اہل کتاب کی کتب میں بھی مذکور ہے جیسے توریت اور دیگر

وہابی عالم محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421 هـ) کتاب شرح العقيدة الواسطية میں لکھتے ہیں

أن الإضافة هنا من باب إضافة المخلوق إلى خالقه، فقوله: "على صورته"، مثل قوله عزوجل في آدم: {وَنَفَخْتُ فيه منْ رُوحي} [ص: 72]، ولا يمكن أن الله عز وجل أعطى آدم جزءاً من روحه، بل المراد الروح التي خلقها الله عز وجل، لكن إضافتها إلى الله بخصوصها من باب التشريف، كما نقول: عباد الله، يشمل الكافر والمسلم والمؤمن والشهيد والصديق والنبي لكننا لو قلنا: محمد عبد الله، هذه إضافة خاصة ليست كالعبودية السابقة

یہاں پر (الھا) کی اضافت، مخلوق کی خالق کی طرف اضافت ہے قول ہے على صورته اللہ تعالی کے قول {وَنَفَخْتُ فيه منْ رُوحي} [ص: 72] کی مثل ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو اپنی روح کا جز دیا ہو بلکہ مراد ہے وہ روح جو اللہ نے تخلیق کی لیکن اس کی اضافت اللہ کی طرف کی ہے اس کی خصوصیت کی بنا پر شرف کی وجہ سے جیسے ہم کہیں اللہ کے بندے جن میں کافر اور مسلم اور مومن اور شہید اور صدیق اور نبی سب ہیں لیکن اگر ہم کہیں محمد اللہ کے بندے تو یہ اضافت خاص ہے ویسی نہیں جیسے دوسرے بندوں کے لئے تھی

یعنی وہابیوں میں اس اضافت پر اختلاف ہوا جس میں متاخرین نے امام احمد کے قول کی اتباع کی اور اضافت کو بقول ابن العثيمين ، المماثلة کی طرح اللہ کی طرف کر دیا

محدثين کے اس اختلاف میں الجهمية ، المعتزلة ، الأشاعرة اور الماتريدية نے صورت کی بطور صفت الھی نفی کی اور
دوسرے گروہ نے اس کا اثبات کیا (جن میں امام احمد، ابن تیمیہ وغیرہ ہیں) لیکن بعد میں ان میں بھی اختلاف ہوا جیسے حنابلہ میں

كتاب أبكار الأفكار في أصول الدين از سيف الدين الآمدي (المتوفى: 631هـ) کے مطابق

وقد روى عن النبي عليه الصلاة والسلام أنه قال: إنّ اللّه خلق آدم على صورته
فذهبت المشبهة: إلى أن هاء الضمير في الصورة عائدة إلى الله- تعالى-، وأن الله تعالى- مصور بصورة مثل صورة آدم؛ وهو محال
اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے آدم کو صورت پر پیدا کیا پس المشبهة اس طرف گئے ہیں کہ صورته میں هاء کی ضمیر اللہ کی طرف جاتی ہے اور اللہ تعالی ، آدم کی شکل والا کوئی صورت گر ہے اور یہ محال ہے
الآمدي کے مطابق وہ تمام لوگ (بشمول محدثین) جو الھا کی ضمیر اللہ کی طرف لے کر گئے ہیں المشبهة ہیں

اہل تشیع میں بھی یہ روایت مقبول رہی جہاں ابا جعفر اس کو بیان کرتے ہیں

الكافي – الشيخ الكليني – ج 1 – ص 134کی روایت ہے

عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن عبد الله بن بحر ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عما يروون أن الله خلق آدم على صورته ، فقال هي : صورة ، محدثة ، مخلوقة واصطفاها الله واختارها على سائر الصور المختلفة ، فأضافها إلى نفسه ، كما أضاف الكعبة إلى نفسه ، والروح إلى نفسه ، فقال : " بيتي " ، " ونفخت فيه من روحي
محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ابا جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پیدا کیا تو انہوں نے کہا یہ صورت ایک نئی تھی مخلوق تھی اور اللہ نے اس کو دیگر تمام مختلف صورتوں میں سے چنا اور لیا پھر اس کی اضافت اپنی طرف کی جیسے کعبہ اللہ کی اضافت اپنی طرف کی اور روح اضافت اپنی طرف کی جیسے کہا بیتی میرا گھر یا ونفخت فيه من روحي میں اس میں اپنی روح پھونک دوں گا

یہ تشریح مناسب ہے اور اس حدیث سے تجسیم کا عقیدہ نہ نکلے اس کی یہ تاویل ہی صحیح ہے

لیکن اہل سنت میں بعض لوگوں نے الله کو ایک مرد کی صورت دے دی اور الله تعالی کا چہرہ ، مرد کا چہرہ بنا دیا گیا کتاب اسماء و الصفات از البیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد الْمَالِينِيّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِي بْنِ عَاصِم، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سُوَيْد الذِّرَاعُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح. وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد الْمَالِينِيّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافظَ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِع، ثنا أَسْوَدُ بْنُ عَامر، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاس، رَضِيَ الله عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي جَعْدًا أَمْرَدَ [ص:364] عَلَيْه حُلَّةٌ خَضْرَاءُ» . قَالَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، ثنا ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَوْصِلِيّ وَابْنُ شَهْرِيَار قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رِزْقِ اللَّه بْنِ مُوسَى، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامر. فَذَكَرَهُ بِإِسْنَاده إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «فِي صُورَة شَابٍّ أَمْرَدَ جَعْد» . قَالَ: وَزَادَ عَلِيّ بْنُ شَهْرِيَار: «عَلَيْه حُلَّةٌ خَضْرَاءُ» . وَرَوَاهُ النَّضْر بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَسْوَد بْنِ عَامر بِإِسْنَاده أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فِي صُورَة شَابٍّ أَمْرَدَ، دُونَهُ سِتْرٌ مِنْ لُؤْلُؤ قَدَمَيْه - أَوْ قَالَ: رِجْلَيْه - فِي خُضْرَة.

حماد بن سلمہ، قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے وہ نبی صلی الله علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا - ....ایک مرد کی صورت دیکھا اس پر سبز لباس تھا

البیہقی، صحیح مسلم کے راوی حماد بن سلمہ پر برستے ہیں اور لکھتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد الْمَالِينِيّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، نا ابْنُ حَمَّاد، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الثَّلْجِيّ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْد الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، قَالَ: «كَانَ حَمَّادُ بْنُ [ص:366] سَلَمَةَ لَا يُعْرَفُ بِهَذه الْأَحَادِيث حَتَّى خَرَجَ خَرْجَةً إِلَى عَبَادَانَ، فَجَاءَ وَهُوَ يَرْوِيهَا، فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا شَيْطَانًا خَرَجَ إِلَيْه فِي الْبَحْرِ فَأَلْقَاهَا إِلَيْه» . قَالَ أَبُو عَبْدالله الثَّلْجِي: فَسَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ صُهَيْبٍ يَقُولُ: إِنَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ كَانَ لَا يَحْفَظُ، وَكَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّهَا دُسَّتْ فِي كُتُبِه،

عبد الرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ ان قسم کی احادیث سے حماد بن سلمہ نہیں پہچانا جاتا تھا حتی کہ عَبَادَانَ پہنچا پس وہ وہاں آیا اور ان کو روایت کیا پس میں (عبد الرحمان بن مہدی) سمجھتا ہوں اس پر شیطان آیا جو سمندر میں سے نکلا اور اس نے حماد پر یہ القاء کیا. ابو بکر الثلجی کہتے ہیں میں نے عباد بن صہیب کو سنا کہا بے شک حماد بن سلمہ حافظ نہیں ہے اور محدثین کہتے ہیں اس نے اپنی کتابیں دفن کیں

حماد بن سلمہ کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ اس اوپر والے قول کی سند میں مُحَمّدُ بْنُ شُجَاعِ الثَّلْجِيّ ہے جس پر جھوٹ کا الزام ہے میزان الاعتدل میں الذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

.قال ابن عدي: كان يضع الحديث في التشبيه ينسبها إلى أصحاب الحديث يسابهم ذلك
قلت: جاء من غير وجه أنه كان ينال من أحمد وأصحابه، ويقول: إيش قام به أحمد! قال المروزي: أتيته ولمته
ابن عدي کہتے ہیں تشبیہ کے لئے حدیث گھڑتا تھا جن کو اصحاب حدیث کی طرف نسبت دیتا ان کو بے عزت کرنے کے لئے
الذھبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں ایک سے زائد رخ سے پتا ہے کہ یہ امام احمد اور ان کے اصحاب کی طرف مائل تھے اور کہتے کہ احمد کہاں رکے ہیں المروزی نے کہا یہ اتے اور ملتے
یہاں تو مسئلہ ہی الٹا ہے حماد بن سلمہ، نعوذ باللہ ، اللہ کو مرد کی شکل کا کہہ رہے ہیں جو تشبیہ و تجسیم کا عقیدہ ہے اس روایت کو البانی صحیح کہہ رہے ہیں

مالکیہ کے بر خلاف حنابلہ نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ اللہ تعالی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا – اس میں ان کے نزدیک ایک مضبوط روایت یہ ہی تھی جس کی سند کو انہوں نے صحیح کہنا شروع کیا

کتاب طبقات الحنابلة ج ١ ص ٢٤٢ از ابن ابی یعلی المتوفی ٥٢٦ ھ کے مطابق حنبلیوں کے نزدیک یہ اوپر والی اسناد اور روایات صحیح تھیں اور یہ عقیدہ ایمان میں سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا تھا

والإيمان بالرؤية يوم القيامة كما روى عَنِ النَّبِيَ – صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – فِي الأحاديث الصحاح وأنَّ النَّبِي – صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – قد رأى ربه فإنه مأثور عَنْ رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – صحيح قد رواه قَتَادَة عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاس ورواه الحكم بن أبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاس ورواه عَلِيّ بْنِ زَيْد عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبّاس والحديث عندنا عَلَى ظاهره كما جاء عَنِ النَّبِي – صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – والكلام فيه بدعة ولكن نؤمن به كما جاء عَلَى ظاهره ولا نناظر فيه أحدًا
اور ایمان لاؤ روز قیامت اللہ کو دیکھنے پر جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں آیا ہے .. اور صحیح احادیث میں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا پس بے شک یہ ماثور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہے جیسا روایت کیا ہے قَتَادَة عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسِ سے اور روایت کیا ہے الحكم بن أبان عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ سے اور روایت کیا ہے عَلِيّ بْن زَيْد عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ سے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہر پر ہی ہے جیسی کہ آئی ہے نبی صلی الله علیہ وسلم سے اور اس پر کلام بدعت ہے لہذا اس پر ایمان اس حدیث کے ظاہر پر ہی ہے اور ہم کوئی اور روایت (اس کے مقابل) نہیں دیکھتے

البانی کے نزدیک حماد بن سلمہ کی روایت صحیح ہے اور إبطال التأويلات لأخبار الصفات از القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458هـ) میں بہت سی روایات ہیں جن میں الله تعالی کو ایک مرد نوجوان گھنگھریالے بالوں والا کہا گیا ہے وہاں ان تمام روایات کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہےکہ الله تعالی کو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے دیکھا اس کو متقدمین حنابلہ نے قبول کیا

کتاب غاية المرام في علم الكلام از الآمدي (المتوفى: 631هـ) کے مطابق کرامیہ نے بھی یہ عقیدہ اختیار کیاکہ الله ایک گھنگھریالے بال والا نوجوان کی صورت ہے – السفاريني – کے مطابق بعض غالی شیعوں نے بھی اس عقیدہ کو اختیار کیا

اہل تشیع کے تمام فرقے اس کے قائل نہیں تھے بعض میں میں الله کی تجسیم کا انکار تھا کتاب التوحید – از الصدوق – ص 103 – 104 کی روایت ہے

حدثني محمد بن موسى بن المتوكل رحمه الله ، قال : حدثنا عبد الله بن جعفر الحميري ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن يعقوب السراج ، قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن بعض أصحابنا يزعم أن لله صورة مثل صورة الإنسان ، وقال آخر : إنه في صورة أمرد جعد قطط ، فخر أبو عبد الله ساجدا ، ثم رفع رأسه ، فقال : سبحان الله الذي ليس كمثله شئ ، ولا تدركه › صفحة 104 › الأبصار ، ولا يحيط به علم ، لم يلد لأن الولد يشبه أباه ، ولم يولد فيشبه من كان قبله ، ولم يكن له من خلقه كفوا أحد ، تعالى عن صفة من سواه علوا كبيرا .

یعقوب سراج نے کہا کہ میں ابی عبد الله علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب (شیعہ) دعوی کرتے ہیں کہ الله کی صورت ایک انسان کی صورت جیسی ہے اور دوسرا کہتا ہے وہ ایک گھنگھریالے بالوں والا مرد ہے – پس امام ابو عبد الله سجدے میں گر گئے پھر سر اٹھایا اور کہا الله پاک ہے اس کے مثل کوئی شی نہیں ہے نگاہیں اس کا ادرک نہیں کر سکتیں اور اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور وہ نہ پیدا ہوا کیونکہ لڑکا اپنے باپ کی شکل ہوتا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا اس سے پہلے اور نہ مخلوق میں کوئی اس کا کفو ہے وہ بلند ہے

ابن الجوزی نے کتاب دفع شبه التشبيه لکھی اور اس میں حنابلہ کا رد کیا جو تجسیم کی طرف چلے گئے

وقد أثبت القاضى أبو يعلى صفات لله تعالى . فقال : قوله « شاب وأمرد وجعد وقطط والفراش والنعلان والتاج » ثبت ذلك تسمية لا نعقل معناها . ومن يثبت بالمنام وما صح نقله [هو] صفات : وقد عرفنا معنى

(٧) هكذا فى الاصل المحفوظ لدينا .

الشاب والأمرد . ثم يقول : ما هو كما نعلم كمن يقول قام فلان وما هو بقائم وقعد وما هو بقاعد . قال ابن عقيل : هذا الحديث نجزم بأنه كذب ، ثم لا تنفع ثقة الرواة اذا كان المتن مستحيلا ، وصار هذا كما لو أخبرنا جماعة من المعدلين بأن جمل البزاز دخل فى خرم ابرة الخياط ، فانه لا حكم لصدق الرواة مع استحالة خبرهم .

اور بے شک قاضی ابویعلی نے صفت الله کا اثبات کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ (الله) ایک بغیر داڑھی مونچھ والا جوان مرد تھا جس نے لباس اور جوتیاں پہن رکھیں تھیں اور تاج تھا اس نے اس کا اثبات کیا لیکن اس کے معنوں پر عقل نہیں دوڑائی .. اور ہم جانتے ہیں جوان اور امرد کا کیا مطلب ہے ... ابن عقیل کہتے ہیں یہ حدیث ہم جزم سے کہتے ہیں جھوٹ ہے پھر راوی کی ثقاہت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر متن میں ممکنات نہ ہوں

افسوس ابن جوزی حنبلی کے ڈیڑھ سو سال بعد انے والے ایک امام ، امام ابن تیمیہ نے کتاب بیان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية میں الله تعالی کو جوان اور گھنگھریالے بالوں والا جوان والی روایت پر لکھا کہ امام احمد کے نزدیک یہ صحیح ہیں

حدثني عبد الصمد بن يحيى الدهقان سمعت شاذان يقول أرسلت إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل أستأذنه في أن أحدث بحديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال رأيت ربي قال حدث به فقد حدث به العلماء قال الخلال أبنا الحسن بن ناصح قال حدثنا الأسود بن عامر

شاذان ثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ربه جعدًا قططا أمرد في حلة حمراء والصواب حلة خضراء
شاذان کہتے ہیں میں نے بھیجا امام احمد کی طرف اور پوچھا کہ وہ اس حدیث پر کیا حکم کرتے ہیں جو قتادہ عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کرتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا – امام احمد نے کہا اس کی روایت کرو کیونکہ اس کو علما نے روایت کیا ہے .... ابن عباس رضی الله عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا گھونگھر والے بالوں والا, بغیر داڑھی مونچھ والا جوان جس پر سرخ یا سبز لباس تھا
اسی کتاب میں رویہ الباری تعالی پر ابن تیمیہ کہتے ہیں

وأخبر أنه رآه في صورة شاب دونه ستر وقدميه في خضرة وأن هذه الرؤية هي المعارضة بالآية والمجاب عنها بما تقدم فيقتضي أنها رؤية عين كما في الحديث الصحيح المرفوع عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في صورة شاب أمرد له وفرة جعد قطط في روضة خضراء
اور رسول الله نے خبر دی کہ انہوں نے الله کو ایک مرد کی صورت دیکھا درمیان پردہ تھا اور اس کے قدموں پر سبزہ تھا اور اس خواب کی مخالفت آیات سے ہوتی ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے جو گزرا کہ یہ تقاضہ کرتا ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے آنکھ سے دیکھا جیسا کہ صحیح مرفوع حدیث میں ہے عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس کی سند سے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو ایک بغیر داڑھی مونچھ والا جوان مرد کی صورت ، بہت گھونگھر والے بالوں والا سبز باغ میں دیکھا
دوسری طرف ابن تیمیہ کے ہم عصر الذھبی دمشق ہی میں اپنی کتاب سیر الاعلام النبلاء میں شَاذَانُ أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ الشَّامِيّ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:
(2) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ.
وَهُوَ بِتَمَامِهِ فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَالسَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ – وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُمْ بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسْيَانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ:

قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ, وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْث.حماد بن سلمہ روایت کرتا ہے قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا یعنی نیند میں اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے جو خبر منکر ہے ہم الله سے اس پر سلامتی کا سوال کرتے ہیں دین میں نہ یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر اور اگر اس کے راوی غیر متہم ہوں تو بھی وہ نسیان خطا سے پاک نہیں اور پہلی خبر میں نے رب کو دیکھا جس میں نیند کی قید ہے اور بعض روایات میں ہے نبی نے کہا میں نے معراج پر رب کو دیکھا اس میں ظاہر حدیث سے احتجاج کیا گیا ہے

الذھبی اسی کتاب میں امام لیث بن سعد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

.وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: مَا أَدْرَكنَا أَحَداً يُفَسِّرُ هَذِه الأَحَادِيْثَ، وَنَحْنُ لاَ نُفَسِّرُهَا
قُلْتُ: قَدْ صَنَّفَ أَبُو عُبَيْدٍ (1) كِتَابَ (غَرِيْبِ الحَدِيْث) ، وَمَا تَعرَّضَ لأَخْبَارِ الصِّفَاتِ الإِلَهِيَّةِ .بِتَأْوِيلٍ أَبَداً، وَلاَ فَسَّرَ مِنْهَا شَيْئاً

اور ابو عبید نے کہا ہمیں کوئی نہیں ملا جو ان (صفات والی) احادیث کی تفسیر کرے اور ہم بھی نہیں کریں گے

میں الذھبی کہتا ہوں اس پر ابو عبید نے کتاب (غَرِيْبِ الحَدِيْث) تصنیف کی ہے انہوں نے اس میں صفات الھیہ کی کبھی بھی تاویل نہیں کی نہ ان میں کسی چیز کی تفسیر کی

اسی کتاب میں الذھبی محدث ابن خزیمہ کے لئے لکھتے ہیں

وَكِتَابُه فِي (التَّوحِيد) مُجَلَّدٌ كَبِيْرٌ، وَقَدْ تَأَوَّلَ فِي ذَلِكَ حَدِيْثَ الصُّورَة
فَلْيَعْذُر مَنْ تَأَوَّلَ بَعْضَ الصِّفَات، وَأَمَّا السَّلَفُ، فَمَا خَاضُوا فِي التَّأْوِيْل، بَلْ آمَنُوا وَكَفُّوا، وَفَوَّضُوا عِلمَ ذَلِكَ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِه

اور ان کی کتاب توحید ہے مجلد کبیر اور اس میں حدیث صورت کی تاویل ہے پس ان کو معاف کریں صفات کی تاویل کرنے پر اور جہاں تک سلف ہیں تو وہ تاویل میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ ان پر ایمان لائے اور رکے اور علم کو الله اور اس کے رسول سے منسوب کیا

الذھبی نے اس قسم کے اقوال کو بالکل قبول کرنے سے انکار کیا کہ سلف صفات الھیہ پر ایسا نہیں کہہ سکتے لیکن ابن تیمیہ نے بھر پور انداز میں جھمیہ پر کتاب میں ان تمام اقوال کو قبول کیا

کتاب سیر الاعلام النبلا میں ابن عقیل کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

قُلْتُ: قَدْ صَارَ الظَّاهِرُ الْيَوْمِ ظَاهِرَيْنِ: أَحَدُهُمَا حقّ، وَالثَّانِي بَاطل، فَالحَقّ أَنْ يَقُوْلَ: إِنَّهُ سميْع بَصِيْر، مُرِيْدٌ متكلّم، حَيّ عَليم، كُلّ شَيْء هَالك إِلاَّ وَجهَهُ، خلق آدَمَ بِيَده، وَكلَّم مُوْسَى تكليماً، وَاتَّخَذَ إِبْراهيْمَ خَلِيْلاً، وَأَمثَال ذَلكَ، فَنُمرّه عَلَى مَا جَاء، وَنَفهَمُ منْهُ دلاَلَةَ الخطَاب كَمَا يَليق به تَعَالَى، وَلاَ نَقُوْلُ: لَهُ تَأْوِيلٌ يُخَالفُ ذَلكَ. وَالظَّاهرُ الآخر وَهُوَ البَاطل، وَالضَّلاَل: أَنْ تَعتَقدَ قيَاس الغَائب عَلَى الشَّاهد، وَتُمَثِّلَ البَارِئ بِخلقه، تَعَالَى الله عَنْ ذَلكَ، بَلْ صفَاتُهُ كَذَاته، فَلاَ عدْلَ لَهُ، وَلاَ ضدَّ لَهُ، وَلاَ نَظير لَهُ، وَلاَ مثْل لَهُ، وَلاَ شبيهَ لَهُ، وَلَيْس كَمثله شَيْء، لاَ فِي ذَاته، وَلاَ فِي صفَاته، -. وَهَذَا أَمرٌ يَسْتَوِي فِيْه الفَقيْهُ وَالعَامِيّ – وَاللهُ أَعْلَمُ

میں کہتا ہوں: آج ہمارے ہاں ظاہر ہوئے ہیں ایک وہ ہیں جو حق ہیں اور دوسرے وہ جو باطل ہیں پس جو حق پر ہیں وہ کہتے ہیں کہ الله سننے والا دیکھنے والا ہے اور کلام کرنے والا ہے زندہ جاننے والا ہے ہر چیز ہلاک ہو گی سوائے اس کے وجھ کے اس نے آدم کو ہاتھ سے خلق کیا اور موسی سے کلام کیا اور ابراہیم کو دوست کیا اور اس طرح کی مثالیں پس ہم ان پر چلتے ہیں جو آئیں ہیں اور ان کا وہی مفہوم لیتے ہیں جو اللہ سے متعلق خطاب میں دلالت کرتا ہے

اور ظاہر ہوئے ہیں دوسرے جو باطل ہیں اور گمراہ ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں غائب کو شاہد پر قیاس کرتے ہیں اور الباری تعالی کو مخلوق سے تمثیل دیتے ہیں بلکہ اس کی صفات اسکی ذات ہیں پس اس کی ضد نہیں اس کی نظیر نہیں اس کے مثل نہیں اس کی شبیہ نہیں اس کے جیسی کوئی چیز نہیں نہ اس کی ذات جیسی نہ صفات جیسی اور یہ وہ امر ہے جو برابر ہے فقیہ اور عامی کے لئے واللہ اعلم

یہودیوں کی کتاب سلیمان کا گیت میں الفاظ ہیں

His head is purest gold; his locks are wavy and black as a raven.

اس کا سر خالص سونا ھے اور بالوں کا گھونگھر لہر دار ہے اور کالے ہیں کوے کی طرح

Song of Solomon

اس کتاب کو علماء یہود کتب مقدس کی سب سے اہم کتاب کہتے ہیں جو تصوف و سریت پر مبنی ہے اور عشق مجازی کے طرز پر لکھی گئی ہے

یاد رہے اس امت میں دجال ایک گھنگھریالے بالوں والا جوان ہو گا جو رب ہونے اور مومن ہونے کا دعوی کرے گا

اور کوئی اس خام خیالی میں نہ رہے کہ دجال کے نکلنے پر اس کی اتباع صرف یہودی ہی کریں گے بلکہ امام ابن عقیل حنبلی کتاب الفنون میں اپنے دور کے دجالوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے متبع مسلمانوں کا

كتاب الفنون

تأليف

أبي الوفاء علي بن عقيل بن محمد بن عقيل البغدادي الحنبلي

ابن عقيل

القسم الثاني

من مخطوطة باريس الوحيدة

قال حنبليّ : أسرع الناس تجنيسًا بالرجال المشبّهةُ الذين توهّموا وتمكّن في نفوسهم أنّ ربّهم على صورة آدميّ ، فلا ينكرونه بالصورة . ثمّ تظهر على يديه أفعال إلهيّة من إحياء ميّت ، وإنشاء سحاب في أثر جدب ، وإلى أمثال ذلك من الفتن ؛ فلا يبقى ما ينكرونه .

قال واحد منهم يكتّم ما في نفسه ، فزعًا من الصفع : فهو أعور . قال النبيّ صلّع : وإنّ ربّكم ليس بأعور .

قال له الحنبليّ ، يدلّ على أنّ الشيخ ، لو وجد الدجّال صحيح العينين ، دان له وعبده ، لتكامل سلامة الصورة : لقد خرج ما في نفسك من أنّك لا تمتنع من عبادته إلّا لعورة . والباري سبّح نفى الإلهيّة في المسيح وأمّه بقوله : ﴿ كَانَا يَأْكُلَانِ ٱلطَّعَامَ ﴾ . وإنّ هذا الذي اعتذرتَ به يوجب عليك عبادة عيسى ؛ لأنّه أحيا ميّتًا وليس بأعور .

لوگ چل دیے انہی المشبه کی طرح جنھیں وہم ہوا اور جنہوں نے اپنے دلوں میں یہ بات پس انہوں نے (صفت) صورہ کا انکار نہ بٹھائی کہ ان کا رب ایک آدمی کی صورت ہے کیا اور ان (دجالوں) کے ہاتھوں ظاہر ہوئے وہ افعال الہی جن میں مردوں کا زندہ کرنا ہے اور بادل کو اٹھانا ہے اور اسی طرح کے فتنے پس یہاں تک کہ کوئی نہ تھا جو ان کا انکار کرتا

ان میں سے ایک (ان دجالوں کی اتباع کرنے والے) نے کہا اور وہ جو اسکے دل میں تھا اس کو چھپایا اور پٹنے سے گھبرا کر بولا کہ وہ (اصل الدجال اکبر تو) کانا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے

اس سے حنبلی (ابن عقیل) نے کہا: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شیخ (اس دجال کا ساتھی) اگر دجال (اکبر) کو صحیح آنکھوں سے پائے تو اس کے پاس جائے گا اور اسکی عبادت کرے گا کہ اس کی صورت کامل ہے - پس تیرے دل میں جو تھا وہ نکل آیا ہے تو عبادت سے نہیں رکے گا الا یہ کہ وہ کانا ہو-اور اللہ سبحانہ و تعالی نے مسیح اور انکی ماں کی الوہیت کا انکار کیا یہ کہہ کر کہ وہ کھانا کھاتے تھے اور اگر یہی تیری معذرت ہے تو تیرے لئے واجب ہے کہ عیسی کی عبادت کر کیونکہ وہ مردے کو زندہ کرتا تھا اور کانا نہیں تھا

ابن عقیل کے شاگرد ابن الجوزی نے کتاب دفع شبہ التشبیہ لکھی اور اس کے مقدمہ میں اعتراف کیا کہ حنابلہ نے گمراہی کا راستہ اپنا لیا ہے کف افسوس ملتے ہوئے مقدمہ میں لکھتے ہیں

ورأيت من أصحابنا من تكلم فى الأصول بما لا يصلح .

وانتدب للتصنيف ثلاثة : أبو عبد الله بن حامد[٢] وصاحبه القاضى أبو يعلى[٣] وابن الزاغونى[٤] فصنفوا كتبا شانوا بها المذهب ، ورأيتهم قد نزلوا الى مرتبة العوام ، فحملوا الصفات على مقتضى الحس فسمعوا أن الله سبحانه وتعالى خلق آدم عليه الصلاة والسلام على صورته ، فأثبتوا له صورة .

ووجها زائدا على الذات ، وعينين وفما ولهوات وأضراسا ، وأضواء لوجهه هى السبحات ويدين وأصابع وكفا وخنصرا وابهاما وصدرا وفخذا وساقين ورجلين ، وقالوا ما سمعنا بذكر الرأس ، وقالوا يجوز أن يمس ويمس ويدنى العبد من ذاته . وقال بعضهم : ويتنفس ، ثم انهم يرضون العوام بقولهم : لا كما يعقل .

وقد أخذوا بالظاهر فى الأسماء والصفات ، فسموها بالصفات ، تسمية مبتدعة ، لا دليل لهم فى ذلك من النقل ولا من العقل ، ولم يلتفتوا الى النصوص الصارفة عن الظواهر الى المعانى الواجبة لله تعالى ، ولا الى الغاء ما توجبه الظواهر من سمات الحدث .

ولم يقنعوا بأن يقولوا : « صفة فعل » حتى قالوا « صفة ذات » ثم لما أثبتوا أنها صفات ، قالوا : لا نحملها على توجيه اللغة مثل « يد » على معنى نعمة وقدرة ، ولا « مجيىء واتيان » على معنى بر ولطف ولا « ساق » على شدة .

بل قالوا : نحملها على ظواهرها المتعارفة ، والظاهر : هو المعهود من نعوت الآدميين . والشىء انما يحمل على حقيقته اذا أمكن . فان صرف صارف حمل على المجاز ، ثم يتحرجون من التشبيه ويأنفون من اضافته اليهم ، ويقولون : نحن أهل السنة .

وكلامهم صريح فى التشبيه ، وقد تبعهم خلق من العوام . وقد نصحت التابع والمتبوع ، فقلت لهم : يا أصحابنا أنتم أصحاب نقل واتباع ، وامامكم الأكبر أحمد بن حنبل ــ رحمه الله تعالى ــ يقول وهو تحت السياط : كيف أقول ما لم يقل[٥] ؟ فاياكم أن تبتدعوا فى مذهبه ما ليس منه .

میں نے اپنے اصحاب (حنابلہ) کو دیکھا جو اصول میں ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو صحیح نہیں ہیں
أور إس میں تین تصانیف ہیں ابو عبد الله بن حامد کی اور ان کے صاحب قاضی ابو یعلی کی اور ابن الزغوانی کی پس انہوں نے ان کو اپنے مذھب کے مطابق تصنیف کیا اور میں نے دیکھا کہ یہ اپنے مرتبے سے گر کر عوام کی سطح پر آ گئے اور انہوں نے صفات باری تعالی کو اس محسوسات تک کا متقاضی کر دیا پس انہوں نے الله تعالی کو نام دیا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر خلق کیا پس الله کے لئے صورت کا اثبات کیا اور (ہمارے مخالفین نے کہا کہ الله) کا چہرہ ذات بر اضافہ ہے اور دو انکھیں ہیں اور منہ ... اور اس کے چہرہ کا نور کرنیں ہیں اور اس کے دو ہاتھ ہیں اور انگلیاں اور ہتھیلی اور چھنگلیا اور انگوٹھے اور سینہ اور ران اور پنڈلی اور دو پیر ہیں اور کہا انہوں نے کہ ہم نے اس کے سر کا نہیں سنا اور کہا یہ جائز ہے کہ اس کو چھوا جائے أور وہ بذات اپنے بندے کے پاس آئے اور ان میں سے بعض نے کہا وہ سانس لے پھر عوام ان کے اس اس قول سے راضی ہوئی نہ کہ عقل سے
اور انہوں نے اسماء و الصفات کو اس کے ظاہر پر لیا پس ان کو صفات کا نام دیا بدعتوں کی طرح ان کے پاس کوئی عقلی و نقل سے پہنچی دلیل نہیں تھی نہ انہوں نے نصوص کی طرف التفات کیا جن کا معانی الله کے لئے واجب ہے

.

.

.

.

أور یہ کلام صریح ألتشبیہ کا ہے جس میں خلق نے انکی اتباع کی ... جبکہ تہمارے سب سے بڑے امام احمد بن حنبل الله رحم کرے کہا کرتے تم کیسے کہہ دیتے ہو جو میں نے نہیں کہا پس خبردار ایسا کوئی مذھب نہ ایجاد کرو جو ان سے نہ ہو
اب اگلی صدیوں میں ابن تیمیہ ، امام ابن الجوزی کے کہے کو میٹ دیں گے اور الله کی صفات میں اس قدر الحاد کریں گے کہ اس کو رجل امرد تک کہہ دیں گے

کتاب أصول السنة، ومعه رياض الجنة بتخريج أصول السنة از ابن أبي زَمَنِين المالكي (المتوفى: 399هـ) کے مطابق

وَقَدْ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عُمَرَ بْنِ لُبَابَةَ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ أَحْمَدَ اَلْعتْبِي، عَنْ عِيسَى بْنِ دِينَار، عَنْ عبد الرحمن بْنِ اَلْقَاسِم أَنَّهُ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَد أَنْ يَصِفَ اَللَّهَ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِه نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَا يُشَبِّهُ يَدَيْه بِشَيْء، وَلَا وَجْهَهُ بِشَيْء، وَلَكِنْ يَقُولُ: لَهُ يَدَانِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَهُ وَجْهٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، يَقِفُ عِنْدَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِي اَلْكِتَابِ، فَإِنَّهُ

تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا مِثْلَ لَهُ وَلَا شَبِيهَ وَلَكِنْ هُوَ اَللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، وَيَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ كَمَا وَصَفَهَا: وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِكَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ قَالَ: وَكَانَ مَالِكٌ يُعَظِّمُ أَنْ يُحَدِّثَ أَحَدٌ بِهَذِهِ اَلْأَحَادِيثِ اَلَّتِي فِيهَا: أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ وَضَعَّفَهَا.

عبد الرحمن بن القاسم رحمہ اللہ (191 ھ) فرماتے ہیں کہ "کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ نے جو صفات قرآن میں بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کسی صفت سے اللہ کو متصف کرے،اللہ کے ہاتھ سے کسی کے ہاتھ کی مشابہت نہیں ہے،اور نا ہی اللہ کا چہرہ کسی سے مشابہت رکھتا ہے ،بلکہ کہا ہے :اس کے ہاتھ جیسا اس نے قرآن میں وصف کیا ہے اور اس کا چہرہ جیسا اس نے اپنے آپ کو وصف کیا ہے — کیونکہ اللہ کا ہاتھ اور اللہ کا چہرہ ویسے ہی ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے،نہ تو کوئی اللہ کا مثل ہے اور نہ ہی کوئی اللہ کی شبیہ ہے بلکہ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اور اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں جیسا کہ اس نے کتاب اللہ میں بیان کیا ہے .... اور امام مالک اس کو بہت بڑی بات جانتے تھے کہ جب کوئی وہ حدیثیں بیان کرتا جن میں ہے کہ أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور اس کی تضعیف کرتے

الغرض امام مالک مطلقا اس خلق آدم علی صورتہ کو قبول نہیں کرتے تھے اور وہ اس کو سنتے ہی رد کرتے تھے – امام احمد، امام اسحٰق ، امام بخاری امام مسلم اس کو صحیح سمجھتے تھے- بعض گمراہ لوگ اس سے اللہ تعالی کے لئے ایک مرد کی صورت ہونے کا استخراج کرتے اور شوافع اس کو کذب کہتے اور حنابلہ اس سے ساتھ ایک دوسری روایت سے اللہ تعالی کے لئے ایک مرد کی صورت ہونے کا عقیدہ رکھتے – آٹھویں صدی تک جا کراہل سنت میں (مثلا الذھبی) خلق آدم علی صورتہ والی روایت کی تاویل سے منع کر دیا گیا اور اللہ کے لئے کسی بھی تجسیم کا عقیدہ غلط قرار دیا جانے لگا

جونا گڑھی 30 : سورۃ الروم 38 میں ترجمہ کرتے ہیں

پس قرابت دار کو مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالٰی کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں ۔

صحيح البخاري: كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ (بَابُ قَوْلِهِ: {وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ}) صحیح بخاری: کتاب: قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں (باب: آیت ((وماقدرواالله حق قدره)) کی تفسیرمیں)
حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ . 4811 عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنْ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

حکم : صحیح

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا ، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمان نے بیان کیا ، ان سے منصور نے ، ان سے ابراہیم نخعی نے ، ان سے عبیدہ سلما نی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ علماءیہود میں سے ایک شخص رسول کر یم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد ! ہم تورات میں پاتے ہیںکہ اللہ تعا لی آسمانوںکو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر ، درختوں کو ایک انگلی پر ، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر ، پھرفرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں ۔ آنحضرت اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے ۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا ۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ۔ ” اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی اور حال یہ کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے ۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے ۔ “

جواب

اس روایت میں بہت اہم اور قابل غور باتیں ہیں

اول : الله تعالی روز محشر آسمانوں کو لپٹ کر دکھائے گا ہمارا اس پر ایمان ہے لیکن کیفیت کا علم نہیں اور نہ ہم اعضا کا اثبات کرتے ہیں لیکن ۲۰۰ ہجری میں یہ بات بعض محدثین میں مشہور ہو چلی تھی کہ الله کے لئے اعضا ہیں وہ اس آیت سے سیدھا ہاتھ ثابت کرتے تھے اور انگلیاں وغیرہ

دوم : توریت کے نبی صلی الله علیہ وسلم سے پہلے کے نسخہ بھی ہیں جن میں
Dead Sea Scrolls

بھی ہیں
پوری توریت میں ایسا کوئی کلام نہیں کہ الله تعالی آسمانوںکو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر ، درختوں کو ایک انگلی پر ، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر ، پھرفرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں

لہذا کسی نے یہود جو تجسیم کے قائل ہیں ان کے کندھے کو استعمال کیا ہے
تاکہ اس الزام سے بچا جا سکے کہ تجسیم یہود کا قول ہے

سوم : تجسیمی تفسیر مقاتل بن سُلَيْمَانَ البَلْخِيُّ أَبُو الحَسَنِ سے مسلمانوں میں آئی
وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله، هو أَحمد بن حنبل، يسأل عن مقاتل بن سليمان، فقال: كانت له كتب ينظر فيها، إلا أني أرى أنه كان له علم بالقرآن. «تاريخ بغداد» 161/13.
أبو بكر الأثرم: نے کہا میں نے امام احمد کو سنا ان سے مقاتل بن سلیمان پر سوال ہوا تو انہوں نے کہا اس کی کتابیں تھیں میں ان کو دیکھتا تھا بلاشبہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قرآن کا علم ہے
بعض محدثین کو اس کا کلام پسند آیا جن میں امام احمد بھی ہیں

چہارم : راقم کہتا ہے کہ توریت کے اس عالم میں کسی نسخہ میں یہ آیات دکھا دی جائیں ورنہ یہ اپ خود سوچیں جب مستشرقیں نے یہ سب پڑھا ہے تو وہ اسلام کے بارے میں کیا سوچیں گے ؟ ایک چیز ۱۱۰۰ سال سے مسلمان کہے جا رہے ہیں اور وہ سرے سے موجود ہی نہیں
یاد رہے کہ دنیا میں اب صرف یہود و نصرانی ہی نہیں ملحدین بھی ہیں جو توریت و انجیل کے عالم ہیں اور مغربی یونیورسٹیوں میں محقق ہیں اور یہ لوگ تعصب سے بری بھی ہوتے ہیں ایسا نہیں کہ ہر وقت اسلام دشمنی کی حالت میں رہیں سچ بھی کہہ رہے ہیں کہ اینجیل و توریت میں غلطیاں ہیں

پنجم : توریت کی جس خود ساختہ آیات کا اس میں ذکر ہے وہ قرآن کے متن میں ہے
بھی نہیں تو تصدیق بھی نہیں ہے

ششم : روایت میں ثقات ہیں اس لئے اس کو قبول کیا گیا ہے لیکن یہ حقیقت کے خلاف
ہے کہ توریت میں اس طرح کی آیات ہیں
لهذا راقم کے نزدیک یہ ثقہ کو غلطی ہوئی ہے
اس کو شبہ بھی ہوتا ہے
امام یحیی ابن معین کا نعیم بن حماد پر مشہور قول ہے کہ ان سے محمد بن علي بن
حمزة المروزي نے سوال کیا
.كيف يحدث ثقة بباطل؟ قال: شبه له
ثقہ باطل حدیث کیسے روایت کرتا ہے ؟ ابن معین نے کہا اس کو شبہ ہوتا ہے
میزان الاعتدال از الذھبی

اللہ تعالی کی انگلیاں

روایت بندے کا دل رحمان کی انگلیوں کے درمیان ہے پر سلف کیا کہتے تھے
جواب

امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں ج ٨ ص ٤٦٧ پر سُفْيَانَ بنَ عُيَيْنَةَ کے ترجمہ میں بتاتے ہیں

قَالَ أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بنُ نَصْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، وَجَعلتُ أُلِحُّ عَلَيْه، فَقَالَ: دَعْنِي أَتَنَفَّسُ.
فَقُلْتُ: كَيْفَ حَدِيْثُ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (إِنَّ اللهَ يَحْمِلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ) ؟
. وَحَدِيْثُ: (إِنَّ قُلُوْبَ العِبَادِ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ)
. وَحَدِيْثُ: (إِنَّ اللهَ يَعْجَبُ - أَوْ يَضْحَكُ - مِمَّنْ يَذْكُرُهُ فِي الأَسْوَاقِ)
فَقَالَ سُفْيَانُ: هِيَ كَمَا جَاءتْ، نُقِرُّ بِهَا، وَنُحَدِّثُ بِهَا بِلاَ كَيْفٍ
أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ کہتے ہیں مجھ سے نے روایت کیا کہ انہوں نے سفیان سے سوال کیا ... میں نے کہا یہ عبد اللہ کی حدیث کیسی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی آسمانوں کو انگلی پر اٹھا لے گا ؟ اور حدیث کہ بندوں کے دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو کے بیچ ہیں ؟ اور حدیث بلا شبہ اللہ تعجب کرتا یا ہنستا ہے .. جو بازاروں سے متعلق روایت ہے ؟ سفیان نے کہا یہ جیسی آئی ہیں ویسی ہی ہم ان کا اقرار کرتے ہیں اور ان کو بلا کیفیت روایت کرتے ہیں
امام الذھبی کتاب سیر میں أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بنُ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيُّ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ فِي كِتَاب (التبصِير فِي معَالِم الدِّيْنِ) .... قال عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (مَا مِنْ قَلْبٍ إِلاَّ وَهُوَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرحمن .
إِلَى أَنْ قَالَ: فَإِنَّ هَذِه المَعَانِي الَّتِي وُصفت وَنظَائِرهَا مِمَّا وَصَفَ اللهُ نَفْسهُ وَرَسُوْلُه مَا لاَ يَثْبَتُ حَقِيْقَةُ علْمه بِالفِكر وَالرويَّة، لاَ نُكَفِّرُ بِالجَهْل بِهَا أَحَداً إِلاَّ بَعْد انتهَائهَا إِلَيْهِ.
امام طبری نے کتاب التبصیر فِي معَالِم الدِّيْنِ میں کہا ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کوئی دل نہیں ہے جو رحمان کی دو انگلیوں کے بیچ میں نہ ہو ... یہاں تک کہ طبری نے کہا پس ان معانی اور مثالوں سے اللہ نے اپنے اپ کو اور اس کے رسول نے متصف

کیا ہے جس سے علم کی حقیقت کا اثبات نہیں ہوتا ...ہم جھل (لا علمی) کی بنا پر ان کا کفر نہیں کریں گے سوائے اس میں انتہا پسندی پر
یعنی سلف کا مذھب تھا کہ ان روایات کی نہ تاویل کرو نہ ان کا حقیقی معنی لیا جائے بس روایت کیا جائے اور کیفیت کی کھوج نہ کی جائے

کتاب السنہ از عبد اللہ کے مطابق

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: " نُسَلِّمُ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ كَمَا جَاءَتْ وَلَا نَقُولُ كَيْفَ كَذَا وَلَا لِمَ كَذَا، يَعْنِي مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَحْمِلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى أُصْبُعٍ، وَالْجِبَالَ عَلَى أُصْبُعٍ، وَحَدِيثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قَلْبُ ابْنِ آدَمَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ» وَنَحْوِهَا مِنَ الْأَحَادِيثِ "
وکیع بن جراح نےان احادیث پر کہا : ہم ان احادیث کو ویسے ہی قبول کرتے ہیں جیسے وہ حدیثیں آئیں ہیں ،اور ہم کبھی نہیں کہتے ہیں کی یہ کیسے ہے؟ اور یہ کیوں ہے؟ یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ اللہ تعالی آسمانوں کو اپنی انگلی پر اٹھا لیں گے اور پہاڑوں کو اور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابن آدم کا قلب رحمن کی انگلیوں کے درمیان ہے اور اس طرح کی احادیث

یعنی حدیث میں کیفیت اور معنی کی کھوج نہیں کی جائے گی- أسماء صفات کی کیفیت کے متعلق غور و خوض سے پرہیز کرنا چاہیے ،اللہ تعالی کا ارشاد ہے **{وَلا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا} [طه:110]** ترجمہ "مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا ،مزید اللہ کا ارشاد ہے **{وَلا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ} [البقرة:255]**ترجمہ "اور مخلوق اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر جتنا اللہ چاہے"۔ لیکن بعض حنابلہ اور اہل حدیث نے اس سے ظاہر مطلب لیا یہاں تک کہ دعوی کیا کہ اللہ تعالی کی انگلیاں ہیں- ابن عثميين كتاب القواعد المثلى في صفات الله وأسمائه الحسنى میں کہتے ہیں

توحید اسماء وصفات 123

[ان قلوب بنی آدم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمن کقلب واحد یصرفه حیث یشاء] ثم قال رسول الله ﷺ [اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك]

یعنی: تمام اولادِ آدم کے دل، قلبِ واحد کی طرح رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں، وہ انہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

سلفِ صالحین اہل السنۃ نے اس حدیث میں کوئی تاویل نہیں کی، بلکہ اس کے ظاہری معنیٰ ہی کو لیا ہے، اللہ تعالیٰ کی حقیقی انگلیاں ہیں ہم انہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اسی طرح ثابت کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ثابت فرمائیں۔ بندوں کے دلوں کا اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں

رب تعالی کی تین مٹھیوں میں ستر ہزار امتی والی روایت کیسی ہے ؟

جواب

اغلبا اپ کی مراد ابن ماجہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «وَعَدَنِي رَبِّي سُبْحَانَهُ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا، وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ»

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب پاک نے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار جنت میں داخل کرے گا نہ حساب ہو گا نہ عذاب ، میرے رب کی تین مٹھیاں

اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں

اس کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيَّ ہے جو ثقہ ہیں لیکن اس روایت کو هشام بن عمّار المقري نے بیان کیا ہے جو اختلاط کا شکار ہوئے یہاں تک کہ ابو داود کہتے ہیں ٤٠٠ احادیث بیان کیں جن کا اصل نہیں ہے

قال أبو داود وحدث بأرجح من أربعمائة حديث لا أصل لها

لهذا اس سند کو صحیح نہیں کہا جا سکتا

هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ المتوفی ٢٤٥ ھ امام بخاری کے شیخ ہیں اور بخاری نے صحیح میں ان سے دومقام پر روایت لی ہے اور دو مقام پر تحدیث کے الفاظ نقل نہیں کیے صرف کہا ہے قال ہشام اور پھر روایت بیان کی

ترمذی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الأَلْهَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ": "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

یہ طرق امام ترمذی کے مطابق حسن ہے اور حسن روایت پر عقیدہ نہیں رکھا جا سکتا

الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ بغداد کے ہیں اور ابن ابی شیبہ کوفہ عراق کے ہیں

محدثین کے نزدیک إسماعيل بن عياش اہل شام سے روایت بیان کریں تو لی جائے گی کیونکہ یہ بھی اختلاط کا شکار ہوئے

كتاب الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط از ابن العجمي کے مطابق

إسماعيل بن عياش لما كبر تغير حفظه وكثر الخطأ في حديثه
إسماعيل بن عياش جب بوڑھے ہوئے تو ان کے حافظہ میں تغیر آیا اور اپنی حدیث میں کثرت سے غلطیاں کیں

كتاب الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط کے محقق علاء الدين علي رضا، کہتے ہیں
ولكن حديثه عن غير الشاميين من العراقيين والحجازيين فقد وقع له اختلاط فيها
ان کی احادیث جو غیر شامیوں سے ہیں عراقییوں سے اور حجازیوں سے ان میں اختلاط ہے

لهذا یہ سند قابل قبول نہیں ہے

واضح رہے کہ ابن ماجہ کی سند میں إسماعيل بن عياش نے ہشام سے روایت کیا ہے جو شام کے ہیں لہذا بعض محققین کو اشتباہ ہوا اور انہوں نے اس طرح اس سند کو صحیح سمجھا ہے جبکہ یہ سند صحیح نہیں کیونکہ یہاں دونوں إسماعيل بن عياش اور ہشام بن عمار مختلط ہیں

اس کے علاوہ جن دیگر طرق سے یہ متن اتا ہے وہ مضبوط اسناد نہیں ہیں

مسند احمد کی حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے
حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِد، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ، وَأَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ» . فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ الْأَخْنَسِ السُّلَمِيُّ وَاللَّهِ مَا أُولَئِكَ فِي أُمَّتِكَ إِلَّا كَالذُّبَابِ الْأَصْهَبِ فِي الذِّبَّانِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَإِنَّ رَبِّي قَدْ وَعَدَنِي سَبْعِينَ أَلْفًا مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَزَادَنِي ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ» . قَالَ: فَمَا سَعَةُ حَوْضِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: «كَمَا بَيْنَ عَدَنَ إِلَى عُمَانَ وَأَوْسَعَ وَأَوْسَعَ» . يُشِيرُ بِيَدِهِ. قَالَ: «فِيهِ مَثْعَبَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ» . قَالَ: فَمَا حَوْضُكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَاءٌ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مَذَاقَةً مِنَ الْعَسَلِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا، وَلَمْ يَسْوَدَّ وَجْهُهُ أَبَدًا»
مسند حدیث نمبر (22156)
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بلاحساب کتاب جنت میں داخل فرمائے گا، یزید بن اخنس (رض) یہ سن کر کہنے لگے واللہ! یہ تو آپ کی امت میں سے صرف اتنے ہی لوگ ہوں گے جیسے مکھیوں میں سرخ مکھی ہوتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے ستر ہزار کا وعدہ اس طرح کیا ہے کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اس پر میرے لئے تین لپوں کا مزید اضافہ ہوگا،
یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی ! آپ کے حوض کی وسعت کتنی ہوگی ؟
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنی عدن اور عمان کے درمیان ہے اس سے بھی دوگنی جس میں سونے چاندی کے دو پرنالوں سے پانی گرتا ہوگا، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ! آپ کے حوض کا پانی کیسا ہوگا ؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ مہکتا ہوا جو شخص ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کے چہرے کا رنگ کبھی سیاہ نہ ہوگا

مسند احمد جو جناب احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ ہے اس میں اس روایت کے تحت عبد الله بن امام احمد نے لکھا ہے

وبهذا الإسناد، قال عبد الله: وجدت هذا الحديث في كتاب أبي بخطه وقد ضرب عليه، فظننت أنه قد ضرب عليه لأنه خطأ، إنما هو عن زيد عن أبي سلام عن أبي أمامة.
اور ان اسناد پر عبد الله بن احمد نے کہا میں نے یہ حدیث اپنے باپ کی تحریر میں پائی اور انہوں نے اس کو رد کیا ہوا تھا پس گمان ہے کہ انہوں نے اس میں غلطی دیکھی یہ تو زید عن أبي سلام عن أبي أمامة کی سند سے ہے

شعيب الأرنؤوط اس بات کو سمجھ نہ سکے اور مسند احمد میں اس قول کو اگلی حدیث کے ساتھ لکھ دیا جبکہ مسند احمد میں عبد الله کا یہ انداز رہا ہے کہ روایت کرنے کے بعد متن کے نیچے تبصرہ کرتے ہیں نہ کہ روایت بیان کرنے سے پہلے اس کی مثال موجود ہے

عصر حاضر کے بعض محدثین نے اس کو صحیح سمجھ لیا ہے جبکہ یہ صحیح روایت نہیں ہے – كتاب السنة از أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ) میں موجود ہے جس پر البانی کہتے ہیں

ثنا دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثنا صَفْوَانُ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ يزيد بْنَ الأَخْنَس قَالَ يَا رَسُولَ اللَّه فَمَا سَعَةُ حَوْضِكَ؟ قَالَ: "كَمَا بَيْنَ عَدَنٍ إِلَى عُمَانَ وَأَوْسَعُ وَأَوْسَعُ يُشِيرُ بِيَدِهِ فِيهِ مَثْعَبَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ" قَالَ فَمَا حَوْضُكَ؟ قَالَ: "أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا وَلَمْ يَسْوَدَّ وَجْهُهُ أَبَدًا".
،
یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی ! آپ کے حوض کی وسعت کتنی ہوگی ؟
نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جتنی عدن اور عمان کے درمیان ہے اس سے بھی دوگنی جس میں سونے چاندی کے دو پرنالوں سے پانی گرتا ہوگا، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ! آپ کے حوض کا پانی کیسا ہوگا ؟ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ مہکتا ہوا جو شخص ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کے چہرے کا رنگ کبھی سیاہ نہ ہوگا

729-

إسناده مضطرب رجاله ثقات غير أبي اليمان الهوزني واسمه عامر بن عبد الله بن لحي الحمصي لم يوثقه غير ابن حبان وقال ابن القطان: لا يعرف له حال وأشار إلى ذلك الذهبي بقوله: ما علمت له راويا سوى صفوان بن عمرو.

والحديث أخرجه ابن حبان من طريق محمد بن حرب حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ سليم بن عامر وأبي اليمان عن أبي اليمان الهوزني به.

كذا الأصل: وأبي اليمان عن أبي اليمان!

وأخرجه أحمد 5/250-251.

ثنا عصام بن خالد حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سليم بن عامر الجنائري وأبي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وقال عبد الله بن أحمد عقبه:

وجدت هذا الحديث في كتاب أبي بخط يده وقد ضرب عليه فظننت أنه قد ضرب عليه لأنه خطأ إنما هو عن زيد عَنْ أَبِي سَلَامٍ عَنْ أَبِي أمامة

وأقول: وأنا أظن أن الإمام أحمد إنما ضرب عليه لهذا الاضطراب الذي بينته وادعاء أن إسناده خطأ مما لا وجه له إذا علمنا أن رجاله ثقات ومجيئه من رواية أَبِي سَلامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لا ينافي أن يكون له إسناد آخر له كما هو الشأن في كثير من الأحاديث منها حديث الحوض هذا فإنه قد تقدم من حديث أنس وثوبان من طرق عنها فلا مانع أن يكون لحديث أبي أمامة أيضا طريقان أو أكثر على أني لم أقف الآن على رواية أبي سلام عنه

اس کی اسناد مضطرب ہیں البتہ رجال ثقہ ہیں سوائے ابی الیمان کے جس کا نام عامر بن عبد الله ہے اس کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے اور ابن القطان نے کہا ہے اس کے حال کا اتا پتا نہیں اور اس کی طرف الذھبی نے اشارہ کیا ہے کہا ہے میں نے جانتا کہ اس سے سوائے صفوان بن عمرو کے کسی نے روایت کیا ہو اور اس حدیث کی تخریج ابن حبان نے بھی کی ہے محمد بن حرب حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ سليم بن عامر وأبي اليمان عن أبي اليمان الهوزني کی سند سے اور اصل میں کہا ہے وأبي اليمان عن أبي اليمان اور جب احمد نے تخریج کی تو کہا

ثنا عصام بن خالد حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سليم بن عامر الجنائري وأبي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

اور عبد الله بن احمد نے اس کے عقب میں کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ کی تحریر میں پائی انہوں نے اس کو رد کیا پس گمان ہے کہ اس میں خطا ہے یہ روایت عن زید عَنْ أَبِي سَلَامٍ عَنْ أَبِي أمامة کی سند سے ہے

میں البانی کہتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ امام احمد نے اس روایت کو اضطراب کی بنا پر رد کیا جس کی وضاحت کی اور اسناد میں غلطی ہے جس کا اور کوئی وجہ نہیں جو ہمارے علم میں ہو کہ اس کے رجال ثقہ ہیں اور یہ روایت ابوسلام عن ابو امامہ کی سند سے ہے یہ منافی نہیں ہے کہ اس کی کوئی اور سند نہ ہو جیسا کہ بہت سی

احادیث میں ہے جن میں حدیث حوض بھی ہے پس یہ حوض والی حدیث انس اور ثوبان کے طرق سے ہے پس اس میں کچھ مانع نہیں ہے کہ ابو امامہ کی حدیث کے بھی دو طرق ہوں یا اس سے زیادہ -اس وقت مجھ کو نہیں پتا کہ ابو سلام والی سند کون سی ہے

راقم کہتا ہے

اس روایت کی سند میں اضطراب ہے کتاب کتاب السنة از ابو بکر بن ابی عاصم کے مطابق سند ہے
ثنا دُحَيْمٌ ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثنا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ
:عَنْ رسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
.”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ“
یہاں صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ ہے یعنی صفوان نے اس کو سلیم سے سنا انہوں نے ابو الیمان سے

یہی سند ابن حبان میں ہے
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ وعدني أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ"، فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ الْأَخْنَسِ السُّلَمِيُّ: وَاللَّهِ مَا أُولَئِكَ فِي أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا كَالذُّبَابِ الْأَصْهَبِ فِي الذِّبَّانِ, فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ رَبِّي قَدْ وَعَدَنِي سَبْعِينَ أَلْفًا مَعَ كل ألف سبعين ألفا وزادني حثيات"

ابن حبان میں ایک دوسری سند بھی ہے
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سلم حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي الْيَمَانِ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ يَزِيدَ بن الْأَخْنَسِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سَعَةُ حَوْضِكَ قَالَ: "مَا بَيْنَ عَدَنٍ إِلَى عَمَّانَ وَأَنَّ فِيهِ مَثْعَبَيْنِ من ذهب وفضة" قَالَ فَمَا مَاءُ حَوْضِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ: "أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مَذَاقَةً مِنَ الْعَسَلِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا يظمأ أبدا ولم يسود وجهه أبدا".

یہاں صفوان نے سلیم سے روایت کیا انہوں نے ابی الیمان سے اور انہوں نے ابی الیمان الھوزنی سے

یہ تو اسناد کا اضطراب ہوا جس کی بنا پر اغلبا امام احمد اس کو رد کرتے تھے

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ابو الیمان الھوزنی مجھول الحال ہے

أبو الحسن بن القطان: "لا يعرف له حال
ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" 6/ 326 وما رأيت فيه جرحاً،

یعنی اس راوی پر کوئی جرح نہیں کرتا

اس بنا پر ابن حبان اور عجلی بہت سوں کو ثقہ قرار دے دیتے ہیں جس پر ان دونوں کی توثیق مانی نہیں جاتی

البانی اور شعیب الأرنؤوط نے ابو سلام والی سند کی تحقیق نہیں کی جس کی طرف عبدالله بن احمد نے اشارہ کیا تھا – راقم کو یہ متن زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ کی سند سے مسند الشامیین میں ملا ہے أَبِي سَلَّامٍ کی سند سے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خُلَيْد، ثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ، أَنَّ قَيْسًا الْكِنْدِيَّ، حَدَّثَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ [الْأَنْمَارِيَّ] ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ رَبِّي وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، يَشْفَعُ كُلُّ أَلْفٍ لِسَبْعِينَ أَلْفًا، ثُمَّ يَحْثِي رَبِّي ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ بِكَفَّيْهِ» قَالَ قَيْسٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ بِأُذُنَايَ [بِأُذُنِيَّ] ووَعَاهُ قَلْبِي قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْتَوْعِبَ مُهَاجِرِي أُمَّتِي وَيُوَفِّي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَعْرَابِنَا»

اس روایت کی سند پر البانی نے کتاب السنہ میں بحث کی ہے اور حکم لگایا ہے
هذا الاختلاف يتوقف في الجزم بصحة هذا السند.
یہ سندوں کا اختلاف روکتا ہے کہ جزم کے ساتھ اس سند کی تصحیح کی جائے

الغرض مسند احمد کی سند میں اضطراب ہے اور راوی مجھول الحال ہے لہذا اس کو صحیح نہیں کہا جا سکتا

اللہ تعالی کا قدم

جواب

ہمارا رب جہنم پر اپنا قدم رکھے گا یہاں تک وہ کہے گی بس بس

يَضَعَ قَدَمَهُ فيهَا
یا
حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ
حَتَّى يَأْتِيهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَضَعَ قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتُزْوَى، فَتَقُولُ: قَدِي قَدِي
حَتَّى يَأْتِيهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَضَعُ قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتُزْوَى، فَتَقُولُ: قَدْنِي قَدْنِي،

والی روایت ابو ہریرہ اور أَبِي سَعِيد الْخُدْرِيِّ (حم) 11099 اور انس رضی الله عنہما سے مروی ہے کئی سندوں سے ہے – یہ سندا صحیح ہے- اگر یہ قول نبی ہے تو اس کی تاویل الله کو معلوم ہے

صحیح بخاری میں ہے
و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

خلیفہ، یزید بن زریع، سعید، قتادہ، حضرت انس (تیسری سند) معتمر، معتمر کے والد (سلیمان) قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ لوگ جہنم میں ڈالے جا رہے ہوں گے، اور جہنم کہتی جائے گی کہ اور کچھ باقی ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین اس میں اپنا پاؤں رکھ دیں گے تو اس کے بعض بعض سے مل کر سمٹ جائیں، پھر وہ کہے گی کہ بس بس، تیری عزت اور تیری بزرگی کی قسم، اور جنت میں جگہ باقی بچ جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالی اس کے لئے دوسری مخلوق پیدا کرے گا اور ان کو جنت کی بچی ہوئی جگہ میں ٹھہرائے گا۔

رَوَاهُ عَبْدُ الرّزَّاقِ فِي التَّفْسِيْرِ (239/ 2)، وَابْنُ أَبِي عَاصِم فِي السُّنَّة (485)، وَصَحَّحَهُ الأَلْبَانِيُّ فِي (7 /232) الظِّلَال (485). وَأَيْضًا صَحَّحَهُ الحَافِظُ ابْنُ رَجَب الحَنْبَلِيُّ فِي كتَابه (فَتْحُ البَارِي).
تفسير عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرّزَّاقِ 2960 – عَنْ مَعْمَر , عَن ابْنِ طَاوُس , عَنْ أَبِيه , عَن ابْنِ عَبَّاس , قَالَ: حَدَّثَهُ رَجُلٌ , حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ , هذا فَقَامَ رَجُلٌ فَانْتَفَضَ , فَقَالَ ابْنُ عَبَّاس: «مَا فَرَّقَ بَيْنَ هَؤُلَاء يُجِيدُونَ عِنْدَ مُحْكَمه , وَيَهْلكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهه»
طاؤس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حدیث ابو ہریرہ پر سوال کیا تو ایک اور شخص کھڑا ہوا ابن عباس نے کہا یہ تفرقہ میں کیوں پڑ گئے ان کو محکمات مل گئی ہیں اور یہ متشابہات سے ہلاک ہوئے

تفسیر ابن رجب میں ہے
فروى عبدُ الرزاقِ في "كتابه " عن معمر، عن ابنِ طاووسَ، عن أبيه.
قال: سمعتُ رجلاً يحدِّثُ ابنَ عباس بحديث أبي هريرة: "تحاجَّت الجنةُ والنارُ"، وفيه: "فلا تمتلئُ حتى يضع رِجْله " – أو قال: "قدمَهَ فيها
قال: فقامَ رجلٌ فانتفضَ، فقال ابنُ عباس: ما فرقُ هؤلاء، يجدونَ رقةً عند محكمه، ويهلكُون عند متشابهه.
وخرَّجه إسحاقُ بنُ راهويه في "مسنده " عن عبد الرزاق.
طاؤس نے کہا میں نے ایک رجل کو ابن عباس سے سوال کرتے سنا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کہ جنت و جہنم کا جھگڑا ہوا اور اس میں ہے یہ نہ بھرے گی یہاں تک کہ الله اس پر قدم رکھے تو ایک اور شخص کھڑا ہوا – ابن عباس نے کہا یہ کیونکہ اختلاف کرنے لگے ان کو محکمات لکھی ہو ملی ہیں اور یہ متشابہات پر لڑ رہے ہیں

راقم کو اس متن سے یہ روایت مسند اسحٰق میں نہیں ملی اور تفسیر عبد الرزاق میں واضح نہیں کون سی روایت تھی
البانی کی رائے میں یہ روایت آدم کو اللہ کی صورت خلق کرنے والی تھی جس پر ابن عباس نے جرح کی کیونکہ یہی وہ روایت ہے جو صرف ابو ہریرہ نے روایت کی ہے جبکہ قدم والی انس اور أَبِي سَعِيد الْخُدْرِيِّ سے بھی مروی ہے
بہر حال دونوں امکان موجود ہیں ان میں سے کوئی سی ایک ہو سکتی ہے

امام مالک اس قسم کی روایات کے خلاف تھے پنڈلی والی رویات کو بیان کرنے سے منع کرتے تھے

راقم کہتا ہے روایت متشابہات کے قبیل کی ہے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے
کوئی صفت کا عقیدہ اس پر نہ لیا جائے کہ ہم اپنے رب کو اعضا والا کہنے لگیں
——

البرهان في تبرئة أبو هريرة من البهتان از عبد الله بن عبد العزيز بن علي الناس کے مطابق
شیعوں نے بھی اس روایت کو تفسیر میں بیان کیا ہے
فإن هذا الحديث احتج به مشايخ الشيعة عند تفسيرهم لقوله تعالى: { يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ} [ق /30] من دون إنكار أو تكذيب لراوي هذا الحديث سواء كان راويه أبو هريرة
اس حدیث سے شیعہ کے مشایخ نے اپنی تفسیروں میں دلیل لی ہے کہ آیت کے تحت
اس کو بیان کیا ہے بغیر انکار کیے اور راوی کی تکذیب کیے اس حدیث میں

راقم کہتا ہے اس کا بعض حصہ تفسیر قمی میں ہے
وقوله (يوم نقول لجهنم هل امتلات وتقول هل من مزيد) قال هو استفهام لان الله وعد النار أن يملاها فتمتلي النار فيقول لها هل امتلات؟ وتقول هل من مزيد؟ على حد الاستفهام أي ليس في مزيد، قال فتقول الجنة يا رب وعدت النار ان تملاها ووعدتني ان تملاني فلم تملاني وقد ملات النار، قال فيخلق الله خلقا يومئذ يملا بهم الجنة
جنت کہے گی اے رب میں بھری نہیں اور جہنم بھر گئی ہے تو الله ایک مخلوق بنا کر
جنت کو بھرے گا
اس قسم کی کوئی روایت اہل تشیع کے مصادر میں نہیں ہے لیکن انہوں نے ابو ہریرہ
رضی الله عنہ کی روایت کے ایک حصہ سے دلیل لی ہے

روایت میں ہے
فأما النار فلا تمتلئ حتى يضع رجله قط قط
جہنم نہ بھر پائے گی حتی کہ ہمارا رب اس پر قدم رکھے گا تو یہ کہے گی بس بس

قرآن میں ہے
قال فالحقّ والحق أقول لأملأن جهنم منك وممن تبعك منهم أجمعين
الله نے کہا : پس حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں میں جہنم کو تجھ سے اور جو تیری
اتباع کریں گے ان سے بھر دوں گا

الله ہم کو اس جہنم سے بچا لے آمین یا رب العالمین

هَرْوَلَةً کیا صفت باری تعالی ہے ؟

جواب

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کہتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں جب وہ مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے میں اس سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ برابر قریب اتا ہے میں بھی اس سے بازو کے پھیلاو برابر قریب اتا ہوں اور اگر وہ چلتا آئے تو میں ڈگ بھرتا اتا ہوں

جواب

یہ مجاز ہے – زبان و ادب میں قربت کے لئے ان کا استعمال کیا جاتا ہے

نووی کہتے ہیں

أتيته هرولة، أي: صببت عليه الرحمة وسبقته بها ولم أحوجه إلى المشي الكثير في الوصول إلى المقصود

میں ڈگ بھرتا اتا ہوں یعنی اس پر رحمت ڈالتا ہوں اور اس میں سبقت کرتا ہوں اور اس میں بہت چلنے کی ضرورت نہیں مقصود کو وصول کرنے کے لئے
یعنی الله تعالی تو قادر ہیں عرش پر ہی سے فیصلہ کر دیں گے

کتاب الأسماء والصفات ل میں البیہقی لکھتے ہیں

إِنَّ قُرْبَ الْبَارِي مِنْ خَلْقه بِقُرْبِهِمْ إِلَيْه بِالْخُرُوجِ فيمَا أَوْجَبَهُ عَلَيْهِمْ، وَهَكَذَا الْقَوْلُ فِي الْهَرْوَلَة، إِمَّا يُخْبِرُ عَنْ سُرْعَة الْقَبول وَحَقيقَة الْإِقْبَال وَدَرَجَة الْوُصول
الْهَرْوَلَة ایسا ہی قول ہے کہ قبولیت کی سرعت ہے اور حقیقیت اقبال ہے اور وصول کا درجہ ہے
یعنی بیہقی نے بھی اس کو مجاز مانا ہے

لیکن بہت سے لوگوں نے اس سے صفت فعلی مراد لی ہے جو صحیح نہیں ہے

محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى : 1421هـ) سے سوال ہوا کہ سئل فضيلة الشيخ: عن صفة الهرولة؟ کیا الله کی صفت یعنی تیز چلنا ہے؟جواب دیا

صفة الهرولة ثابتة لله تعالى كما في الحديث الصحيح الذي رواه البخاري ومسلم عن أبي هريرة عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قال: «يقول: الله تعالى: أنا عند ظن عبدي بي» فذكر الحديث، وفيه: «وإن أتاني يمشي أتيته هرولة» ، وهذه الهرولة صفة من صفات أفعاله التي يجب علينا الإيمان بها من غير تكييف ولا تمثيل
تیز چلنا الله کی صفت ثابت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ الله نے کہا میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں پس حدیث ذکر کی جس میں ہے اور وہ میرے پاس چلتا ہوا اتا ہے تو میں ڈگ بھر کر اتا ہوں اور یہ ڈگ بھرنا صفات میں سے ایک فعلی صفت ہے جس پر ہمیں بغیر کیفیت اور تمثیل کے ایمان رکھنا چاہیے
کتاب بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار میں أبو بكر محمد بن أبي إسحاق بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري الحنفي (المتوفى: 380هـ) وضاحت کرتے ہیں

وَالَّذي اقْتَرَبَ منِّي ذرَاعًا بِالْإِخْلَاص هُوَ الَّذي أَقْتَربُ منْهُ بَاعًا بِالْجَذْب، وَمَنْ أَتَانِي مُشَاهدًا لِي هُوَ الَّذِي هَرْوَلْتُ إِلَيْهِ بِرَفْعِ أَسْتَارِ الْغُيُوبِ بَيْنِي وَبَيْنَهُ

اور جو میری قربت ایک بازو کے پھیلاو برابر لیتا ہے اخلاص سے .... جو تو اس کی طرف ھرولہ کرتا ہوں کہ اپنے اور اس کے درمیان سے غیوب کو ہٹا دیتا ہوں

یعنی محدث کلابازی نے اس کی تاویل کی اور مجاز کہا نہ کہ ظاہر مفھوم لیا

اللہ تعالی کی پنڈلی

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، فَيَبْقَى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا «رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا

سعید بن ابی ہلال روایت کرتا ہے زید بن اسلم سے وہ عطا سے وہ ابی سعید سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا انہوں نے فرمایا ہمارا رب اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا

قرآن میں آیت يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ [القلم: 42] جس روز پنڈلی کھل جائے گی - عربی زبان کے علماء کے مطابق یہ الفاظ شدت وقوعہ میں بولے جاتے ہیں کہ محشر میں سختی ہو گی- مصطفى البغاء تعلیق صحیح بخاری میں لکھتے ہیں

هذا الكلام عبارة عن شدة الأمر يوم القيامة للحساب والجزاء والعرب تقول لمن وقع في أمر يحتاج إلى اجتهاد ومعاناة شمر عن ساقه وتقول للحرب إذا اشتدت كشفت عن ساقها

یہ کلام عبارت ہے روز محشر کی شدت سے حساب اور جزا کی وجہ سے اور عرب ایسا کہتے ہیں اس کام کے لئے جس میں اجتہاد ہو… اور جنگ کے لئے کہتے ہیں جب یہ شدت اختیار کرے گی تو پنڈلی کھل جائے گی

لیکن بعض علماء نے اس روایت کو صحیح سمجھتے ہوئے پنڈلی کو اللہ کی صفت ذات بنا دیا

ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (المتوفى: 804هـ) نے کتاب التوضيح لشرح الجامع الصحيح میں لکھا

هذا يدل -والله أعلم- أن الله تعالى عرف المؤمنين على ألسنة الرسل يوم القيامة أو على ألسنة الملائكة المتلقين لهم بالبشرى، أن الله تعالى قد جعل لكم علامة تجليه لكم الساق

اور یہ دلیل ہے کہ و اللہ اعلم … کہ اللہ تعالی تمہارے لئے ایک علامت کرے گا کہ تجلی کرے گا پنڈلی کی

ابن جوزی اپنی کتاب دفع شبه ألتشبهة میں لکھتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے اس قسم کی روایات سے یہ نکالا کہ الله کی پنڈلی اس کی صفت ذات ہے

وقد ذهب القاضي أبو يعلى الى أن الساق صفة ذاتية . وقال : مثله يضع قدمه في النار . وحكي عن ابن مسعود قال : يكشف عن ساقه اليمنى ، فتضيء من نور ساقه الأرض .

اور قاضی ابویعلی نے مذهب لیا ہے کہ الساق یعنی پنڈلی الله کی صفت ذات ہے اور کہا اسی طرح وہ رب اپنا قدم جهنم پر رکھے گا اور ابن مسعود سے حکایت کیا گیا ہے کہا وہ سیدھی پنڈلی کو کھولے گا جس سے نور نکلے اور اور زمین روشن ہو جائے گی
یہاں تک کہ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

وَوَقَعَ فِي هَذَا الْمَوْضِع يَكْشِفُ رَبّنَا عَنْ سَاقه وَهُوَ مِنْ رِوَايَة سَعِيد بْن أَبِي هِلَال عَنْ زَيْد بْن أَسْلَمَ فَأَخْرَجَهَا الْإِسْمَاعِيلِيّ كَذَلِكَ ثُمّ قَالَ فِي قَوْله عَنْ سَاقه نَكِرَةٌ ثُمّ أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيق حَفْص بْن مَيْسَرَة عَنْ زَيْد بْن أَسْلَمَ بِلَفْظِ يُكْشَف عَنْ سَاق قَالَ الْإِسْمَاعِيلِيّ هَذِهِ أَصَحّ لِمُوَافَقَتِهَا لَفْظَ الْقُرْآن فِي الْجُمْلَة لَا يُظَنّ أَنّ اللَّه ذُو أَعْضَاء وَجَوَارِح لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ مُشَابَهَة الْمَخْلُوقِينَ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْء
اور صحیح بخاری میں اس مقام پر ہے يَكْشِفُ رَبّنَا عَنْ سَاقه کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کو کھولے گا اور یہ روایت ہے سعید بن ابی ہلال کی عن زید بن اسلم کی سند سے پس اس کی تخریج کی ہے الْإِسْمَاعِيلِيّ نے اسی طرح پھر کہا ہے اپنی پنڈلی پر یہ نَكِرَةٌ ہے پھر اس کی تخریج کی حَفْص بْن مَيْسَرَة عَنْ زَيْد بْن أَسْلَمَ کے طرق سے اور الفاظ ہیں يُكْشَف عَنْ سَاق اور الْإِسْمَاعِيلِيّ نے کہا یہ زیادہ صحیح ہے جو قرآن کی موافقت میں ہے فی جملہ - نا گمان کرو کہ الله أَعْضَاء وَجَوَارِح والا ہے کیونکہ یہ مخلوق سے مشابہت کا قول ہے الله تعالی اس سے بلند ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے
یعنی صحیح بخاری کی اس روایت کا متن صحیح نقل نہیں ہوا اس متن میں سعید بن ابی ہلال نے غلطی کی

العینی صحیح بخاری کی شرح میں اس باب باب یوم یکشف عن ساق میں کہتے ہیں

وهذا من باب الاستعارة، تقول العرب للرجل إذا وقع في أمر عظيم يحتاج فيه إلى اجتهاد ومعاناة ومقاساة للشدة

اور یہ کا باب الاستعارۃ پر ہے عرب اس شخص پر کہتے ہیں جب ایک امر عظیم واقعہ ہو کہ اس کے لئے اس امر میں اجتہاد و دکھ اور صبر کی شدت ہو گی
كتاب إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة میں ابن حجر العسقلاني سوال پر کہتے ہیں

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِه عَزَّ وَجَلَّ: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ [سورة: القلم، آية 42] قَالَ: يَوْمُ كَرْبٍ وَشِدَّةٍ ... الْحَدِيثُ مَوْقُوفٌ. كم فِي التَّفْسِيرِ: أنا أَبُو زَكَرِيَّا الْعَنْبَرِيُّ، ثنا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَبَّانِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الأُمَوِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّه بْنُ الْمُبَارَك، أنا أُسَامَةُ بْنُ زَيْد، عَنْهُ، بِه. وَفيه .قَوْلُهُ:[ص:577] إِذَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ، فَابْتَغُوهُ فِي الشِّعْرِ، فَإِنَّهُ دِيوَانُ الْعَرَبِ
ان سے سوال کیا اللہ تعالی کے قول يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ [سورة: القلم، آية 42] (جب پنڈلی کھل جائے گی) ابن حجر نے کہا یہ دن شدت و کرب کا ہے ... حدیث موقوف ہے تفسیر میں ہے قول کہ أنا أَبُو زَكَرِيَّا الْعَنْبَرِيُّ، ثنا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَبَّانِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الأُمَوِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّه بْنُ الْمُبَارَك، أنا أُسَامَةُ بْنُ زَيْد، عَنْهُ، بِه. وَفيه قَوْلُهُ: ..جب تم پر قرآن میں کوئی چیز مخفی ہو تو اس کو شعر میں دیکھو کیونکہ وہ عربوں کا دیوان ہے
یعنی الفاظ کا مفہوم لغت عرب میں دیکھنا سلف کا حکم تھا جو امام احمد اور المشبہ سے بھی پہلے کے ہیں

كتاب جامع الأصول في أحاديث الرسول میں ابن اثیر کہتے ہیں

يكشف عن ساقه) الساق في اللغة: الأمر الشديد، و (كشف الساق) مثل في شدة الأمر

پنڈلی کا کھلنا پنڈلی لغت میں امر شدید کے لئے ہے اور پنڈلی کا کھلنا مثال ہے امر کی سختی کا

افسوس امام مالک کی نصیحت بھلا دی گئی

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ – رَحِمَهُ اللَّهُ – عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ – رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيّة میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ الله کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی - تو امام مالک رحمہ الله نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

اللہ تعالی کا حقو

صحيح البخاري کی اس حدیث میں الفاظ تجسیم کی طرف مائل ہیں ؟

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَد، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَني مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّد، عَنْ سَعِيد بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ الخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَت الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ، قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ العَائِذِ بِكَ مِنَ القَطِيعَة، قَالَ: أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَك، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَك، قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَاك قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ
{فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ}

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معاویہ بن ابی مزرد نے بیان کیا، ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ داری) کھڑی ہوئی اور رحمن کا حقو پکڑا
اللہ تعالی نے اس سے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑ دوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالی نے فرمایا، پھر ایسا ہی ہو گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو «فهل عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

جواب

اس میں الفاظ کا فرق ہے بعض مقام پر الفاظ ہیں فتح الباری میں ہے
.وعند الطبري بحقوي الرحمن بالتثنية والحقو الإزار والخصر ومشدّ الإزار
حقو آزار کی جگہ ہے الخصر آزار باندھنے کی جگہ ہے

اردو میں ہم اس کو کولہا کہتے ہیں

قسطلانی نے کہا
قامت الرحم فأخذت بحقو الرحمن وهو استعارة
یہ استعارة ہے

قسطلانی نے إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں کہا
وقال القابسي أبي أبو زيد أن يقرأ لنا هذا الحرف لأشكاله وقال هو ثابت لكن مع تنزيه الله تعالى ويحتمل أن يكون على حذف أي قام ملك فتكلم على لسانها أو على طريق ضرب المثل والاستعارة
القابسی نے کہا کہ ان الفاظ پر اشکال ہے … سو ممکن ہے یہ فرشتہ ہو … یا یہ ضرب المثل والاستعارة ہے

وہابی عالم عبد الله بن محمد الغنيمان كتاب شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري میں کہتے ہیں
قلت: هذا على مذهب أهل التأويل المذموم، والصواب عدم حمل كلام الله ورسوله على الاصطلاحات الحادثة بعد مضي عصر الصحابة وأتباعهم؛ لأن الله – تعالى – ورسوله – صلى الله عليه وسلم – خاطب الناس بلغة العرب، والمخاطبون فهموا مراده، وما كانوا يفرقون بين الحقيقة والمجاز، وتقدمت الإشارة إلى ذلك.
یہ اہل تاویل کا مذموم مذہب ہے اور ٹھیک ہے کہ الله اور اس کے رسول نے جو کلام کیا اس میں وہ الاصطلاحات آئی ہیں جن پر ایک دور صحابہ اور تابعین گزرا کیونکہ الله اور اس کے رسول نے لوگوں سے بات کی عرب کی بلاغت میں اور جن سے بات ہوئی وہ حیقیت و مجاز کو جاننے والے ہیں

اسی کتاب میں ہے
قال ابن حامد: ومما يجب التصديق به: أن لله حقواً
حنبلی امام ابن حامد نے کہا اس کی تصدیق کی جائے گی کہ الله تعالی کا حقو ہے

إبطال التأويلات” 2/ 421 کے مطابق امام احمد اس کو ظاہر پر لیتے تھے
قال المروزي: قرأت على أبي عبد الله كتاباً، فمر فيه ذكر حديث أبي هريرة، عن النبي – صلى الله عليه وسلم -: ((إن الله خلق الرحم حتى إذا فرغ منها أخذت بحقو الرحمن)) فرفع المحدث رأسه، وقال: أخاف أن تكون كفرت. قال أبو عبد الله: هذا جهمي.
المروزي نے کہا میں نے سامنے امام احمد کے اس حدیث اس کو پڑھا اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ اس کا کفر کیا جائے گا – احمد نے کہا وہ جھمی ہے

غیر مقلد صدیق خان قنوجی کتاب قطف الثمر في بيان عقيدة أهل الأثر میں کہتے ہیں
الله کی صفات میں سے ہیں
ومن صفاته سبحانه: اليد (1) واليمين (2) والكف (3) والإصبع (4) والشمال (5) والقدم (6)
(10) والرجل (7) والوجه (8) والنفس (9) والعين
والنزول (1) والإتيان (2) والمجيء (3) والكلام (4) والقول (5) والساق (6) والحقو (7)
والجنب (8) والفوق (9) والاستواء (10) والقوة (11) والقرب (12) والبعد (1) والضحك (2)
والتعجب (3) والحب (4) والكره (5) والمقت (6) والرضا (7) والغضب (8) والسخط (9)
والعلم (10) والحياة (11) والقدرة (12) والإرادة (13) والمشيئة (14) والفوق (15) والمعية
(16) والفرح (17) إلى غير ذلك مما نطق به الكتاب والسنة. فأدلة ذلك مذكورة فيها

اس میں ٦ نمبر پر حقو بھی ہے- اس کتاب کو وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة
والإرشاد – المملكة العربية السعودية نے چھاپا ہے اور حاشیہ میں وضاحت کرتے ہیں
. (417 / 1) الحَقْوُ في اللغة: الإزار أو معْقدُه (القاموس المحيط 4 / 320) والنهاية
الحَقْوُ لغت میں آزار یا بیٹھنے کے حصہَ کو کہتے ہیں
اور صدیق خان کے بقول الله کا جنب پہلو بھی ہے گویا اس کا جسم کسی چیز کو چھو
رہا ہے

ابن جوزی نے ان علماء کا رد کیا جو اس سے صفت حقو کا اثبات کریں کتاب دفع شبه
التشبيه میں لکھا
قال ابن حامد (المجسم) : والمراد بالتعلق القرب والمماسة بالحقو كما روي أن الله تعالى يدني
إليه داود حتى يمس بعضه . قلت : قد طم القاضي أبو يعلى (المجسم) على هذا فقال : لا
على وجه الجارحة والتبعيض ، والرحم أخذه بها لا على وجه الجارحة والتبعيض ، والرحم
أخذه بها لا على وجه الاتصال والمماسة ، ثم نقض هذا التخليط وقال : في الخبر إضمار
تقديره ذو الرحم يأخذ بحقو الرحمن فحذف المضاف وأقام المضاف إليه مقامه ، قال : لان
الرحم لا يصح عليها التعلق فالمراد ذو الرحم يتعلق بالحقو . قلت : فقد زاد على التشبيه
التجسيم ، والكلام مع هؤلاء ضائع كما يقال لا عقل ولا قرآن ، وإذا تعلق ذو الرحم وهو
. جسم فبماذا يتعلق ؟ . نعوذ بالله من سوء الفهم
ابن حامد (المجسم) نے کہا قرب کے تعلق اور چھونے سے مراد کولہا ہے جیسا کہ روایت
کیا گیا ہے الله تعالی نے داود کا بعض چھوا- میں ابن جوزی کہتا ہوں قاضی ابو یعلی
(المجسم) پر یہ (ابن حامد کا قول) طاری ہو گیا اور اس نے کہا یہ ...رشتہ داری نے الله
سے اتصال (جڑنے) اور چھونے کے لئے کیا پھر اس نے سب ملا دیا اور کہا .. رشتہ داری
حقو سے متعلق ہوئی- میں ابن جوزی کہتا ہوں اس نے تشبیہ اور تجسم میں بڑھوتی ہی

کی ہے اور یہ بے کار کلام ہے جس میں نہ عقل ہے نہ قرآن ہے اور اگر یہ رشتہ داری سے متعلق ہے کیا وہ جسم ہے جو تعلق کرے؟ ان کے برے فہم سے الله کی پناہ

راقم سمجتا ہے یہ کوئی محاوراتی انداز ہے جو معدوم ہو گیا ہے اور ایسا ہے کہ حدیث میں بعض غریب الفاظ یا محاورے اتے ہیں جو معدوم ہو چکے ہیں - النهاية في غريب الحديث والأثر از ابن الأثير (المتوفى: 606هـ) میں یہ بات موجود ہے کہ یہ محاوراتی انداز تھا
وَالْأَصْلُ فِي الحَقْوِ مَعْقِد الإزَار، وجَمْعه أَحْقٍ وأَحْقَاء، ثُمَّ سُمِّي بِهِ الْإِزَارُ للمُجاورة. وَقَدْ تَكَرَّرَ فِي الْحَدِيث.
فَمِنَ الْأَصْلِ حَدِيثُ صِلَة الرَّحِم «قَالَ: قَامَت الرَّحِمُ فأخذَتْ بِحَقْو الرَّحْمَنِ» لمَّا جَعل الرَّحِم شَجْنَة مِنَ الرَّحْمنِ اسْتعَار لَهَا الاسْتِمْساك بِهِ، كَمَا يَسْتَمْسك القَرِيب بِقَرِيبه، والنَّسِيب بِنَسِيبه. والحَقْو فِيهِ مَجاز وتَمْثِيل. ومنه قولهم: عُذْتُ بحَقْو فُلان إِذَا اسْتَجرْتَ بِهِ واعْتَصَمت.

كتاب إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل از أبو عبد الله، محمد بن إبراهيم بن سعد الله بن جماعة الكناني الحموي الشافعي، بدر الدين (المتوفى: 733هـ) میں ہے
وَأما الْأَخْذ بالحقو فَظَاهره محَال على الله تَعَالَى
جس نی حقو کو ظاہر پر لیا تو یہ الله تعالی کے لئے محال ہے

اسی کتاب میں ہے
وَمن حمل الحَدِيث على ظَاهره الْمَعْرُوف فمردود
جس نے اس حدیث معروف ظاہر پر لیا تو وہ مراد مردود ہے

بیہقی جو مووِلہ میں سے ہیں كتاب الأسماء والصفات للبيهقي میں اس پر کہتے ہیں
الْحَقْوُ الْإِزَارُ، وَإِزَارُهُ عِزَّةٌ، بِمَعْنَى أَنَّهُ مَوْصُوفٌ بِالْعِزِّ،
فَلَاذَتِ الرَّحِمُ بِعِزِّهِ مِنَ الْقَطِيعَةِ وَعَاذَتْ بِهِ
رشتہ داری نے اللہ کی عزت کا واسطہ دیا

اللہ تعالیٰ کا نزول

ینزل ربنا عزوجل کل لیلة الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر فیقول:من یدعونی فاستجیب له من یسألنی فأعطیه،من یستغفرنی فأغفر له.

ہمارا رب ہر رات کو آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے یہاں تک کہ آخری تہائی رات رہتی ہے اور کہتا ہے کون ہے جو دعا کرے میں جواب دوں کون ہے جو سوال کرے میں عطا کروں کون ہے جو معافی مانگے دو میں بخش دوں
پلیز اس روایت کا کچھ وضاحت کردے
جزاک اللہ خیرا

جواب

یہ روایت صحیح ہے لیکن متشابہات میں سے ہے

امام بخاری نے اس روایت کو صحیح میں لکھا ہے اللہ مغفرت کرتا ہے لیکن اس پر کوئی رائے پیش نہیں کی

بعض محدثین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی نزول کرتے ہیں یعنی سات آسمان کے اوپر سے آسمان دنیا تک- اس میں ان کا اپس میں اختلاف تھا کہ اس عمل نزول میں عرش کیا خالی ہوتا ہے یا وہ بھی نزول کرتا ہے- اس بحث کا آغاز جھم بن صفوان کے رد سے ہوتا ہے – جھم بن صفوان ایک جاہل فلسفی تھا وہ بنو امیہ کے آخری دور میں عقیدہ رکھتا تھا کہ اللہ ایک انرجی نما شی ہے جو تمام کائنات میں سرایت کیے ہوئے ہے اس کا عقیدہ ہندو دھرم شکتی کے مماثل تھا – علماء نے اس کا رد کیا لیکن اس میں اس روایت کو پیش کیا کہ اللہ عرش پر ہے اور نزول کرتا ہے یعنی بائن من خلقه اپنی مخلوق سے جدا ہے اس میں سرایت کیے ہوئے نہیں ہے –

لیکن اس بحث میں اس روایت کی تفسیر میں سلف کا اختلاف بھی ہو گیا[23]

شعیب الارنوط ابن ماجہ کی شرح میں قول پیش کرتے ہیں
قال الحافظ ابن حجر في "الفتح" 3/ 30 وهو ينقل اختلاف أقوال الناس في معنى النزول: ومنهم من أجْراه على ما ورد مؤمناً به على طريق الإجمال منزها الله تعالى عن الكيفية والتشبيه، وهم جمهور السلف، ونقله البيهقي وغيره عن الأئمة الأربعة والسّفيانَين والحمّادَين والأوزاعي والليث وغيرهم ... ثم قال: قال البيهقي: وأسلمها الإيمان بلا كيف والسكوت عن المراد إلا أن يَرِدَ ذلك عن الصادق فيَصار إليه، ومن الدليل على ذلك اتفاقهم على أن التأويل المعيّن غير واجبٍ فحينئذ التفويضُ أسلمُ. اهـ وقال السندي: حقيقة النزول تُفوض إلى علم الله تعالى، نَعَم القَدْر المقصود بالإفهام يعرفه كل واحد، وهو أن ذلك الوقت قُرب الرحمة إلى العباد فلا ينبغي لهم إضاعتُه بالغفلة.
ابن حجر نے فتح الباری میں اس روایت پر لوگوں کا اختلاف نقل کیا ہے کہ اس میں نزول کا کیا مطلب ہے تو ان میں سے بعض نے اس پر اجرا کیا ہے کہ ایمان ہے نزول کی کیفیت و تشبہ پر جو جمہور سلف ہیں اور اس کو بیہقی نے چار ائمہ سے نقل کیا ہے سفیان ثوری ، ابن عیننہ، حماد بن سلمہ اور ابن زید سے اور اوزاعی اور لیث سے پھر بیہقی نے کہا اس کی .... تاویل کو تفویض کرتے ہیں

---

[23]

اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول کرتے ہیں یہ اہل تشیع کا بھی عقیدہ ہے – کتاب بحار الأنوار از محمد باقر المجلسی میں ہے
كتاب جعفر بن محمد بن شريح: عن جابر الجعفي قال: سمعت أبا بد الله عليه السلام يقول: إن الله تبارك وتعالى ينزل في الثلث الباقي من الليل إلى السماء الدنيا، فينادي هل من تائب يتوب فأتوب عليه ؟ وهل من مستغفر يستغفر فأغفر له ؟ وهل من داع يدعوني فأفك عنه ؟ وهل من مقتور يدعوني فأبسط له ؟ وهل من مظلوم ينصرني فأنصره ؟

الکافی از الکلینی میں باب الحركة والانتقال باب اللہ کی حرکت اور ایک منتقل ہونا میں ہے
علي بن محمد، عن سهل بن زياد، عن محمد بن عيسى قال: كتبت إلى أبي الحسن علي بن محمد عليهما السلام: جعلني الله فداك يا سيدي قد روي لنا: أن الله في موضع دون موضع على العرش استوى، وأنه ينزل كل ليلة في النصف الاخير من الليل إلى السماء الدنيا، وروي: أنه ينزل عشية عرفة ثم يرجع إلى موضعه، فقال بعض مواليك في ذلك: إذا كان في موضع دون موضع، فقد يلاقيه الهواء ويتكنف عليه والهواء جسم رقيق يتكنف على كل شئ بقدره، فكيف يتكنف عليه جل ثناؤه على هذا المثال؟ فوقع عليه السلام: علم ذلك عنده وهو المقدر له بما هو أحسن تقديرا واعلم أنه إذا كان في السماء الدنيا فهو كما هو على العرش، والاشياء كلها له سواء علما وقدرة وملكا وإحاطة. وعنه، عن محمد بن جعفر الكوفي، عن محمد بن عيسى مثله.
امام أبي الحسن علي بن محمد عليهما السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا اللہ تعالی نازل ہوتے ہیں؟ أبي الحسن علي بن محمد عليهما السلام نے کہا جان لو کہ جب وہ آسمان دنیا پر اتا ہے تو یہی اس کو عرش ہوتا ہے اور تمام اشیاء اسی کے لئے ہیں برابر ہے علم و یا قدرت یا ملکیت یا اس کا احاطہ کرنا

البیہقی نے اسماء و صفات میں اور کتاب : الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث میں اشاعرہ والا عقیدہ لیا ہے کہ اس میں صفات کو ظاہر پر نہیں لیا جائے گا ان کو متشابہات کہا جائے گا تاویل نہیں کی جائے گی کیونکہ بیہقی قاضی ابن الباقلانی سے متاثر تھے اور صفات میں اشاعرہ کا عقیدہ رکھتے تھے

سلف میں سے بعض کہتے ہیں وہ واقعی نزول کرتا ہے حتی کہ اس کا عرش خالی ہو جاتا ہے اس کو يخلو العرش عند النزول کا مسئلہ کہا جاتا ہے

محدث عثمان بن سعيد الدارمی السجستاني (المتوفى: 280هـ) (یہ سنن والے امام دارمی نہیں ہیں) الرد على الجهمية اس پر کہتے ہیں
فَالَّذِي يَقْدرُ عَلَى النُّزُول يَوْمَ الْقيَامَة منَ السَّمَوَات كُلِّهَا ليَفْصلَ بَيْنَ عبَاده قَادرٌ أَنْ يَنْزِلَ كُلَّ لَيْلَة منْ سَمَاء إلَى سَمَاء
پس الله تعالی قادر ہیں کہ روز محشر تمام آسمانوں میں سے نزول کریں کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں وہ قادر ہیں کہ ہر رات ایک آسمان سے دوسرے آسمان نزول کریں
دارمی کی شرح میں کیفیت ا گئی ہے جس سے امام مالک اور ابو حنیفہ منع کرتے تھے حشر کے وقت سات آسمان بدل چکے ہوں گے

دارمی نے دلیل میں آیت پیش کی سورہ بقرہ میں ہے
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ
کیا یہ دیکھنا چاہتے ہیں سوائے اس کے کہ الله بادلوں کے سائے میں سے آئے اور فرشتے
اس متشابہ آیت سے الدارمی نے جھم کا رد کیا کہ الله تعالی ایک آسمان سے دوسرے آسمان میں نزول کرتا ہے یعنی تاویل و تفسیر کی جس سے منع کیا گیا تھا

الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کتاب الشريعة میں کہتے ہیں
وَلَا يَسَعُ الْمُسْلِمُ الْعَاقلُ أَنْ يَقُولَ: كَيْفَ يَنْزِلُ؟ وَلَا يَرُدُّ هَذَا إِلَّا الْمُعْتَزِلَةُ وَأَمَّا أَهْلُ الْحَقِّ فَيَقُولُونَ: الْإِيمَانُ بِه وَاجِبٌ بِلَا كَيْف
اور میں نے کسی مسلم سے نہیں سنا کہ کہے الله کیسے نزول کرتا ہے ؟ اور اس نزول کا کوئی رد نہیں کرتا سوائے الْمُعْتَزِلَةُ کے اور اہل حق کہتے ہیں اس پر ایمان واجب ہے بغیر کیفیت کے
نزول پر الله کا عرش خالی نہیں ہوتا اس قول کو امام احمد سے منسوب کیا گیا ہے اس کو ابن تیمیہ نے فتاوی میں قبول کیا ہے
القاضي أبو يعلى ، إبطال التأويلات (261/1): “وقد قال أحمد في رسالته إلى مسدد: إن الله

عز وجل ينزل في كل ليلة إلى السماء الدنيا ولا يخلو من العرش. فقد صرح أحمد بالقول إن العرش لا يخلو منه

امام الذهبی نے اس پر کتاب العرش لکھی- اس کے محقق محمد بن خليفة بن علي التميمي نے لکھا ہے
هل يخلو العرش منه حال نزوله لأهل السنة في المسألة ثلاثة أقوال: القول الأول: ينزل ويخلو منه العرش . وهو قول طائفة من أهل الحديث . القول الثاني: ينزل ولا يخلو منه العرش3.
وهو قول جمهور أهل الحديث4 ومنهم الإمام أحمد، وإسحاق بن راهويه، وحماد بن زيد، وعثمان ابن سعيد الدارمي وغيرهم . القول الثالث: نثبت نزولاً، ولا نعقل معناه هل هو .بزوال أو بغير زوال
وهذا قول ابن بطة والحافظ عبد الغني المقدسي وغيرهما
نزول پر عرش خالی ہونے پر اہل سنت کے تین قول ہیں پہلا قول ہے یہ خالی ہو جاتا ہے یہ اہل حدیث کے ایک گروہ کا قول ہے دوسرا ہے نہیں ہوتا یہ جمہور اہل حدیث ہیں جن میں احمد اسحاق حماد اور عثمان دارمی ہیں تیسرا قول ہے نزول کا اثبات ہے لیکن یا زوال ہے یا نہیں اس کا تعقل نہیں یہ ابن بطہ اور المقدسی اور دوسروں کا قول ہے
المقدسی کی کتاب الاقتصاد في الاعتقاد میں لکھا ہے کہ امام إسحاق بن راهويه نے کہا
ومن قال يخلو العرش عند النزول أو لا يخلو فقد أتى بقول مبتدع ورأى مخترع
جس نے کہا عرش خالی ہو گیا یا کہا نہیں ہوا وہ بدعتی کی اور اختراع کرنے والے کی رائے پر آیا
إسحاق بن راهويه کے بقول جو یہ کہے عرش خالی نہیں ہوا وہ بھی بدعتی ہے

یہ امام احمد اور امام إسحاق بن راهويه کا اختلاف ہے

الغرض یہ روایت متشابہ ہے ان کی تاویل و تفسیر منع ہے- لہذا اس کو دلیل میں نہیں پیش کیا جانا چاہیے تھا لیکن محدثین نے اس کو پیش کیا پھر کہا اس میں کیفیت کا علم نہیں -جب اپ کو اس روایت کا صحیح علم نہیں تو اس پر بحث و مباحثہ کی ضرورت کیا تھی – یہ الگ بحث ہے جهم کا عقیدہ صحیح نہیں تھا

ابن مندہ کی رائے
یہ قول کہ عرش خالی ہو جاتا ہے أبن منده کا ہے اور ابن تیمیہ نے اس کی نسبت کا انکار کیا ہے لیکن انہوں نے ابن منده کی کتب کو صحیح طرح دیکھا نہیں طبقات حنابلہ کی ایک روایت پر جرح کر کے اس قول کی نسبت ابن منده سے رد کی ہے

أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَنْدَه العبدي (المتوفى: 395هـ) عرش خالی ہونے کا عقیدہ اپنی کتاب الرد على الجهمية میں ایک روایت سے پیش کرتے ہیں
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سَهْلٍ الدَّبَّاسُ، بِمَكَّةَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْخرقِيُّ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا مَحْفُوظٌ، عَنْ أَبِي تَوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ يَنْزِلُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، وَلَهُ فِي كُلِّ سَمَاءٍ كُرْسِيٌّ، فَإِذَا نَزَلَ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا جَلَسَ عَلَى كُرْسِيِّهِ، ثُمَّ مَدَّ سَاعِدَيْهِ» ، فَيَقُولُ: «مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ غَيْرَ عَادِمٍ وَلَا ظَلُومٍ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَتُوبُ فَأَتُوبَ عَلَيْهِ» . فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ ارْتَفَعَ فَجَلَسَ عَلَى كُرْسِيِّهِ هَكَذَا [ص:43] رَوَاهُ الْخرقِيُّ، عَنْ مَحْفُوظٍ، عَنْ أَبِي تَوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَلَهُ أَصْلٌ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلٌ
ابن مسیب نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول کرتے ہیں اور ان کے لئے ہر آسمان پر کرسی ہے یہاں تک کہ جب آسمان دنیا پر اتے ہیں اپنی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں ... اس کو الخرقی نے محفوظ سے ... روایت کیا ہے اور اس کا اصل ہے یہ سعید بن المسیب سے مرسل ہے
اپ نے دیکھا روایت کا اصل ہے ؟ ابن مندہ نے روایت کا رد نہیں کیا اور اللہ تعالی کو کرسی پر بٹھا دیا ہے کیونکہ عرش تو ایک ہی ہے کرسی ہر آسمان پر ہے اب اگر وہ کرسی پر ا گیا تو تقینا عرش خالی ہو گیا

راقم کے نزدیک یہ وہ قول ہے جس کی بنا پر محدث ابن مندہ پر لوگوں نے جرح کی ہے اور ابن تیمیہ سے تسامح ہوا انہوں نے بنیادی ماخذ نہیں دیکھا

کتاب فتح الباری از ابن حجر میں ہے

وَقَد اخْتُلَفَ فِي مَعْنَى النُّزُول عَلَى أَقْوَال فَمِنْهُمْ مَنْ حَمَلَهُ عَلَى ظَاهِرِه وَحَقِيقَته وَهُمُ الْمُشَبِّهَةُ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ قَوْلِهِمْ
اور نزول کے معنی میں اختلاف ہے پس اس میں بعض نے اس کو ظاہر پر لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حقیقی نزول ہے اور یہ اس قول میں الْمُشَبِّهَةُ پر ہیں
وہابی عالم ابن العثیمین شرح العقيدة الواسطية ج ۲ ص ۱۳ میں کہتے ہیں

قوله: "ينزل ربنا إلى السماء الدنيا": نزوله تعالى حقيقي .... أن كل شيء كان الضَّمير يعود فيه إلى الله؛ فهو ينسب إليه حقيقة
حدیث میں قول ہمارا رب نازل ہوتا ہے تو یہ نزول حقیقی ہے .... ہر وہ چیز جس میں ضمیر اللہ کی طرف پلٹ رہی ہو اس کو حقیقیت لیا جائے گا
عبد الکبیر محسن کتاب توفیق الباری شرح صحیح البخاری جلد دوم میں لکھتے ہیں

الی سماء الدنیا) اللہ تعالی کے لئے جہتِ علو کے قائلین اس سے استدلال کرتے ہیں۔ نزول سے مراد میں

اختلاف ہے، بعض نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے اور اسے حقیقی نزول قرار دیا ہے یہ مشبہہ کا قول ہے، بعض نے اس معنی پر مشتمل تمام احادیث کی صحت کا انکار کیا ہے یہ خوارج اور معتزلہ ہیں جبکہ جمہور سلف نے اس سلسلہ میں جو وارد ہے اس پر اجمالاً ایمان لاتے ہوئے اللہ تعالی کو کیف اور تشبیہ سے منزہ قرار دیتے ہوئے اثباتِ نزول کا موقف اختیار کیا ہے بیہقی کے مطابق یہی مسلک ائمہ اربعہ۔ دونوں سفیان، دونوں حماد، اُوزاعی اور لیث وغیرہ کا ہے بعض نے اس امر کی اس طریقہ سے تاویل کی ہے جو لغتِ عرب میں مستعمل ہے لیکن کچھ نے ایسی تاویل بھی کی ہے جو دراصل تحریف بن گئی۔ بعض نے اس سلسلہ میں وارد امور میں کچھ کی لغت عرب میں موجود و مستعمل نظائر کے مطابق تاویلِ قریب کی ہے اور کچھ امور کو اللہ تعالی کی طرف سونپ دیا ہے (یعنی ان پر ایمان مجمل لاتے ہوئے کیف کا مسئلہ اللہ عز و جل پر چھوڑ دیا ہے) امام مالک سے یہ منقول ہے۔ متاخرین میں سے ابن دقیق العید نے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ بیہقی کہتے ہیں سب سے محفوظ موقف یہی ہے کہ اس پر بلا کیف ایمان لایا جائے اور مراد حقیقی کے بیان سے سکوت اختیار کیا جائے۔ کیونکہ کوئی معین تاویل ان کے خیال میں واجب نہیں ہے لہذا سکوت اور تفویض (يعني الله أعلم بمراده) ہی بہترین اور راست موقف ہے چنانچہ تاویلاتِ غیر فاسدہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کے افعال کا نزول ہے نہ کہ ذات کا۔ اس سے مراد ایک فرشتہ کا نزول ہے جو اس کا امر و نہی لے کر نازل ہوتا ہے پھر جس طرح اجسام کا نزول ہوتا ہے اسی طرح معانی کا نزول بھی ہے اگر اسے نزولِ حسی مراد لیں تو یہ اس فرشتہ کا نزول ہے جو اس غرض سے مبعوث کیا جاتا ہے اور اگر نزولِ معنوی قرار دیں تو یہ ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف نزول ہے (فهي عربية صحيحة) یعنی عربی زبان میں اس کی گنجائش ہے۔ اس تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ (بأن المعنى ينزل أمره أو ينزل الملك بأمره) انہی تاویلات غیر فاسدہ میں سے (اور جو عربی زبان کی بلاغت کے قواعد سے مطابقت رکھتی ہیں) یہ بھی ہے کہ یہ ایک استعارہ ہے اس کا مفہوم دعاء کرنے والوں کے ساتھ لطف و مہربانی کا سلوک اور ان کی دعاؤں کی قبولیت ہے جس طرح کسی رحمدل و نیک بادشاہ کی بابت کہا جائے کہ وہ فقراء اور محتاجین کے قریب ہے (نزل بقربهم) تو اس سے مراد اس کی ان کے ساتھ مہربانی

کتاب سیر الاعلام النبلاء از امام الذھبی کے مطابق السَّمْعَانِيُّ أَبُو سَعْدِ نے کہا

وَكَانَ كُوتَاهُ يَقُوْلُ: النُّزُولُ بِالذَّات، فَأَنْكَرَ إِسْمَاعِيْلُ هَذَا، وَأَمرَهُ بِالرّجُوْعِ عَنْهُ، فَمَا فَعلَ
مُحدِّثُ أَصْبَهَانَ كُوْتَاه عَبْدُ الجَلِيْلِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الوَاحد کہتے کہ اللہ تعالی بذات نزول کرتا ہے اس کا إِسْمَاعِيْلَ بنِ مُحَمَّدٍ الحَافِظ نے انکار کیا اور كُوْتَاه کواس سے رجوع کا حکم کیا لیکن كُوْتَاه عَبْدُ الجَلِيْلِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الوَاحد نے یہ نہ کیا
اس کے بعد الذھبی کہتے ہیں

وَمَسْأَلَةُ النَّزول فَالإِيْمَانُ به وَاجِبٌ، وَتَرْكُ الخوض فِي لوازمه أَوْلَى، وَهُوَ سَبِيْلُ السَّلَف، فَمَا قَالَ هَذَا: نُزُولُهُ بِذَاته، إِلاَّ إِرغَاماً لِمَنْ تَأَوَّلَهُ، وَقَالَ: نُزولُهُ إِلَى السَّمَاءِ بِالعِلْمِ فَقَطْ، نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ

.المِرَاء فِي الدِّينِ
وَكَذَا قَوْلُهُ: {وَجَاءَ رَبُّكَ} [الفجر: 22] ، وَنَحْوُهُ، فَنَقُوْلُ: جَاءَ، وَيَنْزِلُ وَنَنهَى عَنِ القَوْلِ: يَنْزِلُ بِذَاتِه، كَمَا لاَ نَقُوْلُ: يَنْزِلُ بعِلْمه، بَلْ نَسكتُ، وَلاَ نَتفَاصَحُ عَلَى الرَّسُولِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِعبَارَاتٍ مُبْتَدَعَة – وَاللهُ أَعْلَمُ

اور نزول کا مسئلہ پر ایمان واجب ہے اور اس کو ترک کرنا بنیادی لوازم میں جھگڑا ہے اور یہ سلف کا رستہ ہے اور اس کا کہنا نزول بذاتہ ہے تو یہ سوائے تاویل کے کچھ نہیں ہے اور کہا آسمان میں اپنے علم سے نزول کرتا ہے فقط تو (اس پر بھی) ہم الله سے پناہ مانگتے ہیں کہ دین میں جھگڑے کریں اور اسی طرح الله کا قول ہے {وَجَاءَ رَبُّكَ} [الفجر: 22] کہ تمہارا رب آئے گا اور اسی طرح کی آیات وہ آئے گا نازل ہو گا اور اس قول سے منع کیا گیا کہ (کہو) يَنْزِلُ بِذَاته بذات نزول کرتا ہے اسی طرح ہم نہیں کہیں گے کہ اپنے علم سے نزول کرے گا بلکہ چپ رہیں گے
یعنی امام الذھبی نے نزول کو متشابہ مانا ہے نزول بذات یا نزول بعلم دونوں اقوال سے منع کیا ہے

زمین پر ہر وقت کسی نہ کسی مقام پر رات کا آخری تیسرا پہر ہوتا ہے لہذا ایک رائے یہ ہے کہ ادبی انداز ہے کہ الله کی رحمت ہر وقت ہے لہذا اس روایت کا مطلب ظاہر پر نہیں ہے یہ مجاز ہے- اغلبا محدثین یہ سمجھتے تھے کہ اگر رات ہوئی تو اس وقت تمام عالم پر رات ہے کہیں دن نہیں ہے وہ اس سے بے خبر تھے کہ زمین گول ہونے کی وجہ سے اس پر ہر وقت کہیں رات ہوتی ہے اس لا علمی کی وجہ سے عصر حاضر کے بہت سے علماء اس کے انکاری ہیں کہ زمین گول ہے

اگر یہ مان لیا جائے کہ الله تعالی حقیقی نزول کرتے ہیں اور اس میں عرش خالی بھی نہیں ہوتا تو یہ ماننا بھی لازم ہو گا کہ عرش سے لے کر سات آسمان تک تمام ذات الباری تعالی میں حلول کر جاتے ہیں

وہابی عالم ابن العثیمین کہتے ہیں

... إزالة الستار ... عن ...
الجواب المختار
لهداية المحتار
مسائل متعددة في العقيدة تمس الواقع
أجاب عليها فضيلة الشيخ
محمد بن صالح العثيمين
عضو هيئة كبار العلماء
والأستاذ المشارك بجامعة
الإمام محمد بن سعود الإسلامية
وإمام وخطيب الجامع الكبير
بعنيزة

الثلث الآخر من الليل تحقق عندهم النزول الإلهي، وقلنا لهم هذا وقت نزول الله تعالى بالنسبة إليكم ومن لم يكونوا في الوقت فليس ثم نزول الله تعالى بالنسبة إليهم، والنبي ﷺ حدد نزول الله تعالى إلى السماء الدنيا بوقت خاص، فمتى كان ذلك الوقت كان النزول ومتى انتهى انتهى النزول، وليس في ذلك أي إشكال وهذا وإن كان الذهن قد لا يتصوره بالنسبة إلى نزول المخلوق، لكن نزول الله تعالى ليس كنزول خلقه حتى يقاس به ويجعل ما كان مستحيلا بالنسبة إلى المخلوق مستحيلا بالنسبة إلى الخالق .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کو محدود کیا ہے جب آسمان دنیا پر اللہ کا نزول ہوتا ہے بوقت خاص پس جب یہ وقت ہو گا اس کا نزول ہو گا اور جب ختم ہو گا نزول ختم ہو گا اور اس میں کوئی اشکال نہیں

شاید اس کو سن کر بعض لوگ مطمئن ہو جائیں راقم کو یہ خوب زمین کی ہیت سے انکار معلوم ہوتا ہے کہ زمین گول نہیں ہے! جبکہ قرآن کہتا ہے زمین گول ہے اور آسمان اس کے گرد ہے

اسی کتاب میں وہابی عالم ابن العثیمین کہتے ہیں

وهذه النصوص في إثبات الفعل والمجيء والاستواء والنزول إلى السماء الدنيا إن كانت تسلتزم الحركة لله، فالحركة له حق ثابت بمقتضى هذه النصوص ولازمها، وإن كنا لا نعقل كيفية هذه الحركة، ولهذا أجاب الإمام مالك من سأله عن

اور یہ نصوص جو اثبات فعل اور انے اور استواء اور نزول آسمان دنیا پر ہیں ، لازم کرتے ہیں کہ اللہ حرکت کرتے ہیں پس ان کے لئے حرکت حق ہے، ثابت ہے جو متقاضی ہے ان نصوص کی وجہ سے اور اس کو لازم کرتے ہیں اور ہم اس حرکت کی کیفیت کو عقل میں نہیں لاتے

الشیخ ابن عثیمین کتاب شرح الواسطية " (2 / 437) میں لکھتے ہیں

قالوا : كيف ينزل في ثلث الليل ، وثلث الليل إذا انتقل عن المملكة العربية السعودية ذهب إلى أوروبا وما قاربها ؟ فنقول : أنتم الآن قستم صفات الله بصفات المخلوقين ، أنت أو من أول بأن الله ينزل في وقت معين وإذا آمنت ليس عليك شيء وراء ذلك ، لا تقل كيف وكيف ؟ فقل : إذا كان ثلث الليل في السعودية فإن الله نازل وإذا كان في أمريكا ثلث الليل يكون نزول الله أيضاً .

کہتے ہیں کیسے اللہ تعالی رات کے تیسرے پہر نازل ہو سکتے ہیں - جب سعودی عرب کا تیسرا پہر منتقل ہو کر یورپ کی طرف جاتا ہے اور اس کے قریب میں ؟ تو ہم کہتے ہیں تم اس وقت اللہ کی صفات کو ملخوق کی صفات سے ملا رہے ہو ... پس کہو : جب سعودی عرب کا تیسرا پہر ہو گا تو اللہ تعالی وہاں نازل ہو گا اور جب امریکا میں ہو گا تو وہاں نازل ہو گا

راقم کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابی اور اہل حدیث علماء کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی چاند کی طرح زمین کے گرد مدار میں گھومتا رہتا ہے کیونکہ رات کا تیسرا پہر تو مسلسل اس زمین پر گھومتا ہے جب زمین گھومتی ہے اور سورج کی روشنی اس زمین پر چلتی ہے

یہ نزول حقیقی نہیں اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے آسمان پر اللہ تعالی کو نہیں دیکھا

نوٹ: ابن عثیمین کا ایک قول الإرجاء العصري کی بحث میں تھا کہ فتح الباری ایک أشعري کی تصنیف ہے اس کو جلا دیا جائے

محمد بن صالح العثيمين في التعليق على اقتضاء الصراط المستقيم - شريط رقم 29

وخالف أهل السنة في مسألة من مسائل الصفات قالوا هذا أشعري ، كما ينسب بعض الناس يقول ابن حجر أشعري وفتح الباري يجب إحراقه

اس أشعري نے مسئلہ صفات میں اہل سنت کی مخالفت کی ہے ... ابن حجر أشعري نے ایسا کہا ہے اور یہ واجب ہے کہ فتح الباری کو جلا دیا جائے

http://www.ajurry.com/vb/showthread.php?t=37861

ایمان از ابن منده میں ہے [24]

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يُسْأَلُ عَنِ الْوُرُودِ، فَقَالَ: نَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى كَذَا وَكَذَا أَنْظُرُ أَيْ ذَلِكَ فَوْقَ النَّاسِ .... وَأَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمٍ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثَنَا رَوْحٌ نَحْوَهُ، وَقَالَ: يَتَجَلَّى لَهُمْ يَضْحَكُ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «حَتَّى تَبْدُوَ لَهَوَاتُهُ وَأَضْرَاسُهُ

احمد بن حنبل نے رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ سے روایت کیا انہوں نے ابْنُ جُرَيْجٍ سے کہا ابو زبیر نے خبر کی کہ اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا جب الورود پر سوال ہوا کہا روز محشر ... رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے لئے (ضْحَكُ) ہسنے کی تجلی ہو گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہا یہاں تک کہ دانت اور حلق کے کوے کی بھی تجلی ہو گی

حلق کا کوا uvula

24

المسنَد الصَّحيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوبِ بن إسحَاق الإسفرَايينيّ (المتوفى 316 هـ) کی تعليق میں محقق عَباس بن صفاخان بن شهَاب الدّين لکھتے ہیں
والعجيب -مع نقل أبي يعلى السابق ومع قول أبي عوانة عقب الحديث: هذا لفظ روح- أن قوله: "حتى تبدو لهواته وأضراسه" ليس في رواية الإمام أحمد عن روح في "المسند" -المطبوع- (3/ 383)، وكذلك ليس في كتاب "الصفات" للدارقطني بل موضعه في كتاب الدارقطني بياض مقدار كلمتين كما ذكر ذلك الشيخ: علي بن ناصر الفقيهي محقق كتاب الصفات للدارقطني! والظاهر أن في موضع هذا البياض كان هذا النص؛ لأنه مثبتٌ في الحديث في كتاب "الرؤية" للدارقطني -وهو من طريق الإمام أحمد عن روح-، وكما نقله أبو يعلى من كتاب الدارقطني في الصفات، ويظهر -والله أعلم- أن بعض النسّاخ استشنع هذه الألفاظ فلم يثبتها.
عجیب ہے کہ قاضی ابویعلی نے اس حدیث کے عقب میں أبي عوانة کا قول دیا کہ روح کے الفاظ ہیں کہ حتی کہ اس کے دانت اور کاگ بھی ظاہر ہوا – یہ امام احمد کی روح سے مروی روایت میں السند المطبوع- (3/ 383) میں نہیں ہے نہ ہی کتاب "الصفات" للدارقطني میں ہے بلکہ وہ تو چند کلمات ہیں ... یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں

ان الفاظ سے حنابلہ الحشویہ نے اللہ تعالی کی صفت ذات میں اس چیزوں کو شامل کیا

ابن عساکر (المتوفى: 571هـ) نے اپنی کتاب تبيين كذب المفتري فيما نسب إلى الأشعري میں لکھا ہے کہ

إن جمَاعَة من الحشوية والأوباش الرعاع المتوسمين بالحنبلية أظهرُوا بِبَغْدَادَ من الْبدع الفظيعة والمخازي الشنيعة مالم يتسمح بِهِ ملحد فضلا عَن موحد وَلَا تجوز بِهِ قَادِح فِي أصل الشَّرِيعَة وَلَا معطل ونسبوا كل من ينزه الْبَارِي تَعَالَى وَجل عَن النقائص والآفَات وَينفى عَنهُ الْحُدُوث والتشبيهات ويقدسه عَن الْحُلُول والزوال ويعظمه عَن التَّغَيُّر من حَال إِلَى حَال وَعَن حُلُولهفي الْحَوَادِث وحدوث الْحَوَادِث فِيهِ إِلَى الْكفْر والطغيان ومنَافاة أهل الْحق وَالْإِيمَان وتنَاهوا فِي قذف الْأَئِمَّة الماضين وثلب أهل الْحق وعصابة الدّين ولعنهم فِي الْجَوَامِع والمشاهد والمحافل والمساجد وَالأسواق والطرقات وَالْخلْوَة وَالْجَمَاعَات ثمَّ غرهم الطمع والإهمال ومدهم فِي طغيانهم الغي والضلال إِلَى الطعْن فِيمَن يعتضد بِهِ أَئِمَّة الْهدى وَهُوَ للشريعة العروة الوثقى وَجعلُوا أَفعاله الدِّينِيَّة معاصي دنية وترقوا من ذَلِك إِلَى الْقدح فِي الشَّافِعِي رَحْمَة الله عَلَيْهِ وَأَصْحَابه

اور الحشوية کی ایک جماعت اوباشوں کے ایک ہجوم جس کو بغداد میں حنابلہ کہا جاتا ہے ان کا ظہور ہوا ہے اور بے ہودہ باتیں اور بدعتی بکواس جاری ہوئی ... ان لوگوں نے اللہ تعالی کی ذات باری سے وہ سب منسوب کیا جن سے وہ بلند ہے .... اور ائمہ ماضی پر انہوں نے الزام لگایا ہے ... پھر اس کو مسجدوں میں بازاروں میں راستوں میں اور خلوت گاہوں میں اور اجتماعات میں بیان کیا ... یہاں تک کہ امام الشافعی کی اور ان کے اصحاب کی قدح کی

آگے یہ بھی لکھا ہے

وتمادت الحشوية فِي ضلالتها والإصرار على جهالتها وَأَبُو إِلَّا التَّصْرِيح بِأَن المعبود ذُو قدم وأضراس ولهوات وأنامل وَأَنه ينزل بِذَاتِهِ ويتردد على حمَار فِي صُورَة شَاب أَمْرَد بِشعر قطط وَعَلِيهِ تَاج يلمع وَفِي رجلَيْهِ نَعْلَانِ من ذَهَب وَحفظ ذَلِك عَنْهُم وعللوه ودونوه فِي كتبهمْ وَإِلَى الْعَوَام ألقوه

الحشوية گمراہی میں اور اپنی جہالت پر اصرار میں بہت گے تک چلے گئے ...اور کچھ نہیں کیا سوائے اس کے کہ تصریح کی کہ ان کا معبود قدم والا ہے جس کے دانت

ہیں،حلق کا کوا ہے اس میں رگیں ہیں اور وہ اپنی ذات کے ساتھ نازل ہوتا ہے … اس کی شکل ایک جوان مرد جیسی ہے جس کے گھنگھریالے بال ہیں سر پر تاج ہے اور پیروں میں سونے کی چپل ہے اور اس کو لوگوں نے ان سے یاد کیا اس کو بلند کیا اور کتب میں لکھا عوام نے لیا

عصر حاضر میں البانی نے حتی تبدو لهواته وأضراسه کے الفاظ کو کتاب سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ج ٦ ص ٥٧٥ میں الزيادة منكرة أو شاذة قرار دیا ہے - لیکن یہ البانی کے ہم مسلک سلف یعنی الحشوية کا عقیدہ اس پر چلا آ رہے ہے

میدان محشر میں اللہ کا ظہور

روز محشر اللہ تعالی مجسم ہو کر کسی ایسی صورت میں بھی آئیں گے جس کو مومن پہچانتے ہوں؟

صحیح بخاری کی حدیث ہے

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا کیا جب بادل نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم اسی طرح اللہ تعالی کو دیکھو گے قیامت کے دن اللہ تعالی لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ تم میں جو کوئی جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے۔ چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا، جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے لگ جائے گا پھر یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں بڑے درجہ کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے یا منافق بھی ہوں گے ابراہیم کو ان لفظوں میں شک تھا۔ پھر اللہ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ جواب دیں گے کہ ہم یہیں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب آ جائے، جب ہمارا رب آ جائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالی ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ اقرار کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط نصب کر دیا جائے گا اور میں اور میری امت سب سے پہلے اس کو پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیاء بات کر سکیں گے اور انبیاء کی زبان پر یہ ہو گا۔ اے اللہ! مجھ کو محفوظ رکھ، مجھ کو محفوظ رکھ۔ اور دوزخ میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، یا رسول اللہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں ہی کی طرح ہوں گے البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اس کا طول و عرض اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اچک لیں گے تو ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جو تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے عمل بد کی وجہ سے وہ دوزخ میں گر جائیں گے یا اپنے عمل کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان میں بعض ٹکڑے کر دئیے جائیں گے یا بدلہ دئیے جائیں گے یا اسی جیسے الفاظ بیان کئے۔ پھر اللہ تعالی تجلی فرمائے گا اور جب بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہو گا اور دوزخیوں میں سے جسے اپنی رحمت سے باہر نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے انہیں دوزخ سے باہر نکالیں، یہ وہ لوگ ہوں

گے جن پر اللہ تعالی رحم کرنا چاہے گا۔ ان میں سے جنہوں نے کلمہ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار کیا
تھا۔ چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشان سے دوزخ میں پہچانیں گے۔ دوزخ ابن آدم کا ہر
عضو جلا کر بھسم کر دے گی سوا سجدہ کے نشان کے، کیونکہ اللہ تعالی نے دوزخ پر حرام کیا
ہے کہ وہ سجدوں کے نشان کو جلائے (یا اللہ! ہم گنہگاروں کو دوزخ سے محفوظ رکھیو ہم کو
تیری رحمت سے یہی امید ہے) چنانچہ یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ یہ
جل بھن چکے ہوں گے۔ پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور یہ اس کے نیچے سے اس طرح اگ
کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے۔ پھر اللہ تعالی بندوں کے
درمیان فیصلہ سے فارغ ہو گا۔ ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہو گا،
وہ ان دوزخیوں میں سب سے آخری انسان ہو گا جسے جنت میں داخل ہونا ہے۔ وہ کہے گا: اے
رب! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی گرم ہوا نے پریشان کر رکھا ہے اور اس
کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے۔ پھر اللہ تعالی سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ
چاہے گا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں گا تو تو مجھ سے کچھ
اور مانگے گا؟ وہ کہے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا
اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا منہ دوزخ کی
طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر
خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالی اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا۔ پھر وہ کہے گا: اے رب!
مجھے صرف جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالی فرمائے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا
تھا کہ جو کچھ میں نے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ کبھی تو نہیں مانگے گا؟ افسوس ابن آدم تو
کتنا وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا۔ آخر اللہ تعالی پوچھے
گا کیا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو اس کے سوا کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری
عزت کی قسم! اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص وعدہ
کرے گا۔ چنانچہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔ پھر جب وہ جنت کے دروازے پر
کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر
خیریت اور مسرت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالی جتنی دیر چاہے گا وہ شخص خاموش رہے
گا۔ پھر کہے گا: اے رب! مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالی اس پر کہے گا کیا تو نے
وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دے دیا ہے اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے
گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا افسوس! ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے
اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بدبخت نہ بنا۔ چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک
کہ اللہ تعالی اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا، جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا کہ
اسے جنت میں داخل کر دو۔ جنت میں اسے داخل کر دے گا تو اس سے فرمائے گا کہ اپنی
آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی اسے یاد دلائے
گا۔ وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ
تعالی فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہی جیسی تمہیں ملیں گی
جواب

اس روایت میں الفاظ ایسے ہیں جو رب العالمین کی تجسیم کی طرف مائل ہیں

الله تعالی روز محشر اپنے عرش پر ہوں گے جیسا قرآن میں ہے اور اس کا اس عرش کو چھوڑ کر مجسم ہو کر انسانوں کے پاس آنا کیسے ہو گا ؟ جبکہ تمام انسانیت اس وقت الله کے آگے سر جھکانے کھڑی ہو گی اور کوئی آواز نہ ہو گی سوائے رب العالمین کے کلام کے

یہ روایت دو طرق سے اتی ہے

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ کی سند

إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف المتوفی ١٨٤ ھ یا ١٨٥ ھ

امام المحدثین یحیی بن سعید القطان اس راوی کے سخت خلاف ہیں

امام احمد کے بیٹے العلل میں بتاتے ہیں کہ

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: ذكرنا عند يحيى بن سعيد حديثا من حديث عقيل. فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله، عقيل وإبراهيم بن سعد!! عقيل وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما. قال أبي: وأي شيء ينفعه من ذا، هؤلاء ثقات، لم يخبرهما يحي. «العلل» (282 و2475 و3422) .

میرے باپ نے ذکر کیا کہ یحیی کے سامنے عقیل کی حدیث کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے کہا اے ابو عبد الله عقیل اور ابراہیم بن سعد، عقیل اور ابراہیم بن سعد جیسا کہ وہ تضعیف کر رہے ہوں

کتاب سیر الاعلام النبلاء کے مطابق

كَانَ وَكِيْعٌ كَفَّ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْهُ.

وَكِيْعٌ اس کی روایت سے رکے رہے پھر روایت کرنا شروع کر دیا

اس کے برعکس امام عقیلی کہتے ہیں بحوالہ إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي

ذكره العقيلي في كتاب " الجرح والتعديل " قال: قال عبد الله بن أحمد بن حنبل قال أبي: حدثنا وكيع مرة عن إبراهيم بن سعد، ثم قال: أجيزوا عليه وتركه بأخرة.

عقیلی نے اس کا ذکر كتاب الجرح والتعديل میں کیا اور کہا کہ عبد الله نے کہا کہ امام احمد نے کہا وکیع نے ایک بار ابراہیم سے روایت کیا پھر کہا اور ... آخر میں بالکل ترک کر دیا

قَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ: سَمَاعُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِذَاكَ، لأَنَّهُ كَانَ صَغِيْراً.

صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ نے کہا اس کا سماع امام الزہری ویسا (اچھا نہیں) ہے کیونکہ یہ چھوٹا تھا

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے جزرہ کا قول پیش کیا کہ كَانَ صغيرا حين سمع من الزهري انہوں نے بچپنے میں الزہری سے سنا

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق أبي عبد الرحمن السلمي نے کہا

قدم إبراهيم العراق سنة أربع وثمانين ومائة، فأكرمه الرشيد وأظهر بره، وتوفي في هذه السنة، وله خمس وسبعون سنة.

ابراہیم عراق سن ١٨٤ ھ میں پہنچے ان کی الرشید نے عزت افزائی کی اور اسی سال انتقال ہوا اور یہ ٧٥ سال کے تھے

اس دور میں عراقیوں نے ان سے روایات لیں جن پر امام یحیی بن سعید القطان اور امام وکیع کو اعتراض تھا اور انہوں نے ان کو ترک کیا لیکن امام احمد امام ابن معین نے ان کی روایات لے لیں اور اسی طرح امام بخاری و مسلم کے شیوخ نے بھی لے لیں

صحیح بخاری حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:
نوٹ شيخ البخاري ضعفه أبو داود ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق

یہ روایت ابو داود کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ اس میں امام بخاری کے شیخ عبد العزیز بن عبد الله الأويسي کی انہوں نے تضعیف کی ہے تاریخ الاسلام میں الذھبی نے کہا ہے کہ ابو داود نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن میزان میں اس قول کو پیش کر کے لکھتے ہیں

وثقه أبو داود، وروى عن رجل عنه، ثم وجدت أنى أخرجته في المغنى وقلت: قال أبو داود: ضعيف، ثم وجدت في سؤالات أبي عبيد الله الآجرى لأبي داود: عبد العزيز الاويسى ضعيف.

ان کو ابو داود نے ثقہ قرار دیا اور ایک شخص سے ان سے روایت لی پھر میں نے پایا کہ میں نے تو ان کا ذکر المغنی (ضعیف راویوں پر کتاب) میں کیا ہے اور کہا ہے ابو داود نے کہا ضعیف ہے پھر میں نے سوالات ابی عبید میں پایا کہ ابوداود نے عبد العزیز الاویسی کو ضعیف قرار دیا

یعنی الذھبی کے نزدیک ابو داود کی تضعیف والا قول صحیح ہے

صحیح مسلم حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
مسند احمد حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَبُو كَامِلٍ (مظفر بن مدرك الخراساني)، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، الْمَعْنَى
ان تینوں کتابوں میں سند میں ابراہیم بن سعد ہے

أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ کی سند
کتب حدیث میں اس روایت کا دوسرا طرق بھی ہے جس کی سند میں أبو اليمان الحكم بن نافع البهرانی الحمصی جو شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذھبی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعيْدُ بنُ عَمْرِو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي إِجَازَةٌ

سَعِيْدُ بنُ عَمْرِو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تهذيب الكمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُوْلُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيباً يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ارْوُوْهُ عَنِّي.

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ: سَمِعْتُ أَبَا اليَمَانِ يَقُوْلُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الكُتُبَ مِنْ شُعَيبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ أَجَازَ لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَيْبٍ کے بیٹے کہتے تھے کہ أَبَا اليَمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے

إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ نے کہا میں نے أَبَا اليَمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَيبٍ سے کتاب کیسے سنتے ہو ؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَيبٌ

یعنی أَبَا اليَمَانِ الحکم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَيب کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے

الإيمان لابن منده أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ الصَّاغَانِيُّ، ح وَأَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ حَذْلَمٍ، ثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ، قَالَا: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

كتاب التوحيد ا بن خزيمة حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

مسند الشاميين الطبراني حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عِيسَى بْنِ الْمُنْذِرِ، وَأَبُو زُرْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَا: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،

ان تین کتابوں میں سند میں أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ہے

اسطرح یہ دونوں طرق ضعیف اور نا قابل دلیل ہیں متن خود ایک معمہ ہے

اللہ تعالی کا چھونا

سوال: کیا اللہ تعالی کے صفت المماسة (چھونا) کا اثبات کیا جا سکتا ہے ؟

جواب

ابن تیمیہ کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية میں کہتے ہیں
جاءت الأحاديث بثبوت المماسة كما دل على ذلك القرآن وقاله أئمة السلف وهو نظير الرؤية وهو متعلق بمسألة العرش وخلق آدم يده وغير ذلك من مسائل الصفات

اللہ تعالی کے چھونے کے حوالے سے احادیث آئی ہیں جن پر قرآن میں دلیل ہے اور ایسا سلف کے ائمہ کا کہنا ہے اور اس کی مثال ہے جو مسئلہ عرش میں ہے اور تخلیق آدم میں ہے اور دیگر مسائل صفات میں بیان ہوا ہے

اسی کتاب میں ابن تیمیہ کہتے ہیں

وفي الأثر المحفوظ عن مجاهد عن عبيد بن عمير قال يدنيه حتى يَمَسّ بعضه

اور محفوظ اثر میں ہے جو مجاهد عن عبيد بن عمير سے ہے کہ اللہ تعالی نے چھوا

الفتاوى الكبرى لابن تيمية میں ہے
وَرَوَى الثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَبَعْضُهُمْ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِد عَنْ عُبَيْد بْنِ عُمَيْرٍ فِي قَوْله فِي قِصَّة دَاوُد: {وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ} [ص: 25] قَالَ يُدْنِيه حَتَّى يَمَسّ بَعْضُهُ، وَهَذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ هَؤُلَاءِ، وَمِمَّنْ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ فِي كِتَابِ السُّنَّةِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِد عَنْ عُبَيْد بْنِ عُمَيْرٍ {وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى} [ص: 25] قَالَ ذَكَرَ الدُّنُوَّ مِنْهُ حَتَّى أَنَّهُ يَمَسّ بَعْضَهُ، وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فعنيل عَنْ لَيْث عَنْ مُجَاهِد: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: يُقْعِدُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ.
اور روایت کیا ہے الثَّوْرِيِّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اور بعض نے ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ سے کہ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ سے ہے کہ داود کے قصہ میں ہے {وَإِنَّ لَهُ

عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ} قریب ہوا ا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے بعض کو چھوا اور یہ ان سب سے متواتر آیا ہے اور اس کو روایت کیا ہے الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ نے کتاب السنہ میں کہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ {وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى} [ص: 25] قَالَ ذَكَرَ الدُّنُوَّ مِنْهُ حَتَّى أَنَّهُ يَمَسُّ بَعْضَهُ، وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فعنيل عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: يُقْعِدُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ.
کہ اللہ کی قربت کا ذکر کیا کہ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے داود کا بعض جسد چھو لیا...
اور مجاہد نے روایت کیا کہ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] کہ اللہ تعالی رسول اللہ کے ساتھ عرش پر بیٹھے گا

القاضي أبو يعلى نے طبقات الحنابلة اور کتاب إبطال التأويلات میں اللہ تعالی کے لئے عرش پر صفت چھونا کا رد کیا - کہا إنه يستلزم الحدوث للرب یہ رب کا فانی ہونے کو لازم کرتا ہے – لیکن قاضی ابی یعلی المتوفی ٥٢٦ ھ اپنی دوسری کتاب الاعتقاد میں لکھتے ہیں کہ معراج کے موقعہ پر

ورأى ربه، وأدناه، وقربه، وكلمه، وشرّفه، وشاهد الكرامات والدلالات، حتى دنا من ربه فتدلى، فكان قاب قوسين أو أدنى. وأن الله وضع يده بين كتفيه فوجد بردها بين ثدييه فعلم علم الأولين والآخرين وقال عز وجل: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] . وهي رؤيا يقظة (1) لا منام. ثم رجع في ليلته بجسده إلى مكة
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ قریب آیا ہم کلام ہوا شرف دیا اور کرامات دکھائی یہاں تک کہ قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ اور بے شک اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ شانے کی ہڈیوں کے درمیان رکھا اور اسکی ٹھنڈک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پائی اور علم اولین ا آخرین دیا اور اللہ عز و جل نے کہا {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] اور یہ دیکھنا جاگنے میں ہوا نہ کہ نیند میں. پھر اس کے بعد اپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد کے ساتھ واپس مکہ آئے

حنبلیوں کا یہ عقیدہ قاضی ابو یعلی مولف طبقات الحنابلہ پیش کر رہے ہیں جو ان کے مستند امام ہیں- اس کے مطابق اللہ تعالی نے نبی کو چھوا-

ابن قیم نے كتاب اجتماع الجيوش الإسلامية میں لکھا وأنه غير مماس لشيء من خلقه وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں چھو رہا

عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر أبو عمرو الداني (المتوفى: 444هـ) نے الرسالة الوافية لمذهب أهل السنة في الاعتقادات وأصول الديانات میں لکھا

واستواؤه عز وجل: علوه بغير كيفية، ولا تحديد، ولا مجاورة ولا مماسة.

اللہ تعالی عرش پر مستوی ہیں ... اس کو چھو نہیں رہے

السجزيّ الوائلي البكري، أبو نصر (المتوفى: 444هـ) نے رسالة السجزي إلى أهل زبيد في الرد على من أنكر الحرف والصوت میں لکھا
الحق أنّ الله سبحانه فوق العرش بذاته من غير مماسة وأن الكرامية ومن تابعهم على قول المماسة ضلال

حق یہ ہے کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر ہے اپنی ذات کے ساتھ اس کو چھوئے بغیر اور کرامیہ اور ان کی اتباع کرنے والے چھونے کا کہتے ہیں جو گمراہی ہے

راقم کہتا ہے اس صفت پر کوئی دلیل نہیں

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روز محشر عرش عظیم پر بٹھایا جائے گا؟

جواب

یہ انتہائی غالی عقیدہ ہے اللہ شرک سے بچائے

افسوس کہ ۲۵۰ ھ کے قریب بعض محدثین نے اس کو بطور عقیدہ کے اختیار کیا اور کا انکار کرنے پر متشدد رویہ اختیار کیا یہاں تک کہ آٹھویں صدی میں جا کر الذھبی اور ابن تیمیہ نے اس کو رد کیا لیکن یہ عقیدہ ابھی بھی باقی ہے اور بہت سے حنبلی اور وہابیوں کا عقیدہ ہے

قرآن کی سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے

عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

ہو سکتا ہے کہ اپ کا رب اپکو مقام محمود پر مبعوث کرے

بخاری کی حدیث میں ہے کہ یہ روز قیامت ہو گا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں گے جو ان کی نبی کی حثیت سے وہ خاص دعا ہے جو رد نہیں ہوتی اور تمام انبیاء اس کو کر چکے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

پس بخاری کی حدیث میں اتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں دعا کریں گے. رب تعالی کہے گا

ثم يقول ارفع محمد، وقل يسمع، واشفع تشفع، وسل تعطه
محمد اٹھو ، کہو سنا جائے گا ، شفاعت کرو قبول ہو گی، مانگو ، دیا جائے گا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وهذا المقام المحمود الذي وعده نبيكم صلى الله عليه وسلم
اور یہ وہ مقام محمود ہے جس کا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے
معلوم ہوا کہ یہ قدر و منزلت کا مقام ہے

ظالموں نے یہ بات تک بیان کی ہے کہ اللہ عرش پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھائے گا .افسوس صوفیوں کو برا کہنے والے اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھیں

اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا نعوذباللہ

ابن أبي يعلى کتاب الاعتقاد میں لکھتے ہیں

وقال ابن عمير: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل وسئل عن حديث مجاهد: " يُقعد محمداً على العرش ". فقال: قد تلقته العلماء بالقبول، نسلم هذا الخبر كما جاء
ابن عمیر کہتے ہیں انہوں نے احمد بن حنبل کو سنا ان سے مجاہد کی حدیث پر سوال ہوا کہ محمد کو عرش پر بٹھایا جائے گا پس انہوں نے کہا علماء نے اس کو قبولیت دی ہے ہم اس خبر کو جیسی آئی ہے مانتے ہیں
القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458هـ) کتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں لکھتے ہیں

ونظر أَبُو عبد الله فِي كتاب الترمذي، وقد طعن عَلَى حديث مجاهد فِي قوله: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} فَقَالَ: لَمْ هَذَا عَن مجاهد وحده هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وقد خرجت أحاديثا فِي هَذَا، وكتبها بخطه وقرأها
اور ابو عبدللہ امام احمد نے ترمذی کی کتاب دیکھی اور اس نے مجاہد کی حدیث پر طعن کیا اس قول عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا کے حوالے سے پس امام احمد نے کہا مجاہد پر ہی کیوں؟ ایسا ابن عباس سے بھی مروی ہے اور اس کی احادیث نکالیں اور ان کو بیان کیا
کتاب الاعتقاد از ابن أبي يعلى میں ابن حارث کہتے ہیں

وقال ابن الحارث: " نعم يقعد محمدا على العرش" وقال عبد الله بن أحمد: "وأنا منكر على كل من رد هذا الحديث".

ابن حارث کہتے ہیں ہاں عرش پر محمّد کو الله بٹھائے گا اور عبدللہ بن احمد کہتے ہیں میں ہر اس شخص کا انکار کرتا ہوں جو اس حدیث کو رد کرے
کتاب السنہ از ابو بکر الخلال میں ہے کہ

قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: لَا يَرُدُّ هَذَا إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ وَالْجَهْمِيَّةُ
ابو قلابہ نے کہا کہ اس کو سوائے اہلِ بدعت اور جھمیہ کے کوئی رد نہیں کرتا
یہ سراسر عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ وفات کے بعد الله کے ساتھ عرش پر بیٹھا ہے مسلمانوں میں بھی یہ غلو در کر آیا ہے

سعودی مفتی ابن باز کے استاد اور سعودی عرب کے سابق مفتیِ اکبر علامہ محمد بن ابراہیم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مقام محمود سے شفاعت عظمیٰ اور عرش پر بٹھایا جانا دونوں ہی مراد ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں وہ اس کو اہل سنت کا قول بھی کہتے ہیں

قيل الشفاعة العظمى، وقيل إِنه إِجلاسه معه على العرش كما هو المشهور من قول أهل السنة
فتاوى ورسائل سماحة الشيخ محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ

جلد2 ، ص136

دوسرے حنبلی مقلد عالم محمّد صالح المنجد اس پر لکھتے ہیں

http://islamqa.info/ur/154636

لیکن المنجد صاحب کی یہ بات صرف اس پر مبنی ہے کہ امام احمد فضائل کی وجہ سے مجاہد کا قول رد نہیں کرتے تھے لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ باقی لوگ اس کو احمد کا عقیدہ بھی کہتے ہیں دوئم ابن تیمیہ کے پاس کیا سند ہے کہ یہ امام احمد کا عقیدہ نہیں تھا انھوں نے صرف حسن ظن کی بنیاد پر اس کو رد کیا ہے

الذھبی کتاب العلو میں لکھتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش پر براجمان ہونے کے بارے میں کوئی نص ثابت نہیں ہے، بلکہ اس بارے میں ایک واہی حدیث ہے
العلو 1081/2، رقم/422

میزان الاعتدال میں الذھبی، مجاهد بن جبر المقرئ المفسر، أحد الاعلام الاثبات کے ترجمے میں کہتے ہیں

ومن أنكر ما جاء عن مجاهد في التفسير في قوله : عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا – قال: يجلسه معه على العرش
تفسیر میں مجاہد سے منقول جس قول کو "منکر" کہا گیا ہے وہ {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} فرمانِ باری تعالی کی تفسیر میں انہوں نے کہا ہے کہ : اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بیٹھائے گا
الطبری تفسیر ج ۱۵ ص ۵۱ میں آیت عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا کی شرح میں مجاہد کے قول پر لکھتے ہیں

فَإِنَّ مَا قَالَهُ مُجَاهِدٌ مِنْ أَنَّ اللهَ يُقْعِدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَرْشِهِ، قَوْلٌ غَيْرُ مَدْفُوعٍ صِحَّتُهُ، لَا مِنْ جِهَةِ خَبَرٍ وَلَا نَظَرٍ
پس جو مجاہد نے کہا ہے کہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا وہ قول صحت پر نہیں نہ خبر کے طور سے نہ (نقد و) نظر کے طور سے
مجاہد کے اس شاذ قول کو امام احمد اور ان کے بیٹے ایمان کا درجہ دیتے تھے

ابو بکر الخلال المتوفی ۳۱۱ ھ کتاب السنہ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو داود بھی مجاہد کے اس شاذ قول کو پسند کرتے تھے اور لوگ ترمذی پر جرح کرتے تھے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوف، عَنِ ابْنِ فُضَيْل، عَنْ لَيْث، عَنْ مُجَاهد {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ " وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مَنْزِلَتُهُ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَكْثَرَ مِنْ هَذَا، وَمَنْ رَدَّ عَلَى مُجَاهد مَا قَالَهُ مِنْ قُعُود مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَرْشِ وَغَيْرَهُ، فَقَدْ كَذَبَ، وَلَا أَعْلَمُ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا التِّرْمذيَّ الَّذي يُنْكِرُ حَديثَ مُجَاهد قَطُّ فِي حَديث وَلَا غَيْرِ حَديث. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ: أَرَى أَنْ يُجَانَبَ كُلُّ مَنْ رَدَّ حَديثَ لَيْث، عَنْ مُجَاهد: يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ "، وَيُحَذَّرُ عَنْهُ، حَتَّى يُرَاجِعَ الْحَقَّ، مَا ظَنَنْتُ أَنَّ أَحَدًا يُذَكَّرُ بِالسُّنَّةِ يَتَكَلَّمُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا إِنَّا عَلِمْنَا أَنَّ الْجَهْمِيَّةَ

هَارُونُ بْنُ مَعْرُوف نے سے انہوں نے ابْنِ فُضَيْلٍ سے انہوں نے لَيْث سے انہوں نے مجاہد سے کہا ان (محمّد) کو عرش پر بٹھائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کے پاس ان کی منزلت اس سے بھی بڑھ کر ہے اور جو مجاہد کے اس قول کو رد کرے اس نے جھوٹ بولا اور میں نے نہیں دیکھا کہ التِّرْمذيَّ کے علاوہ کسی نے اس کو رد کیا ہو اور (سنن والے امام) ابو داود کہتے ہیں کہ جو لیث کی مجاہد سے حدیث رد کرے اس سے دور رہو اور بچو حتی کہ حق پر ا جائے اور میں گمان نہیں رکھتا کہ کسی اہل سنت نے اس میں کلام کیا ہو سوائے الْجَهْمِيَّة کے

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ هَارُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشمِيّ: جَاءَنِي عَبْدُ اللَّه بْنُ أحْمَدَ بِن حَنبَل، فَقُلْتُ لَهُ: إنَّ هَذَا التِّرمذيَّ الْجَهْمِي الرَّادَّ لفَضيلَة رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّم يَحْتَجَّ بِكَ، فَقَالَ: كَذَبَ عَلَيّ، وَذَكَرَ الْأَحَاديثَ فِي ذَلكَ، فَقُلْتُ لعَبْدَ الله اكْتُبْهَا لِي، فَكَتَبهَا بِخَطِّه، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْث، عَنْ مُجَاهد فِي قَوْله {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: «يُقْعدُهُ عَلَى الْعَرْشِ» ، فَحَدَّثْتُ به أَبِي رَضِيَ الله عَنْهُ، فَقَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ يُحَدِّثُ به، فَلَمْ يُقَدِّرْ لِي أَنْ أَسْمَعَهُ منْهُ، فَقَالَ هَارُونُ: فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ أُخْبِرْتُ عَنْ أَبِيكَ أَنَّهُ كَتَبَهُ عَنْ رَجُلٍ، عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَدْ حَكَوْا هَذَا عَنْهُ

اور هَارُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشميّ کہتے ہیں میرے پاس عبد الله بن احمد (المتوفی ۲۹۰ ھ) آئے میں نے ان سے کہا یہ جوالتِّرْمذيَّ الْجَهْمي ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی فضیلت کا منکر ہے وہ اپ سے استدلال کرتا ہے (یعنی دلیل لیتا ہے) پس انہوں نے کہا مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور احادیث ذکر کیں پس میں نے عبدللہ سے کہا میرے لئے لکھ دیں سو انہوں نے وہ اپنے ہاتھ سے لکھیں حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْث، عَنْ مُجَاهد فِي قَوْله {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: «يُقْعدُهُ عَلَى الْعَرْشِ» اس سے متعلق مجاہد کہتے ہیں کہ انہیں عرش پر بٹھایا جائیگا . اس کو میں نے اپنے باپ احمد سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ محمّد بن فضیل ایسا ہی بیان کرتے ہیں لیکن میں یہ ان سے براہ راست نہیں سن سکا . ہارون نے کہا کہ میں نے ان یعنی عبدالله سے کہا کہ مجھے تمہارے باپ احمد سے متعلق خبر دی گئی ہے کہ انہوں نے عن رجل کے واسطے سے ابن فضیل سے لکھا ہے. عبدالله نے جواب دیا ہاں اس معاملہ کو لوگ ان سے ایسا ہی بیان کرتے ہیں

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، ثَنَا أَبُو الْهُذَيْلِ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْث، عَنْ مُجَاهد، قَالَ: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: «يُجْلسُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ» ، قَالَ عَبْدُ

اللہ: سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ جَمَاعَةٍ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ يُنْكِرُهُ، وَكَانَ عِنْدَنَا فِي وَقْتِ مَا سَمِعْنَاهُ مِنَ الْمَشَايِخِ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ إِنَّمَا تُنْكِرُهُ الْجَهْمِيَّةُ، وَأَنَا مُنْكِرٌ عَلَى كُلِّ مَنْ رَدَّ هَذَا الْحَدِيثَ، وَهُوَ مُتَّهِمٌ عَلَى رَسُولِ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو مَعْمَرٍ نے أَبُو الْهُذَيْلِ سے انہوں نے محمّد بن فُضَيْلٍ سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے کہا عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] کہا ان کو عرش پر بٹھائے گا. عبد اللہ (بن احمد) نے کہا میں نے اس حدیث کو ایک جماعت سے سنا ہے اور میں نے محدثین میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اس کو رد کرتا ہو اور ہم اپنے الْمَشَايِخِ سے سنتے رہے ہیں کہ اس کو سوائے الْجَهْمِيَّةُ کے کوئی رد نہیں کرتا اور میں ہر اس شخص کا منکر ہوں جو اس حدیث کو رد کرے

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، رَحِمَهُ اللہ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي تَرُدُّهَا الْجَهْمِيَّةُ فِي الصِّفَاتِ، وَالرُّؤْيَةِ، وَالْإِسْرَاءِ، وَقِصَّةِ [ص:247] الْعَرْشِ، فَصَحَّحَهَا أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ: " قَدْ تَلَقَّتْهَا الْعُلَمَاءُ بِالْقَبُولِ، نُسَلِّمُ الْأَخْبَارَ كَمَا جَاءَتْ

اور بے شک أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ نے روایت کیا انہوں نے امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے سوال کیا کہ ان احادیث پر جن کو الْجَهْمِيَّةُ رد کرتے ہیں یعنی الصِّفَاتِ، وَالرُّؤْيَةِ، کو صحیح قرار دیا وَالْإِسْرَاءِ، وَقِصَّةِ [ص:247] الْعَرْشِ، وغیرہ کی پس ابو عبد اللہ نے ان اور کہا علماء نے ان کو قبول کیا ہے ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں جیسی آئی ہیں

کتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات از القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى:458هـ) کے مطابق

الْمَرُّوذِيُّ نے اس پر باقاعدہ ایک کتاب بنام کتاب الرد عَلَى من رد حديث مجاهد مرتب کی تھی

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ مُجَاهِدٌ: «عَرَضْتُ الْقُرْآنَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ» [ص:224]. قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْخَلَّالُ: قَرَأْتُ كِتَابَ السُّنَّةِ بِطَرَسُوسَ مَرَّاتٍ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ وَغَيْرِهِ سِنِينَ، فَلَمَّا كَانَ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِينَ قَرَأْتُهُ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ، وَقَرَأْتُ فِيهِ ذِكْرَ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ، فَبَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا مِمَّنْ طُرِدَ إِلَى طَرَسُوسَ مِنْ أَصْحَابِ التِّرْمِذِيِّ الْمُبْتَدِعِ أَنْكَرُوهُ، وَرَدُّوا فَضِيلَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْهَرُوا رَدَّهُ فَشَهِدَ عَلَيْهِمُ الثِّقَاتُ بِذَلِكَ فَهَجَرْنَاهُمْ، وَبَيَّنَّا أَمْرَهُمْ، وَكَتَبْتُ إِلَى شُيُوخِنَا بِبَغْدَادَ، فَكَتَبُوا إِلَيْنَا هَذَا الْكِتَابَ، فَقَرَأْتُهُ بِطَرَسُوسَ عَلَى أَصْحَابِنَا مَرَّاتٍ، وَنَسَخَهُ النَّاسُ، وَسَرَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَهْلَ السُّنَّةِ، وَزَادَهُمْ سُرُورًا عَلَى مَا عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّتِهِ وَقَبُولِهِمْ

اور ابو بکر المروزی نے خبر دی انہوں نے امام احمد سے سنا کہ مجاہد نے کہا میں نے قرآن کو ابن عباس پر تین دفعہ پیش کیا ابن بکر الخلال کہتے ہیں میں نے کتاب السنہ

کو مسجد الجامع میں طَرَسُوسَ میں پڑھا پس جب سن ۲۹۲ ھ آیا اور مقام محمود کے بارے میں پڑھا پتا چلا کہ طَرَسُوسَ میں ترمذی کے مبتدعی اصحاب اس کا انکار کرتے ہیں اور رسول الله کی فضیلت کے انکاری ہیں اور وہاں ان کا رد کرنا ظاہر ہوا . اس پر ثقات نے شہادت دی لہذا ان کو برا کہا اور ان کا معاملہ (عوام پر) واضح کیا گیا اور اپنے شیوخ کو(بھی) بغداد (خط) لکھ بھیجا پس انہوں نے جواب بھیجا جس کو طَرَسُوسَ میں اپنے اصحاب پر کئی دفعہ پڑھا اور لوگوں نے اس کو نقل (لکھا) کیا اور الله تعالی نے اہل السنت کو بلند کیا اور ان کا سرور بڑھایا اس سے جو ان کے پاس ہے پر اس کی صحت و قبولیت(عامہ)

معلوم ہوا کہ ترمذی کے مبتدعی اصحاب اس عقیدے کے انکاری تھے اور علماء بغداد اس کے اقراری

کہا اور **الْعَجَميّ التِّرْمذِيَّ** ابو بکر الخلال نے کتاب السنہ میں ترمذی کو کبھی بھی کہا اور کہتے ہیں **اَلْجَهْمِيّ الْعَجَمِيّ** کبھی

ترمذی کون ہے؟

ان حوالوں میں ترمذی کون ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں اس سے مراد الجهم بن صفوان المتوفی ۱۲۸ ھ ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں کیونکہ کتاب السنہ از ابو بکر الخلال کے مطابق یہ امام احمد اور ان کے بیٹے کا ہم عصر ہے

کتاب السنة از ابو بکر الخلال جو دكتور عطية الزهراني کی تحقیق کے ساتھ دار الراية – الرياض سے سن ۱۹۸۹ میں شائع ہوئی ہے اس کے محقق کے مطابق یہ جهم نہیں

۲۷۷ ـ وقال هارون بن العباس الهاشمي جاءني عبد الله بن احمد بن حنبل فقلت/له: إن هذا الترمذي الجهمي الراد[٧] لفضيلة رسول الله ﷺ ا

(١) سورة النجم، آية: ٢ ـ ٣.
(٢) إسناده صحيح.
(٣) ابن موسى بن سليمان الكديمي أبو العباس البصري، ضعيف. تقريب التهذيب: ٢٢٢/٢.
(٤) عبد الله بن عون. ابن أرطبان المزني.
(٥) محمد بن سيرين.
(٦) إسناده ضعيف.
(٧) هذا دليل على أن الترمذي الجهمي الذي يقصده المؤلف ليس بجهم بن صفوان

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب الزاهد أبو عبدالله محمد بن علي ابن الحسن بن بشر الحكيم الترمذي المتوفی ۳۲۰ ھ ہیں لیکن یہ صوفی تھے اور اس عقیدے پر تو یہ ضرور خوش ہوتے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم کو عرش پر بٹھایا جائے گا

حکیم الترمذی کتاب نوادر الأصول في أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم میں لکھتے ہیں

حَتَّى بشر بالْمقَام الْمَحْمُود قَالَ مُجَاهِد {عَسى أَن يَبْعَثك رَبك مقَاما مَحْمُودًا} قَالَ يجلسه على عَرْشه
یہاں تک کہ مقام محمود کی بشارت دی جائے گی مجاہد کہتے ہیں ان کو عرش پر بٹھایا جائے گا
لہذا یہ حکیم ترمذی نہیں

کتاب السنہ از الخلال میں ہے

الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيِّ...ذَكَرَ أَنَّ هَذَا التِّرْمِذِيَّ الَّذِي رَدَّ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ مَا رَآهُ قَطُّ عِنْدَ مُحَدِّث
الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيِّ(المتوفی ۲۷۱ ھ) کہتے ہیں جب ان کے سامنے ترمذی کا ذکر ہوا جو مجاہد کی حدیث رد کرتا ہے کہا میں نے اس کو کسی محدث کے پاس نہیں دیکھا
معلوم ہوا کہ الترمذی، الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيِّ(المتوفی ۲۷۱ ھ) کا ہم عصر ہے
یہ قول تعصب پر مبنی ہے یا واقعی یہ االْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيِّ(المتوفی ۲۷۱ ھ) کآ ترمذی کوئی جھمی ہی ہے یہ کیسے ثابت ہو گا؟ اس طرح کے اقوال امام ابو حنیفہ کے لئے بھی ہیں جس میں لوگ ان کو جھمی بولتے ہیں اور کہتے ہیں حدیث میں یتیم تھے لیکن ان کو جھمی نہیں کہا جاتا . اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ ترمذی محدث نہیں تو عجیب بات ہے کہ اس عقیدے کے رد میں کوئی محدث نہیں ملتا
الذہبی کتاب العرش میں اپنا خیال پیش کرتے ہیں

الترمذي ليس هو أبو عيسى صاحب "الجامع" أحد الكتب الستة، وإنما هو رجل في عصره من الجهمية ليس بمشهور اسمه
یہ الترمذي ، أبو عيسى نہیں جو صاحب "الجامع" ہیں الستہ میں سے بلکہ یہ کوئی اور شخص ہے اسی دور کا جو جھمیہ میں سے لیکن مشھور نہیں
ہماری رائے میں یہ اغلبا امام ترمذی ہیں اگر کسی کے پاس اس کے خلاف کوئی دلیل ہو تو ہمیں خبر دے

امام ترمذی سنن میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِه: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] وَسُئِلَ عَنْهَا قَالَ: «هِيَ الشَّفَاعَةُ»: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَدَاوُدُ الزَّعَافِرِيُّ هُوَ: دَاوُدُ الْأَوْدِيُّ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ عَمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ

ابو هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ نے کہا کہ رسول الله نے الله کے قول عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] پر فرمایا جب میں نے سوال کیا کہ یہ شفاعت ہے

امام ترمذی نے ایک دوسری سند سے اس کو مکمل روایت کیا سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

اس کے آخر میں ہے

وَهُوَ المَقَامُ المَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] " قَالَ سُفْيَانُ: لَيْسَ عَنْ أَنَسٍ، إِلَّا هَذِهِ الكَلِمَةُ. «فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا»: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ» وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الحَدِيثَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

اور یہ مقام محمود ہے جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے .... اور بعض نے اس کو أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سے بھی روایت کیا ہے

امام ترمذی نے نہ صرف آیت کی شرح میں مقام محمود سے مراد شفاعت لیا بلکہ کہا کہ ابی نضرہ سے ، ابن عباس سے بھی ایسا ہی منقول ہے

لیکن ان کے مخالفین کو یہ بات پسند نہیں آئی کیونکہ وہ تو ابن عباس سے دوسرا قول منسوب کرتے تھے لہذا کتاب السنہ از ابو بکر الخلال میں ہے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: وَبَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ الْجُهَّالِ دَفْعُ الْحَدِيثِ بِقِلَّةِ مَعْرِفَتِهِ فِي رَدِّهِ مِمَّا أَجَازَهُ الْعُلَمَاءُ مِمَّنْ قَبْلَهُ مِمَّنْ ذَكَرْنَا، وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِمَّنْ ذَكَرْتُ عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ، إِلَّا وَقَدْ سَلَّمَ الْحَدِيثَ عَلَى مَا جَاءَ بِهِ الْخَبَرُ، وَكَانُوا أَعْلَمَ بِتَأْوِيلِ الْقُرْآنِ وَسُنَّةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِمَّنْ رَدَّ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ الْجُهَّالِ، وَزَعَمَ أَنَّ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ هُوَ الشَّفَاعَةُ لَا مَقَامَ غَيْرُهُ.

محمد بن عثمان نے کہا اور مجھ تک پہنچا کہ بعض جھلا اس (مجاہد والی) حدیث کو قلت معرفت کی بنا پر رد کرتے ہیں ... اور دعوی کرتے ہیں کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے کچھ اور نہیں

امام ترمذی نے کتاب التفسیر اور کتاب التاریخ بھی لکھی تھیں جو اب مفقود ہیں اور ممکن ہے مجاہد کے قول پر تفسیر کی کتاب میں جرح بھی کی ہو

مخالفین کو اعتراض ہے کہ اس آیت کی شرح میں یہ کیوں کہا جا رہا ہے کہ اس سے مراد صرف شفاعت ہے کچھ اور نہیں

بعض علماء نے رائے لی کہ امام ترمذی جهمی تھے مثلا ابن تیمیہ نے یہ قول کہا[25]

---

[25]

ابن تیمیہ کے نزدیک امام ترمذی جهمی ہیں

امام ترمذی سنن میں ایک حدیث بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الحَدِيدِ میں لکھتے ہیں

وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ هَذَا الحَدِيثَ، فَقَالُوا: إِنَّمَا هَبَطَ عَلَى عِلْمِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانه. عِلْمُ اللهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى العَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ.

ابن قیم کتاب مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة میں لکھتے ہیں کہ ترمذی نے کہا

فَحَكَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَعْنَى يَهْبِطُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ وَقُدْرَته وَسُلْطَانه، وَمُرَادُهُ عَلَى مَعْلُومِ اللَّهِ وَمَقْدُورِهِ وَمُلْكِهِ، أَيِ انْتَهَى عِلْمُهُ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ إِلَى مَا تَحْتَ التَّحْتِ، فَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ.

ابن قیم کتاب مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة میں لکھتے ہیں

شیخ ابن تیمیہ نے کہا

وَأَمَّا تَأْوِيلُ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ بِالْعِلْمِ فَقَالَ شَيْخُنَا: هُوَ ظَاهِرُ الْفَسَادِ مِنْ جِنْسِ تَأْوِيلَاتِ الْجَهْمِيَّةِ

اور جہاں تک ترمذی اور دوسروں کی تاویل کا تعلق ہے تو شیخ کہتے ہیں وہ ظاہر فساد ہےاور جهمیہ کی تاویلات کی جنس میں سے ہے

ابن   حزم کی رائے میں ترمذی مجہول ہیں[26]

[26]

امام ابن حزم نے اس قول کو اپنی کتاب الایصال میں بیان کیا ہے جو مفقود ہے - کتاب المحلی بالآثار میں ابن حزم ابو الوفاء بن عبد السلام کی پیش کردہ ایک روایت کو رد کرتے ہیں اس کی سند میں امام ترمذی ہیں لیکن وہاں اسکو رد کرنے کی وجوہ الگ بتاتے ہیں

ہمارے علم میں تین وجوہ ہیں -

علماء امام ترمذی کی کنیت پر اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی آدمی ابو عیسی کنیت رکھے کیونکہ عیسی علیہ السلام تو بن باپ پیدا ہوئے تھے امام ترمذی کی کنیت پر اختلاف ہے ابن دحیة کے مطابق ابن الدھان ہے دیکھیے إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي

کہا جاتا ہے الترمذی نام کا کوئی شخص حنابلہ یعنی احمد بن حنبل کے متعقدین کے اس عقیدے کے خلاف تھا کہ روز محشر رسول الله صلی الله علیہ وسلم کوعرش پر بٹھایا جائے گا جو اسی دور کا ہے جس میں سنن والے امام ترمذی موجود ہیں - اس پر حنابلہ کی طرف سے آج کہا جاتا ہے کہ یہ ترمذی مجھول ہے لیکن اس ترمذی کا اختلافی قول سنن ترمذی سے مماثلت رکھتا ہے مزید تفصیل اس ویب سائٹ کے عقائد پر سوالات میں ہے

امام ترمذی سے منسوب کتاب العلل کی سند نہیں ہے بہت سے علماء کے نزدیک یہ کتاب غیر ثابت ہے

ان تین وجوہ کی بنا پر شاید ابن حزم کے نزدیک امام ترمذی مجہول تھے

الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

ولا التفات إلى قول أبي محمد بن حزم فيه في الفرائض من كتاب الايصال : إنه مجهول، فإنه ما عرفه ولا درى بوجود الجامع ولا العلل اللذين له
اور ابی محمد ابن حزم کے قول کی طرف مائل نہ ہو جو کتاب الایصال میں الفرائض میں ہے کہ یہ ترمذی مجھول ہے کیونکہ میں نہیں جانتا اور مجھے نہیں پتا کہ (کتاب) الجامع اور (کتاب) العلل   اسی سے ہیں
تہذیب التہذیب میں ابن حجر کہتے ہیں

وأما أبو محمد بن حزم فإنه نادى على نفسه بعدم الاطلاع فقال في كتاب الفرائض من الاتصال محمد بن عيسى بن سورة مجهول

امام احمد کی اقتدہ

علی بن داود کہتے ہیں

أَمَّا بَعْدُ: فَعَلَيْكُمْ بِالتَّمَسُّك بِهَدْيِ أَبِي عَبْد اللَّه أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّد بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ لِمَنْ بَعْدَهُ، وَطَعْنٌ لِمَنْ خَالَفَهُ، وَأَنَّ هَذَا التِّرْمِذِيَّ الَّذِي طَعَنَ عَلَى مُجَاهِدٍ بِرَدِّهِ فَضِيلَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ مُبْتَدِعٌ، وَلَا يَرُدُّ حَدِيثَ مُحَمَّد بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] قَالَ: يُقْعِدُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ «إِلَّا جَهْمِيٌّ يُهْجَرُ، وَلَا يُكَلَّمُ وَيُحَذَّرُ عَنْهُ، وَعَنْ كُلِّ مَنْ رَدَّ هَذِهِ الْفَضِيلَةَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى هَذَا التِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ جَهْمِيٌّ خَبِيثٌ

اما بعد تمہارے لئے امام احمد بن حنبل کی ہدایت ہے جو امام المتقین ہیں بعد والوں کے لئے اور اس پر طعن کرو جو ان کی مخالفت کرے اور بے شک یہ ترمذی جو مجاہد پر طعن کرتا ہے اس فضیلت والی حدیث پر..... وہ مبتد عی ہے اور اس روایت کو سوائے الجہمی کے کوئی رد نہیں کرتا اس کو برا کہو اس سے کلام نہ کرو گواہی دیتا ہوں یہ ترمذی جہمی خبیث ہے اس سے دور رہو اور میں

امام احمد اس عرش پر بٹھائے جانےکے بدعتی عقیدے والوں کے امام تھے ابو بکر الخلال کی کتاب السنہ میں ہے کہ محمد بن یونس البصری کہتے ہیں

فَمَنْ رَدَّ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ، أَوْ طَعَنَ فِيهَا فَلَا يُكَلَّمُ، وَإِنْ مَاتَ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْه، وَقَدْ صَحَّ عِنْدَنَا أَنَّ هَذَا التِّرْمِذِيَّ تَكَلَّمَ فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي يَحْتَجُّ بِهَا أَهْلُ السُّنَّةِ، وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ تَبَيَّنَ

اور جہاں تک ابن حزم ہیں تو انہوں نے اپنے لئے بے خبری کا کتاب فرائض میں بیان کیا ہے کہ محمد بن عیسی بن سورہ مجھول ہے
الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

قَالَ أبو الفتح اليَعْمُريّ: قَالَ أبو الْحَسَن بن القطان فِي " بيان الوهم والإيهام " عقيب قول ابنِ حزْم: هَذَا كلام من لم يبحث عَنْهُ، وقد شهِدَ له بالإمامة والشُّهْرة الدّارَقُطْنيّ، والحاكم.
أبو الفتح اليَعْمُريّ نے کہا کہ أبو الْحَسَن بن القطان نے کتاب بیان الوهم والإيهام میں کہا ابن حزم کے قول پر کہ یہ بات اس قابل نہیں کہ اس پی بحث کریں انکی امامت و شہرت کی گواہی دارقطنی اور حاکم نے دی
دارقطنی چوتھی اور حاکم پانچویں صدی میں فوت ہوئے لہذا انکی گواہی خبر ہی ہے شواہد کی بنیاد پر نہیں

أَمْرُهُ، فَعَلَيْكُمْ بِالسّنَّة وَالاتِّبَاعِ، وَمَذْهَبِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ الْإِمَامُ يُقْتَدَى بِهِ
پس جو اس حدیث کو رد کرے اور اس طعن کرے اس سے کلام نہ کرو اور اگر مر جائے تو جنازہ نہ پڑھو اور یہ ہمارے نزدیک صحیح ہے کہ یہ ترمذی اس پر کلام کرتا ہے جس سے اہل سنت احتجاج کرتے ہیں اور اس شخص کا معاملہ واضح ہے . پس تمہارے لئے سنت اور اسکا اتباع ہے اور ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے جو امام ہیں جن کا اقتدہ کیا جاتا ہے
كتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات از القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى :458هـ) کے مطابق

وَذَكَرَ أَبُو عبد اللَّه بْن بطة فِي كتاب الإبانة، قَالَ أَبُو بكر أحمد بْن سلمان النجاد: لو أن حالفا حلف بالطلاق ثلاثا أن اللَّه تَعَالَى: يقعد محمدا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ معه عَلَى العرش ه.......
اور ابو عبداللہ بن بطة نے كتاب الإبانة میں ذکر کیا کہ أَبُو بكر أحمد بْن سلمان النجاد نے کہا اگر میں قسم لو تو تین طلاق کی قسم لوں (اگر ایسا نہ ہو) کہ بے شک الله تعالی ، محمّد صلی الله علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا
یہ قسم اٹھانے کا اس وقت کا انداز تھا کہ اس عقیدے پر اتنا ایمان تھا کہ تین طلاق تک کی قسم کھائی جا رہی ہے

مشہور امام أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) كتاب الشريعة لکھتے ہیں

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَأَمَّا حَدِيثُ مُجَاهِد فِي فَضِيلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَتَفْسِيرُهُ لِهَذِهِ الْآيَةِ: أَنَّهُ يُقْعِدُهُ [ص:1613] عَلَى الْعَرْشِ , فَقَدْ تَلَقَّاهَا الشُّيُوخُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالنَّقْلِ لِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , تَلَقَّوْهَا بِأَحْسَنِ تَلَقٍّ , وَقَبِلُوهَا بِأَحْسَنِ قَبُولٍ , وَلَمْ يُنْكِرُوهَا , وَأَنْكَرُوا عَلَى مَنْ رَدَّ حَدِيثَ مُجَاهِدٍ إِنْكَارًا شَدِيدًا وَقَالُوا: مَنْ رَدَّ حَدِيثَ مُجَاهِد فَهُوَ رَجُلُ سُوءٍ قُلْتُ: فَمَذْهَبُنَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ قَبُولُ مَا رَسَمْنَاهُ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ مِمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ , وَقَبُولُ حَدِيثِ مُجَاهِد , وَتَرْكُ الْمُعَارَضَةِ وَالْمُنَاظَرَةِ فِي رَدِّهِ , وَاللَّهُ الْمُوَفِّقُ لِكُلِّ رَشَادٍ وَالْمُعِينُ عَلَيْهِ , وَقَدْ حَدَّثَنَاهُ جَمَاعَةٌ
الآجُرِّيُّ کہتے ہیں جہاں تک مجاہد کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفضیل سے متعلق روایت ہے تو وہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ بے شک ان کو عرش پر بٹھایا جائے گا اس کو اہل علم اور حدیث کو نقل کرنے والے لوگوں (یعنی محدثین) کے شیوخ نے قبول کیا ہے بہت بہترین انداز سے اور حسن قبولیت دیا ہے اور انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان کا انکار

کیا ہے جو مجاہد کی حدیث کو رد کریں شدت کے ساتھ اور کہا ہے کہ جو مجاہد کی حدیث قبول نہ کرے وہ برا آدمی ہے میں کہتا ہوں پس ہمارا مذھب یہی ہے الحمدللہ .....جو ایک جماعت نے روایت کیا ہے
الآجُرِّيّ کی اس بات سے ظاہر ہے کہ جب ابن تیمیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے انکے من پسند اہل علم مجاہد کے اس قول کو قبولیت کا درجہ دے چکے تھے

أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيّ البغدادي، سنن ابی داود کے مولف امام ابو داود کے بیٹے أبوبكر بن أبي داود عبدالله بن سليمان بن الأشعث السجستاني
(ت316هـ) کے شاگرد ہیں

آٹھویں صدی میں جا کر الذھبی اور ابن تیمیہ کے دور میں علماء کا ماتھا اس روایت پر ٹھنکا اور اس کا انکار کیا گیا اسی وجہ سے الذھبی نے كتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها میں اس کا رد کیا لیکن الذھبی نے یہ مانا کہ امام ابو داود اس کو تسلیم کرتے تھے دوسری طرف ابو بکر الخلال کی کتاب السنہ سے واضح ہے امام ابوداود اور ان کے استاد امام احمد دونوں اس قول کو مانتے تھے

الذھبی كتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها میں لکھتے ہیں

فَممَّنْ قَالَ أَن خبر مُجَاهد يسلم لَهُ وَلَا يُعَارض عَبَّاس بن مُحَمَّد الدوري الْحَافِظ وَيحيى بن أَبِي طَالب الْمُحدث وَمُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل السّلمِيّ التِّرْمِذِيّ الْحَافِظ وَأَبُو جَعْفَر مُحَمَّد بن عبد الْملك الدقيقي وَأَبُو دَاوُد سُلَيْمَان بن الْأَشْعَث السِّجِسْتَانِي صَاحب السّنَن وَإِمَام وقته إِبْرَاهِيم بن إِسْحَاق الْحَرْبِيّ والحافظ أَبُو قلَابَة عبد الْملك بن مُحَمَّد الرقاشي وحمدان بن عَلّي الْوراق الْحَافِظ وَخلق سواهُم من عُلَمَاء السّنة مِمَّن أعرفهم وَمِمَّنْ لَا أعرفهم وَلَكِن ثَبت فِي الصِّحَاح أَن الْمقَام الْمَحْمُود هُوَ الشَّفَاعَة الْعَامَّة الْخَاصَّة بنبينا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم
الكتاب قمع الدجاجلة الطاعنين في معتقد أئمة الإسلام الحنابلة از المؤلف: عبد العزيز بن فيصل الراجحي
الناشر: مطابع الحميضي – الرياض الطبعة: الأولى، 1424 هـ

میں مولف ، الذھبی کی یہی بات نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں

وأثبتها أيضا أئمة كثير، غير من سمى الذهبي هنا، منهم:. محمد بن مصعب العابد شيخ بغداد.

والإمام الحجة الحافظ أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (ت 241 هـ) ، إمام أهل السنة . قاطبة.

. وعبد الله بن أحمد بن حنبل الحافظ (ت 290 هـ) .

اور اس کو مانا ہے ائمہ کثیر نے جن کا نام الذہبی نے نہیں لیا ان میں ہیں محمد بن مصعب العابد شيخ بغداد اور لإمام الحجة الحافظ أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (ت 241 هـ) اور عبدللہ بن احمد بن حنبل

سکین پسند حضرات بھی دیکھیں

قمع الدجاجلة

الطاعنين في معتقد أئمة الإسلام الحنابلة

(رد على حسن بن فرحان المالكي ، في كتابه " قراءة في كتب العقائد ")

تأليف

عبد العزيز بن فيصل الراجحي

تقديم

معالي الشيخ العلامة الدكتور صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان

عضو هيئة كبار العلماء ، وعضو اللجنة الدائمة للإفتاء

فصل

في إنكار المالكي عظيم ما شرف الله عز وجل به نبيه صلى الله عليه وسلم من إقعاده على العرش وطعنه في الحنابلة لإثباتهم ذلك والرد عليه

قال المالكي ص ([illegible]) :

(وروْوا- يعني بهـــم الحنابلة – أن المقام المحمود للنبي هو قعوده صلى الله عليه وعلى آله وسلم مع ربه على العرش .

واعتـــبروا من رد هذا الأثـــر الضعيف ، جهميا أو زنديقا ، وأنه لا يؤمن بيوم الحساب .

آگے لکھتے ہیں

فمجاهد أجل المفسرين في زمانه ، وأجل المقرئين ، تلا عليه ابن كثير ، وأبو عمرو ، وابن محيصن .

فممن قال " إن خبر مجاهد يسلم به ، ولا يعارض " :

- عباس بن محمد الدوري الحافظ (ت 271 هـ) .
- ويحيى بن أبي طالب المحدث (ت 275 هـ) .
- ومحمد بن إسماعيل السلمي الترمذي الحافظ (ت 280 هـ) .
- وأبو جعفر محمد بن عبد الملك الدقيقي (ت 266 هـ) .
- وأبو داوود سليمان بن الأشعث السجستاني ، صاحب " السنن " (ت 275 هـ) .
- وإمام وقته ، إبراهيم بن إسحاق الحربي (ت 285 هـ) .
- والحافظ أبو قلابة عبد الملك بن محمد الرقاشي (ت 276 هـ) .
- وحمدان بن علي الوراق الحافظ (ت 272 هـ) .

وخلق سواهم من علماء السنة ممن أعرفهم ، وممن لا أعرفهم ، ولكن ثبت في الصحاح أن المقام المحمود هو الشفاعة العامة ، الخاصة بنبينا ﷺ) ا هـ كلام الذهبي .

وأثبتها أيضا أئمة كثير ، غير من سمى الذهبي هنا ، منهم :

- محمد بن مصعب العابد شيخ بغداد .
- والإمام الحجة الحافظ أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (ت 241 هـ) ، إمام أهل السنة قاطبة .
- وعبد الله بن أحمد بن حنبل الحافظ (ت 290 هـ) .
- ومحمد بن جرير الطبري شيخ المفسرين (ت 310 هـ) ، وسبق ذكر قوله ، بل حكايته الإجماع على ذلك .
- ومحمد بن علي السراج .
- وأبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن النجاد الحافظ شيخ العراق (ت 248 هـ) .
- والحافظ يحيى بن محمد بن صاعد (ت 318 هـ) .
- وأبو الحسن علي بن عمر الدارقطني ، الحافظ الكبير (ت 348 هـ) ، ونظم في ذلك أبياتا مشهورة ، قال فيها :

حديث الشفاعة في أحمد   إلى أحمد المصطفى نسنده

فهذا اعتقاد أئمة الإسلام ، وقولهم في هذا الأثر ، الذي رواه مجاهد رحمه الله ، وغالب من ذكر ليس بحنبلي .

أما كذبة المالكي الثانية : فزعمه أن هذا الأثر مكذوب !!

شیخ صالح بن فوزان ، عبد العزیز بن فیصل کی تحقیق پر مہر ثبت کر چکے ہیں اور عبد العزیز کے نزدیک عرش پر نبی کو بٹھایا جانا، امام احمد بن حنبل کا عقیدہ ہے اور ان کے بیٹے کا بھی اور المالکی جو کہتا ہے یہ امام احمد کا عقیدہ نہیں جھوٹ بولتا ہے

ابن قیم کتاب بدائع الفوائد میں لسٹ دیتے ہیں جو اس عقیدے کو مانتے ہیں جن میں امام دارقطنی بھی ہیں اور کے اشعار لکھتے ہیں

قال القاضي: "صنف المروزي كتابا في فضيلة النبي صلى الله عليه وسلم وذكر فيه إقعاده على العرش" قال القاضي: "وهو قول أبي داود وأحمد بن أصرم ويحيى بن أبي طالب وأبي بكر بن حماد وأبي جعفر الدمشقي وعياش الدوري وإسحاق بن راهوية وعبد الوهاب الوراق وإبراهيم الأصبهاني وإبراهيم الحربي وهارون بن معروف ومحمد بن إسماعيل السلمي ومحمد بن مصعب بن العابد وأبي بن صدقة ومحمد بن بشر بن شريك وأبي قلابة وعلي بن سهل وأبي عبد الله بن عبد النور وأبي عبيد والحسن بن فضل وهارون بن العباس الهاشمي وإسماعيل بن إبراهيم الهاشمي ومحمد بن عمران الفارسي الزاهد ومحمد بن يونس البصري وعبد الله ابن الإمام والمروزي وبشر الحافي". انتهى.

ابن قیم امام دارقطنی کے اس عقیدے کے حق میں اشعار بھی نقل کرتے ہیں کہتے ہیں

وهو قول أبي الحسن الدارقطني ومن شعره فيه
حديث الشفاعة عن أحمد ... إلى أحمد المصطفى مسنده
وجاء حديث بإقعاده ... على العرش أيضا فلا نجحده
أمروا الحديث على وجهه ... ولا تدخلوا فيه ما يفسده
ولا تنكروا أنه قاعده ... ولا تنكروا أنه يقعده

معلوم ہوا کہ محدثین کے دو گروہ تھے ایک اس عرش پر بٹھائے جانے والی بات کو رد کرتا تھا جس میں امام الترمذی تھےاور دوسرا گروہ اس بات کو شدت سے قبول کرتا تھا جس میں امام احمد اور ان کے بیٹے ، امام ابو داود وغیرہ تھے اوریہ اپنے مخالفین کوالْجَهْمِيَّةُ کہتے تھے

ہمارے نزدیک یہ عقیدہ کہ اللہ تعالی ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا صحیح نہیں اور ہم اس بات کو مجاہد سے ثابت بھی نہیں سمجھتے جیسا کہ الذہبی نے تحقیق کی ہے

افسوس الذہبی کے بعد بھی اس عقیدے کو محدثین نے قبول کیا مثلا

شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (المتوفى: 902هـ کتاب القَولُ البَدِيعُ فِي الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں

وعن رويفع بن ثابت الأنصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – من قال اللهم صل على محمد وأنزله المقعد المقرب عندك يوم القيامه وجبت له شفاعتي رواه البزار وابن أبي عاصم وأحمد بن حنبل وإسماعيل القاضي والطبراني في معجميه الكبير والأوسط وابن بشكوال في القربة وابن أبي الدنيا وبعض أسانيدهم حسن قاله المنذري
اور رويفع بن ثابت الأنصاري رضي الله عنه کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہے اے اللہ محمد پر رحمت نازل کر اور روز محشر ان کو پاس بیٹھنے والا مقرب بنا، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی
اس کو البزار اورابن أبي عاصم اورأحمد بن حنبل اورإسماعيل القاضي اورالطبراني نے معجم الكبير اورالأوسط میں اور ابن بشكوال نے القربة میں اور ابن أبي الدنيا نے روایت کیا ہے اور المنذري کہتے ہیں اس کی بعض اسناد حسن ہیں
اس کے بعد السخاوي تشریح کرتے ہیں

والمقعد المقرب يحتمل أن يراد به الوسيلة أو المقام المحمود وجلوسه على العرش أو المنزل العالي والقدر الرفيع والله أعلم
اور قریب بیٹھنے والا ہو سکتا ہے اس سے مراد الوسيلة ہو یا المقام المحمود یا عرش پر بٹھایا جانا ....ہ
السخاوي اگر ان الفاظ کی تشریح نہیں کرتے تو ہم سمجھتے کہ ہو سکتا ہے ان کے نزدیک یہ روایت صحیح نہ ہو لیکن اس طرح انہوں نے اس کی تشریح کی ہے اس سے ظاہر ہے ان کا عقیدہ بھی اس پر تھا

ابن كثير کتاب النهاية في الفتن والملاحم میں لکھتے ہیں

وَقَدْ رَوَى لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، وَأَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ، وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَجَابِرٌ الْجُعْفِيِّ، عَنْ مُجَاهِد أَنَّهُ قَالَ فِي تَفْسِيرِ الْمَقَامِ الْمَحْمُود: إِنَّهُ يُجْلِسُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ، وَرُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ عَبْد اللَّه بن سلام، وجمع فيه أبو بكر المروزي جزءاً كبيراً، وحكاه هو وغيره وغير واحد من السَّلَف وَأَهْل الْحَديث كَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْه وَخَلْقٍ وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَهَذَا شَيْءٌ لَا يُنْكِرُهُ مُثْبِتٌ وَلَا نَافٍ، وَقَدْ نظمه الحافظ أبو الحسن الدارقطني في صيدة لَهُ.

قُلْتُ: وَمِثْلُ هَذَا لَا يَنْبَغِي قَبُولُهُ إلا عن معصوم، ولم يثبت فيه حَدِيثٌ يُعَوَّلُ عَلَيْه، وَلَا يُصَارُ بِسَبَبِهِ إِلَيْه، وقول مجاهد في هذا المقام ليس بحجة بمفرده، وَلَكِنْ قَدْ تَلَقَّاهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيث بالقبول

ابن کثیر کہتے ہیں میں کہتا ہوں مجاہد کا منفرد قول حجت نہیں لیکن اس کو اہل حدیث نے قبول کیا ہے

مختصر العلو للعلي العظيم للذهبي ص ٢٣٤ میں البانی اپنے حاشیہ عصر حاضر میں میں کہتے ہیں

وان عجبي لا يكاد ينتهي من تحمس بعض المحدثين السالفين لهذا الحديث الواهي والاثر وهب أن الحديث في ...المنكر ومبالغتم في الانكار على من رده واساءتهم الظن بعقيدته حكم المرسل فكيف تثبت به فضيلة؟! بل كيف يبنى عليه عقيده أن الله يقعد نبيه – صلى الله عليه وسلم – معه على عرشه

اور میں حیران ہو کہ سلف میں بعض محدثین کا اس واہی حدیث اور منکر اثر پر جوش و خروش کی کوئی انتہا نہیں تھی اور(حیران ہوں کہ) محدثین کا اپنے مخالفین کے انکار اور رد میں مبالغہ آمیزی اور عقیدے میں ان کو برا کہنے پر ... اور حدیث مرسل ہے تو اس سے فضیلت کیسے ہوثابت ہو گئی؟ بلکہ یہ عقیدہ ہی کیسے بنا لیا کہ الله عرش پر نبی صلی الله علیہ وسلم کو بٹھائے گا!

الذہبی کتاب تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں سن ٣١٦ ھ کے واقعات پر لکھتے ہیں

وهاجت ببغداد فتنة كبرى بسبب قوله: {عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا} [الإسراء: 79] ، فقالت الحنابلة: معناه يُقْعدهُ اللَّه عَلَى عرشه كما فسره مجاهد.

وقال غيرهم من العلماء: بل هيَ الشّفاعة العُظْمى كما صحّ فِي الحديث. ودام الخصام والشَّتْم واقتتلوا، حتّى قُتل جماعة كبيرة. نقله الملك المؤيدّ، رحمه الله

اور بغداد میں ایک بڑے فتنہ پر جھگڑا ہوا الله تعالی کے قول کہ ہو سکتا ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر بھیجے کے سبب- حنابلہ نے کہا اس کا مطلب عرش پر بیٹھانا ہے جیسا مجاہد نے کہا اور دوسرے علماء نے کہا نہیں یہ شفاعت ہے جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور اس میں لڑائی رہی اور گالیاں چلیں اور ایک بڑی جماعت قتل ہوئی- اس کو نقل کیا الملك المؤيدّ نے

اس مسئلہ میں بحث سے یہ بھی واضح ہوا کہ خبر واحد عقیدے میں دلیل نہیں ہے
عرش پر بٹھائے جانے کا عقیدہ بعض محدثین نے قبول کیا جو روایت پسندی میں بہت
آگے چلے گئے حتی کہ اس عقیدے کا باطل ہونا واضح ہوا

اللہ ہم سب کو غلو سے بچائے

صحيح مسلم کی روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا پر سوال ہے
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ»

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ رسول اللہ نے فرمایا میں نے نور دیکھا

جواب

اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک میں عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِيّ ضعيف الحَدِيث ہے

ابن عدی الکامل میں روایت پیش کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا مُحَمد بْنُ الْمِنْهَالِ، حَدَّثَنا عُمَرِ بن حبيب، حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ حُمَيد بْنِ هلال عَنْ عَبد اللَّه بْنِ الصَّامِتَ، عَن أَبِي ذَرٍّ، قالَ: قُلتُ يَا رَسُولَ اللهَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ كَيْفَ أَرَاهُ، وَهو نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ.
وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ خَالِدِ الحذاء غير محفوظ.

کہتے ہیں یہ روایت عمر بن حبیب کی سند سے غیر محفوظ ہے

اس روایت کے دوسرے طرق میں يزيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي ہے اور اس طرق سے امام مسلم نے صحیح میں اس کو نقل کیا ہے

کتاب ذخیرة الحفاظ از ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) کے مطابق

حَديث: نور أَنى أَرَاهُ. رَوَاهُ يزِيد بن إِبْرَاهِيم التستري: عَن قَتَادَة، عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: قلت لأبي ذَر: لَو رَأَيْت رَسُول الله لسألته، قَالَ لي: عَمَّا كنت تسأله؟ قَالَ: كنت أسأله: هَل رأى ربه عز وَجل؟ فَقَالَ: قد سَأَلته، فَقَالَ: نور أرِيه مرَّتَيْنِ أَو ثَلَاثًا. وَهَذَا لم يروه عَن قَتَادَة غير يزِيد هَذَا، وَلَا عَن يزِيد غير مُعْتَمر بن سُلَيْمَان، وَكِلَاهُمَا ثقتان، وَحكي عَن يحيى بن معِين أَنه قَالَ: يزِيد فِي قَتَادَة لَيْسَ بذلك وَأنكر عَلَيْهِ رِوَايَته: عَن قَتَادَة عَن أنس.

حديث میں نے نور دیکھا اس کو يزِيد بن إِبْرَاهِيم التستري نے قتادہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے کہا ہے میں نے ابو ذر سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ کو دیکھتا تو پوچھتا ؟ انہوں نے کہا کیا پوچھتے ؟ میں نے کہا پوچھتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے پوچھا تھا پس کہا میں نے دو یا تین بار نور دیکھا اور اس کو روایت نہیں کیا قتادہ سے مگر یزید نے اور یزید سے کسی نے روایت نہیں کیا سوائے معتمر بن سلیمان کے اور یہ دونوں ثقہ ہیں اور یحیی بن معین سے حکایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا یزید قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا اچھا نہیں ہے اور اس کی روایات کا انکار کیا جو قتادہ عن انس سے ہوں

ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق میں الذھبی کہتے ہیں

قال القطان ليس بذاك

تاریخ الاسلام میں الذھبی کہتے ہیں

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هُوَ فِي قَتَادَةَ لَيْسَ بِذَاكَ

ابن معین کہتے ہیں قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا (اچھا) نہیں ہے

ميزان الاعتدال في نقد الرجال میں الذھبی اس نور والی روایت کا یزید بن إبراهيم کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں اس کا اور معتمر کا تفرد ہے

محمد بن وزير الواسطي، حدثنا معتمر بن سليمان، عن يزيد بن إبراهيم، عن قتادة، عن عبد الله بن شقيق، قال: قلت لأبي ذر: لو رأيت النبي صلى الله عليه
وسلم لسألته: هل رأى ربه؟ فقال: قد سألته فقال لي: نور إني أراه مرتين أو ثلاثا.

.تفرد به عن قتادة
.وما رواه عنه سوى معتمر

راقم کہتا ہے یہ روایت وَکیعؒ کی سند سے بھی ہے

صحیح مسلم کی ایک روایت ٤٤٣ اور ٤٤٤ ہے جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ
یزید بن ابراہیم نے قتادہ سے ، انہوں نے عبد اللہ بن شقیق سے اور انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا : کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے جواب دیا : وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھتا
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح، وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ، لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ نُورًا
ہشام اورہمام دونوں نے، قتادہ سے روایت کیا انہوں نے عبد اللہ بن شقیق سے ،انہوں نےکہا : میں نےابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا : اگرمیں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے سوال کرتا ۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا : تم ان کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ؟ عبد اللہ بن شقیق نے کہا : میں آپ ﷺ سے سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے ۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا : میں نے آپ سے (یہی) سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایاتھا : '' میں نے نور دیکھا ۔

کتاب كشف المشكل من حديث الصحيحين میں ابن جوزی نے اس پر تبصرہ کیا ہے

وَفِي الحَدِيث السّابِع عشر: سَأَلت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: هَل رَأَيْت رَبك؟ فَقَالَ: " نور، أَنى اراه ". ذكر أَبُو بكر الْخلال فِي كتاب " الْعِلَل " عَن أَحْمد بن حَنْبَل أَنه سُئِلَ عَن هَذَا الحَدِيث فَقَالَ: مَا زلت مُنْكرا لهَذَا الحَدِيث وَمَا أَدْرِي مَا وَجهه. وَذكر أَبُو بكر مُحَمَّد بن إِسْحَق بن خُزَيْمَة فِي هَذَا الحَدِيث تضعيفا فَقَالَ: فِي الْقلب من صِحَة سَنَد هَذَا الْخَبَر شَيْء، لم أر أحدا من عُلَمَاء الْأَثر فطن لعِلَّة فِي إِسْنَاده، فَإِن عبد الله بن شَقِيق كَأَنَّهُ لم يكن يثبت أَبَا

ذَر وَلَا يعرفهُ بِعَيْنه واسْمه وَنسبه، لِأَن أَبَا مُوسَى مُحَمَّد ابْن الْمثنى حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هشَام قَالَ: حَدثنِي أبي عَن قَتَادَة عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: أتيت الْمَدِينَة، فَإِذا رجل قَائِم على غَرَائِر سود يَقُول: أَلا ليبشر أَصْحَاب الْكُنُوز بكي فِي الجباه والجنوب فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَر، فَكَأَنَّهُ لَا يثبتهُ وَلَا يعلم أَنه أَبُو ذَر. وَقَالَ ابْن عقيل: قد أجمعنا على أَنه لَيْسَ بِنور، وخطأنا الْمَجُوس فِي قَوْلهم: هُوَ نور. فإثباته نورا مَجُوسِيَّة مَحْضَة، والأنوار أجسام. والباريء سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَيْسَ بجسم، وَالْمرَاد بِهَذَا الحَدِيث: " حجابه النُّور " وَكَذَلِكَ رُوِيَ فِي حَدِيث أبي مُوسَى، فَالْمَعْنى: كَيفَ أرَاهُ وحجابه النُّور، فَأَقَامَ الْمُضَاف مقَام الْمُضَاف إِلَيْه. قلت: من ثَبت رُؤْيَة رَسُول الله صلى الله عَلَيْه وَسلم ربه عز وَجل فَإِنَّمَا ثَبت كَونهَا لَيْلَة الْمِعْرَاج، وَأَبُو ذَر أسلم بِمَكَّة قَدِيما قبل الْمِعْرَاج بِسنتَيْنِ ثمَّ رَجَعَ إِلَى بِلَاد قومه فَأَقَامَ بهَا حَتَّى مَضَت بدر وَأحد وَالْخَنْدَق، ثمَّ قدم الْمَدِينَة، فَيحْتَمل أَنه سَأَلَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْه وَسلم حِين إِسْلَامه: هَل رَأَيْت رَبك، وَمَا كَانَ قد عرج بِهِ بعد، فَقَالَ: " نور، أَنى أرَاهُ؟ " أَي أَن النُّور يمْنَع من رُؤْيَته، وَقد قَالَ بعد الْمِعْرَاج فِيمَا رَوَاهُ عَنهُ ابْن عَبَّاس: " رَأَيْت رَبِّي ".

رسول الله سے سوال کیا کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ فرمایا نور ہے کیسے دیکھتا اور اس کا ذکر ابو بکر الخلال نے کتاب العلل میں امام احمد کے حوالے سے کیا کہ ان سے اس حدیث پر سوال ہوا پس کہا میں اس کو منکر کہنے سے نہیں ہٹا اور ... ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا اس خبر کی صحت پر دل میں کچھ ہے اور میں نہیں دیکھتا کہ محدثین سوائے اس کے کہ وہ اس کی اسناد پر طعن ہی کرتے رہے کیونکہ اس میں عبد الله بن شقیق ہے جو ابو ذر سے روایت کرنے میں مضبوط نہیں اور اس کو نام و نسب سے نہیں جانا جاتا کیونکہ ابو موسی نے روایت کیا حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هشَام قَالَ: حَدثنِي أبي عَن قَتَادَة کہ عبد الله بن شَقِيق نے کہا میں مدینہ پہنچا تو وہاں ایک شخص کو ... کھڑے دیکھا ... پس لوگوں نے کہا یہ ابو ذر ہیں.. کہ گویا کہ اس عبد الله کو پتا تک نہیں تھا کہ ابو ذر کون ہیں! اور ابن عقیل نے کہا ہمارا اجماع ہے کہ الله نور نہیں ہے اور مجوس نے اس قول میں غلطی کی کہ وہ نور ہے پس اس کا اثبات مجوسیت ہے اور اجسام منور ہوتے ہیں نہ کہ الله سبحانہ و تعالی اور یہ حدیث میں مراد ہے کہ نور اس کا حجاب ہے ... اور میں ابن جوزی کہتا ہوں : اور جس کسی نے اس روایت کو ثابت کہا ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا انہوں نے اس کو معراج کی رات میں ثابت کیا ہے اور ابی ذر مکہ میں ایمان لائے معراج سے دو سال پہلے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹے ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ بدر اور احد اور خندق گزری پھر مدینہ پہنچے پس احتمال ہے کہ انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سوال کیا ہو جب ایمان لائے ہوں کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ اور اس وقت اپ کو معراج نہیں ہوئی تھی پس رسول الله نے فرمایا نور ہے اس کو کیسے دیکھوں اور بے شک معراج کے بعد کہا جو ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا

صحيح مسلم میں ایک طرف تو معراج کی روایت میں کہیں نہیں کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے گئے ہوں دوسری طرف علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نور دیکھا جو حجاب عظمت تھا جو نوری ہے اور اس کی روشنی اس قدر تھی کہ آنکھ بشری سے کچھ دیکھ نہ سکے

اس تضاد کو شارح مسلم امام ابو عبداللہ مازری نے بیان کیا اور ان کے بعد سب لوگ شروحات میں بغیر سوچے نقل کرتے رہے - مازری کہتے ہیں

الضمير في أراه عائد على الله سبحانه وتعالى ومعناه أن النور منعني من الرؤية كما جرت العادة بإغشاء الأنوار الأبصار ومنعها من إدراك ما حالت بين الرائى وبينه وقوله صلى الله عليه وسلم (رأيت نورا) معناه رأيت النور فحسب ولم أر غيره
حدیث کے الفاظ أراه میں ضمیر اللہ تعالی کی طرف پلٹتی ہے ، یعنی میں اللہ کو کیسے دیکھ سکتا ہوں ؟ کیونکہ نور جو اس کا حجاب ہے وہ مجھے اللہ کو دیکھنے سے روک لیتا ہے ، جیسا کہ عادت جاری میں ہے کہ تیز روشنی نگاہ پر چھا جاتی ہے اور ادراک میں مانع ہوتی ہے دیکھنے والے کو سامنے والی چیز دکھائی نہیں دیتی ، اور رسول اللہ کا قول ہے میں نے نور دیکھا تو مطلب یہ ہے کہ میں نے صرف نور ہی دیکھا اور کچھ نہیں دیکھا
بحث اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا سدرہ المنتہی سے بھی آگے حجاب عظمت تک پہنچ گئے تھے ؟

کیونکہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہی ثابت ہوتا ہے اگر یہ صحیح ہے

یعنی علماء کے ایک گروہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اصلی آنکھ سے بعض کہتے ہیں دیکھا قلبی آنکھ سے اور بعض کہتے ہیں سدرہ المنتہی سے آگے جانا ہی نہیں ہوا تو کب دیکھا

راقم آخری قول کا قائل ہے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات کو رد کرتا ہے

کیا حسن بصری اس عقیدہ کے قائل تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا؟

ابن خزیمہ کتاب التوحید میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي عَمِّي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، قَالَ: «كَانَ الْحَسَنُ يَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ»

مبارک بن فضالہ نے کہا کہ حسن قسم کھاتے کہ بے شک رسول الله نے اپنے رب کو دیکھا

جواب

یہ قول ضعیف ہے محدثین کہتے ہیں کہ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ بہت تدلیس کرتا ہے

میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق

قال النسائي وغيره: ضعيف.

البتہ امام احمد کہتے

قال المروزي، عن أحمد: ما روى عن الحسن فيحتج به

کہ حسن سے جو بھی روایت کرے قابل دلیل ہے

امام احمد خود بھی رویت الباری کے قائل تھے

کیا نبی (ص) نے اللہ کو دیکھا؟

جمہور صحابہ کی رائے میں نہیں دیکھا لیکن بعض علماء کا عقیدہ تھا کہ دیکھا ہے اس کی تفصیل یہ ہے

معجم الکبیر طبرانی ج ١٢ میں روایت ہے کہ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا جُمْهُورُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: " رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ، وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ "

ابن عباس کہتے ہیں کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا ایک مرتبہ آنکھ سے ایک مرتبہ دل سے

اس کی سند میں مجالد بن سعید ہے جو مجروح راوی ہے

ذھبی سیر میں اس کے لئے لکھتے ہی

قَالَ البُخَارِيُّ: كَانَ يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ يُضَعِّفُه.

بخاری کہتے ہیں یَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ اس کی تضیف کرتے ہیں

كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ لاَ يَرْوِي لَهُ شَيْئاً.

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ اس سے کچھ روایت نہیں کرتے

.وَكَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ لاَ يَرَاهُ شَيْئاً، يَقُوْلُ: لَيْسَ بِشَيْءٍ

أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ اس سے روایت نہیں کرتے کہتے ہیں کوئی چیز نہیں

ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

حدثنا محمد بن عمرو بن نبهان بن صفوان البصري الثقفي حدثنا يحيى بن كثير العنبري أبو غسان حدثنا سلم بن جعفر عن الحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس قال رأى محمد ربه قلت أليس الله يقول (لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار) قال ويحك ذاك إذا تجلى بنوره الذي هو نوره وقال أريه مرتين قال أبو عيسى هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه.

لیکن اس کی سند میں الحکم بن أبان ہے جن کو ثقہ سے لے کر صدوق کہا گیا ہے لیکن خود ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن درجے پر ہے اور غریب ہے یعنی ایک ہی سند سے ہے. البانی نے ظلال الجنة (190 / 437) میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے

البانی کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں الحکم بن ابان کی روایت پر لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ ثنا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيِّ ثنا سَلْمُ عَنِ **الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ** - **عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ** قَالَ:
رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قَالَ: قُلْتُ: أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ: {لا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ} قَالَ: "وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ" قال: وقال: رأى محمد رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَرَّتَيْنِ. وَفِيهِ كلام.
إسناده ضعيف ورجاله ثقات لكن الحكم بن أبان فيه ضعف من قبل حفظه. وسلم -437 هو ابن جعفر. ومحمد بن أبي صفوان هو ابن عثمان بن أبي صفوان نسب الى جده وهو ثقة توفي سنة 250.
والحديث أخرجه الترمذي 223/2 وابن خزيمة في "التوحيد" ص 130 من طرق عن الحكم بن أبان به. وقال الترمذي: حديث حسن غريب. وخالفه المصنف فقال عقب الحديث كما ترى: وفيه كلام. ووجهه ما أشرت إليه من ضعف حفظ الحكم بن أبان
مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ، يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيِّ وہ سَلْمُ سے وہ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ سے وہ عِكْرِمَةَ سے وہ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت کرتے ہیں کہ محمّد نے اپنے رب کو دیکھا عکرمہ کہتے ہیں میں نے کہا کیا الله نے نہیں کہا کہ نگاہیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ نگاہوں کا ادرک کرتا ہے کہا بربادی ہو تیری، جب وہ اپنے نور سے تجلی کرے تو نور ہے اور یہ کہا محمد نے اپنے رب تبارک و تعالی کو دو بار دیکھا . اس میں کلام ہے

اس کی سند ضعیف ہے اور رجال ثقہ ہیں لیکن الحکم بن أبان میں کمزوری ہے اس کے حافظے کی وجہ سے اور سلم، سلم بن جعفر ہے اور محمد بن أبي صفوان، ومحمد بن عثمان بن ابی صفوان ہے جو دادا کی طرف منسوب ہے ثقہ ہے اور سن ۲۵۰ میں فوت ہوا

اس حدیث کی تخریج الترمذی نے کی ہے اور ابن خزیمہ نے التوحید میں ص ۱۳۰ پر الحکم بن ابان کے طرق سے اور الترمذی کہتے ہیں حدیث حسن غریب ہے اور المصنف نے مخالفت کی ہے اور حدیث کے آخر میں کہا ہے جیسا کہ دیکھا اس میں کلام ہے اور اس طرق میں الحکم کے حافظے میں کمزوری ہے

اس روایت کی ایک سند قتادہ سے بھی ہے اس پر البانی کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں کہتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ثنا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ثنا حماد ابن سلمة عن قتادة الأصل فتدنى

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
.رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وجل" ثم ذكر كلاما"
حديث صحيح ورجاله ثقات رجال الصحيح ولكنه مختصر من حديث الرؤيا كما بيناه -440 فيما تقدم 433 وعلى ذلك حمله البيهقي فقال في "الأسماء" ص 447: ما روي عن ابن عباس رضي الله عنهما هو حكاية عن رؤيا رآها في المنام

حماد بن سلمہ قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عبّاس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا پھر ایک کلام ذکرکیا
حدیث صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور صحیح کے رجال ہیں لیکن یہ حدیث حدیث الرویا کا اختصار ہے جیسا کہ ۴۳۳ میں واضح کیا ہے. البیہقی نے (کتاب) الأسماء میں ص ۴۴۷ پر لیا ہے اور کہا ہے جو ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے وہ حکایت نیند میں دیکھنے کی ہے
البانی قتادہ کی روایت کو صحیح کہتے ہیں لیکن روایت کو پورا نقل نہیں کرتے صرف اتنا لکھتے ہیں کہ ایک کلام کا ذکر کیا. النانی کے بقول الله کو دیکھنا خواب میں تھا.
البانی، البیہقی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں جس میں قتادہ عن عکرمہ عن ابن عباس کی روایت آئی ہے .

کتاب الأسماء والصفات میں البيهقي روایت لکھتے ہیں قتادہ کی رویت باری کی حدیث حماد بن سلمہ کی سند سے جانی جاتی ہے جو یہ ہے

قُلْتُ: وَهَذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ

كَمَا أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد الْمَالِينِيُّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سُوَيْد الذَّرَاعُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح. وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد الْمَالِينِيُّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، ثنا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، **عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي جَعْدًا أَمْرَدَ [ص:364] عَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءَ»** . قَالَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، ثنا ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَوْصِلِيُّ وَابْنُ شَهْرَيَارَ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رِزْقِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ. فَذَكَرَهُ بِإِسْنَادِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «فِي صُورَةِ شَابٍّ أَمْرَدَ جَعْدٍ» . قَالَ: وَزَادَ عَلِيُّ بْنُ شَهْرَيَارَ: «عَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ» . وَرَوَاهُ النَّضْرُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فِي صُورَةِ شَابٍّ أَمْرَدَ، دُونَهُ سِتْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ قَدَمَيْهِ ـ أَوْ قَالَ: رِجْلَيْهِ ـ فِي خُضْرَةٍ.

حماد بن سلمہ، قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا میں نے اپنے رب کو ایک مرد کی صورت دیکھا اس پر سبز لباس تھا

قارئین اپ دیکھ سکتے ہیں اس میں کہیں نہیں کہ یہ دیکھنا خواب میں تھا یہ البانی ص احب کی اختراع ہے

دوم وہ کلام جو انہوں نے حذف کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کی صورت اللہ کو دیکھا جس نے لباس پہنا ہوا تھا نعوذ باللہ من تلک الخرفات

البیہقی، صحیح مسلم کے راوی حماد بن سلمہ پر برستے ہیں اور لکھتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد الْمَالِينِيّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، نا ابْنُ حَمَّاد، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الثَّلْجِيّ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، قَالَ: «كَانَ حَمَّادُ بْنُ [ص:366] سَلَمَةَ لَا يُعْرَفُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ حَتَّى خَرَجَ خَرْجَةً إِلَى عَبَادَانَ، فَجَاءَ وَهُوَ يَرْوِيهَا، فَلَا أَحْسَبُ إِلَّا شَيْطَانًا خَرَجَ إِلَيْهِ فِي الْبَحْرِ فَأَلْقَاهَا إِلَيْهِ» . قَالَ أَبُو عَبْدالله الثَّلْجِي: فَسَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ صُهَيْبٍ يَقُولُ: إِنَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ كَانَ لَا يَحْفَظُ، وَكَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّهَا دُسَّتْ فِي كُتُبِهِ،

عبد الرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ ان قسم کی احادیث سے حماد بن سلمہ نہیں پہچانا جاتا تھا حتی کہ عَبَادَانَ پہنچا پس وہ وہاں آیا اور ان کو روایت کیا پس میں (عبد الرحمان بن مہدی) سمجھتا ہوں اس پر شیطان آیا جو سمندر میں سے نکلا اور اس نے حماد پر یہ القاء کیا. ابو بکر الثلجی کہتے ہیں میں نے عباد بن صہیب کو سنا کہا بے شک حماد بن سلمہ حافظ نہیں ہے اور محدثین کہتے ہیں اس نے اپنی کتابیں دفن کیں

البانی صاحب کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے حالانکہ عبد الرحمان بن مہدی اس کو رد کرتے ہیں

حماد بن سلمہ کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ اس اوپر والے قول کی سند میں **مُحَمّدُ بْنُ شُجَاعٍ** ہے جس پر جھوٹ کا الزام ہے
میزان الاعتدل میں الذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

.قال ابن عدي: كان يضع الحديث في التشبيه ينسبها إلى أصحاب الحديث يسابهم ذلك

قلت: جاء من غير وجه أنه كان ينال من أحمد وأصحابه، ويقول: إيش قام به أحمد! قال المروزي: أتيته ولمته

ابن عدي کہتے ہیں تشبیہ کے لئے حدیث گھڑتا تھا جن کو اصحاب حدیث کی طرف نسبت دیتا ان کو بے عزت کرنے کے لئے

الذہبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں ایک سے زائد رخ سے پتا ہے کہ یہ امام احمد اور ان کے اصحاب کی طرف مائل تھے اور کہتے کہ احمد کہاں رکے ہیں المروزی نے کہا ان کے پاس اتے

یہاں تو مسئلہ ہی الٹا ہے حماد بن سلمہ، نعوذ باللہ ، الله کو مرد کی شکل کا کہہ رہے ہیں جو تشبیہ و تجسیم کا عقیدہ ہے اس روایت کو البانی صحیح کہہ رہے ہیں

حنابلہ کا افراط

کتاب طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۲۴۲ از ابن ابی یعلی المتوفی ۵۲٦ ھ کے مطابق حنبلیوں کے نزدیک یہ اوپر والی اسناد اور روایات صحیح تھیں اور یہ عقیدہ ایمان میں سے ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے الله کو دیکھا تھا

والإيمان بالرؤية يوم القيامة كما روى عَنِ النَّبِيَ – صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – فِي الأحاديث الصحاح وأَنَّ النَّبِي – صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – قد رأى ربه فإنه مأَثور عَنْ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ – صحيح قد رواه قَتَادَة عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسِ ورواه الحكم بن أبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسِ ورواه عَلِيّ بْن زَيْدِ عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبّاسِ

والحديث عندنا عَلَى ظاهره كما جاء عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – والكلام فيه بدعة ولكن نؤمن به كما جاء عَلَى ظاهره ولا نناظر فيه أحدًا
اور ایمان لاؤ روز قیامت الله کو دیکھنے پر جیسا نبی صلی الله علیہ وسلم کی روایت میں آیا ہے .. اور صحیح احادیث میں کہ بے شک نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا پس بے شک یہ ماثور ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے صحیح ہے جیسا روایت کیا ہے قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے الحكم بن أبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے عَلِيّ بْن زَيْدِ عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہر پر ہی ہے جیسی کہ آئی ہے نبی صلی الله علیہ وسلم سے اور اس پر کلام بدعت ہے لہذا اس پر ایمان اس حدیث کے ظاہر پر ہی ہے اور ہم کوئی اور روایت (اس کے مقابل) نہیں دیکھتے
یہی ضعیف روایات ہزار سال پہلے حنبلیوں کے نزدیک عقیدے کی مظبوط روایات تھیں اور ان کے نزدیک ان کو اس کے ظاہر پر لینا حق تھا اور چونکہ اس میں یہ نہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے لہذا ان کی تاویل کی ضرورت نہیں تھی

طبقات الحنابلہ کے مولف کے نزدیک حنبلیوں اور ان کے امام احمد کا عقیدہ اہم ہے ان کے نزدیک البیہقی جو شافعی فقہ پر تھے ان کی بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی لہذا یہی وجہ کہ چھٹی صدی تک کے حنابلہ کے مستند عقائد کتاب الطبقات میں ملتے ہیں لیکن دو صدیوں بعد ایک غیر مقلد بنام ابن تیمیہ ان عقائد کا رد کرتے ہیں

قاضی ابی یعلی المتوفی ۵۲۶ ھ اپنی دوسری کتاب الاعتقاد میں لکھتے ہیں کہ معراج کے موقعہ پر

ورأى ربه، وأدناه، وقربه، وكلمه، وشرّفه، وشاهد الكرامات والدلالات، حتى دنا من ربه فتدلى، فكان قاب قوسين أو أدنى. وأن الله وضع يده بين كتفيه فوجد بردها بين ثدييه فعلم علم الأولين والآخرين وقال عز وجل: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] . وهي رؤيا يقظة (1) لا منام. ثم رجع في ليلته بجسده إلى مكة
اور نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ قریب آیا ہم کلام ہوا شرف دیا اور کرامات دکھائی یہاں تک کہ قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ اور بے شک الله تعالی نے اپنا ہاتھ شانے کی ہڈیوں کے درمیان رکھا اور اسکی ٹھنڈک نبی صلی الله علیہ وسلم نے پائی اور علم اولین ا آخرین دیا اور الله عز و جل نے کہا {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] اور یہ دیکھنا جاگنے میں ہوا نہ کہ نیند میں. پھر اس کے بعد اپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد کے ساتھ واپس مکہ آئے

حنبلیوں کا یہ عقیدہ قاضی ابو یعلی مولف طبقات الحنابلہ پیش کر رہے ہیں جو ان کے مستند امام ہیں

حنبلی عالم عبد الغني بن عبد الواحد بن علي بن سرور المقدسي الجماعيلي الدمشقي الحنبلي، أبو محمد، تقي الدين (المتوفى: 600هـ) کتاب الاقتصاد في الاعتقاد میں لکھتے ہیں

وأنه صلى الله عليه وسلم رأى ربه عز وجل كما قال عز وجل: {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى} قال الإمام أحمد في ما روينا عنه: وأن النبي صلى الله عليه وسلم رأى عز وجل، فإنه مأثور عن النبي صلى الله عليه وسلم، صحيح رواه قتادة عكرمة عن ابن عباس. [ورواه الحكم بن إبان عن عكرمة عن ابن عباس] ، ورواه علي بن زيد عن يوسف بن مهران عن ابن عباس. والحديث على ظاهره كما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم، والكلام فيه بدعة، ولكن نؤمن به كما جاء على ظاهره، ولا نناظر فيه أحداً
وروى عن عكرمة عن ابن عباس قال: " إن الله عز وجل اصطفى إبراهيم بالخلة واصطفى موسى بالكلام، واصطفى محمداً صلى الله عليه وسلم بالرؤية " ـ وروى عطاء عن ابن عباس قال: " رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه مرتين " وروي عن أحمد ـ رحمه الله ـ أنه قيل له: بم تجيب عن قول عائشة رضي الله عنها: " من زعم أن محمداً قد رأى ربه عز وجل ..." الحديث؟ قال: بقول النبي صلى الله عليه وسلم: " رأيت ربي عز وجل
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا جیسا کہ اللہ تعالی نے کہا وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى امام احمد کہتے ہیں جیسا ہم سے روایت کیا گیا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا پس بے شک یہ ماثور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہے جیسا روایت کیا ہے قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے الحكم بن أبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے عَلِيِّ بْن زَيْدِ عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہر پر ہی ہے جیسی کہ آئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس پر کلام بدعت ہے لہذا اس پر ایمان اس حدیث کے ظاہر پر ہی ہے اور ہم کوئی اور روایت (اس کے مقابل) نہیں دیکھتے اور عکرمہ ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے نے ابراہیم کو اپنی دوستی کے لئے چنا اور موسی کو دولت کلام کے لئے چنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار کے لئے چنا اور عطا ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا اور احمد سے روایت کیا جاتا ہے اللہ رحم کرے کہ وہ ان سے پوچھا گیا ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کا کیا جواب دیں کہ جس نے یہ دعوی کیا کہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا ... الحدیث ؟ امام احمد نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول

سے (ہی کرو) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عز وجل کودیکھا
ہمارے نزدیک ابان عن عکرمہ والی روایت اور قتادہ عن عکرمہ والی رویت باری تعالی لی روایات صحیح نہیں ہیں

ایک تیسری روایت بھی ہے جس میں ابن عبّاس سے ایک الگ قول منسوب ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے

کتاب الایمان ابن منده میں روایت ہے کہ

أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ الشَّيْبَانِيِّ، ثَنَا أَبِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} [النجم: 11] ، قَالَ: «رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ» . رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ
ابن عبّاس کہتے ہیں اللہ کا قول : {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} [النجم: 11] اس کے دل نے جھوٹ نہیں ملایا جو اس نے دیکھا کے لئے کہا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ قلب سے دیکھا ایسا ہی ثوری اور ابن نمیر روایت کرتے ہیں
قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے تین مختلف اقوال منسوب ہیں اس میں سب سے مناسب بات یہی لگتی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دل سے دیکھا

اس کی وضاحت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بخاری کی صحیح روایت سے ہو جاتی ہے کہ

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ - رضى الله عنها -: يَا أُمَّتَاهْ! هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ - صلى الله عليه وسلم - رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلاَثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ، مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا - صلى الله عليه وسلم - رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ}، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ الله إِلاَّ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} , وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا} (وفي رواية: (لا يَعْلَمُ الغَيْبَ إِلَّا اللهُ) 8/ 166)، وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ [شَيئاً مما أَنْزَلَ إِليه 5/ 188] [مِنَ الوَحْيِ 8/ 210]؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ، {يَا أَيُّها الرسولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ [وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَاتَه]} الآية. [قالَ: قلت: فإنَّ قَوْلَهُ: {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى}. قالَتْ:] ولكنَّهُ [قَدْ 4/ 83] رَأَى جِبْرِيلَ

– عَلَيْهِ السّلاَمُ – (وفى رواية: ذَاكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأتِيهِ فِي صُورَةِ الرّجُلِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ هَذِهِ الْمَرّةَ) فِي صُورَتِهِ [الَّتى هِى صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ]؛ مرّتَيْنِ
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مسروق رحمہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اے اماں
کیا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے
فرمایا کہ تمہاری اس بات نے میرے رونگٹے کھڑے کر دے تم سے جو کوئی تین باتیں
کہے اس نے جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ محمّد نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ بولا
پھر آپ نے قرات کی {لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ} نگاہیں اس
تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ نگاہوں تک پہنچ جاتا ہے اور وہ باریک بین اور جاننے
والا ہے ، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ الله إِلاَّ وَحْياً أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} اور کسی بشر کا یہ
مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے وحی سے یا پردے کے پیچھے سے آپ
رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جو یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے
کہ کل کیا ہو گا اس نے جھوٹ بولا پھر آپ نے تلاوت کی {وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ
غَدًا} اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا (وفى رواية: (لا يَعْلَمُ الغَيْبَ إِلَّا اللهُ) 8/
166) اور ایک روایت کے مطابق کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے . اور اس نے
بھی جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ آپ نے وحی میں سے کچھ چھپایا پھر آپ نے تلاوت کی
، {يَا أَيُّها الرسولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ [وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالاَتَه]} اے رسول
جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ
نے رسالت کا حق ادا نہ کیا . مسروق کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اللہ تعالی کا قول
ہے {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى} پھر قریب آیا اور معلق ہوا اور دو کمانوں اور
اس اس سے کم فاصلہ رہ گیا. عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا لیکن آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ایکروایت میں ہے کہ وہ جبریل تھے وہ
آدمی کی شکل میں اتے تھے اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی شکل میں آئے یہ وہی صورت
تھی جو افق پر دیکھی تھی دو دفعہ

عمدہ القاری ج ۱۹ ص ۱۹۹ میں عینی کہتے ہیں

قلت: وَيحمل نَفيهَا على رُؤْيَة الْبَصَر وإثباته على رُؤْيَة الْقلب
میں کہتا ہوں اور اس نفی کو آنکھ سے دیکھنے پر لیا جے اور دل سے دیکھتے پر ثابت کیا جائے
معلوم ہوا کہ سورہ نجم کی معراج سے مطلق آیات کا تعلّق جبریل علیہ السلام کی
اصلی صورت سے ہے لہذا قاب قوسین کوایک مقام قرار دے کر لفاظی کر کے یہ باور
کرنے کی کوشش کرنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا صحیح
سند سے ثابت نہیں ہے

قاضی عیاض کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی میں لکھتے ہیں کہ چونکہ معراج کا واقعہ ہجرت سے پہلے ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی الله عنہا کی رخصتی ہجرت کے بعد ہوئی ہے، لہذا اس معاملے میں ان کی خبر معتبر نہیں ہے
لیکن یہ نکتہ سنجی کی انتہا ہے کیونکہ ابن عبّاس تو عائشہ رضی الله تعالی عنہا سے بھی چھوٹے ہونگے

عبدللہ ابن عبّاس کی ولادت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور سن ۸ ہجری میں آپ عبّاس رضی الله تعالی عنہ کے ساتھ مدینہ پہنچے یعنی آپ بہت کم سن تھے اور معراج کا واقعہ کے وقت تو آپ شاید ایک سال کے ہوں

کتاب کنزالعمال میں جابر رضی الله عنہ سے مروی روایت ہے

إنّ اللَّهَ أعْطَى مُوسَى الكلامَ وأعْطانِي الرُّؤْيَةَ وفَضَّلَنِي بالمَقامِ المَحْمُودِ والحَوْضِ المَوْرُود
بیشک اللہ تعالٰی نے موسٰی کو دولت کلام بخشی اورمجھے اپنا دیدار عطافرمایا مجھ کو شفاعت کبرٰی وحوض کوثر سے فضیلت بخشی ۔
اس پر ابن عساکر کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن ابن عساکر کی کتب میں اس متن کے ساتھ روایت نہیں ملی

ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں ہے

أخبرنا أبو الفتح محمد بن الحسن بن محمد الأسدآباذي بصور أنبأ أبو عبد الله الحسين بن محمد بن أحمد المعروف نا أبو عبد الله أحمد بن عطاء الروذباري إملاء بصور نا أبو الحسن علي بن محمد بن عبيد الحافظ نا جعفر بن أبي عثمان نا يحيى بن معين نا أبو عبيدة نا سليمان بن عبيد السليمي نا

الضحاك بن مزاحم عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال لي ربي عز وجل نحلت إبراهيم خلتي وكلمت موسى تكليما وأعطيتك يا محمد كفاحا
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اورموسٰی سے کلام فرمایا اورتمہیں اے محمد! کہ بے پردہ وحجاب تم نے دیکھا
اس میں **الضحاك بن مزاحم** ہیں جن کے لئے شعبہ کہتے ہیں قال شعبة : كان عندنا ضعيفا ہمارے نزدیک ضعیف ہیں یہی بات يحيى بن سعيد القَطَّانُ بھی کہتے ہیں

عکرمہ کی ابن عباس سے رویت باری والی ضعیف روایات کو امام ابن خریمہ صحیح مانتے تھے

محدث ابن خزیمہ کا افراط

صحیح ابن خزیمہ کے مولف أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزيمة المتوفى ٣١١ ھ کتاب التوحيد وإثبات صفات الرب عز وجل کہتے ہیں

فَأَمَّا خَبَرُ قَتَادَةَ، وَالْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا، وَخَبَرُ عَبْدِ الله بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهعَنْهُمَا فَبَيِّنٌ وَاضِحٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُثْبِتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَى رَبَّهُ
پس جو خبر قتادہ اور الحکم بن ابان سے عکرمہ سے اور ابن عباس سے آئی ہے اور خبر جو عبد الله بن ابی سلمہ سے وہ ابن عباس سے آئی ہے اس میں بین اور واضح ہے کہ دیکھا **ابن عباس سے ثابت ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو**
ابن خزیمہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں

وَأَنَّهُ جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْصُوصًا بِرُؤْيَةِ خَالِقه، وَهُوَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، لَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ وَهُوَ فِي الدُّنْيَا،
اور بے شک یہ جائز ہے کہ اپنے خالق کو دیکھنا نبی صلی الله علیہ وسلم کی خصوصیت ہو اور وہ ساتویں آسمان پر تھے اور دینا میں نہیں تھے جب انہوں نے الله تعالی کو دیکھا تھا
لیکن البانی اور البیہقی نزدیک ابن عباس سے منسوب یہ روایات صحیح نہیں ہیں

الله کا قانون اور آخرت
اس دنیا کا الله کا قانون ہے کہ اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اس بات کو سورہ الاعراف میں بیان کیا گیا جب موسی علیہ السلام نے دیکھنے کی درخوست کی لیکن الله تعالی نے کہا کہ پہاڑ اگر اپنے مقام پر رہ گیا تو اے موسی تم دیکھ سکوں گے پس جب رب العزت نے تجلی کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا اور موسی علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے

بخاری کی حدیث میں ہے کہ روز محشر الله تعالی کا مومن دیدار کر سکیں گے

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہویں کے چاند کی رات ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا

انكم سترون ربكم يوم القيامة كما ترون القمر هذا
تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو۔
صحيح البخاری، 2 : 1106، کتاب التوحيد

سوره النجم 53 : 8 – 9 کی آیات ہیں

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى
پھر وہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم
بخاری اور مسلم کی روایت میں ان آیت کی تشریح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا

صحیح بخاری کتاب التوحید کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے

ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا الله، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّة، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى الله فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَة
پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرة المنتهى پر لے کر آئے اور رب العزت اللہ تبارک وتعالى سے قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی
اس میں وہی سوره النجم کی آیات کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی دو کمانوں سے بھی قریب ہوئے

اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے کہ انہوں نے یہ نیند میں دیکھا لہذا یہ خواب کا واقعہ ہے اور نزاع قیامت سے قبل آنکھ سے دیکھنے پر ہے. دوم ایسی روایت جو دوسرے ثقہ راویوں کی بیان کردہ روایت کے خلاف ہوں ان کو شاذ کہا جاتا ہے. اس مخصوص روایت میں جو بیان ہوا ہے وہ اس روایت کو شاذ کے درجے پر لے

جاتی ہے کیونکہ معراج جاگنے کی حالت میں ہوئی اور اس کا مشاہدہ اس سے پہلے خواب میں نہیں کرایا گیا

الله کوقیامت سے قبل نہیں دیکھا جا سکتا جو قانون ہے. ایک حدیث جو سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اس میں میں اتا ہے کہ جابربن عبدللہ رضی الله عنہ سے الله تعالی نے بلا حجاب کلام کیا (مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) لیکن اس کی سند مظبوط نہیں ایک طرق میں موسى بْن إبراهيم بْن كثير الأنصاريّ الحراميّ المدنيّ المتوفی ۲۰۰ ھ ہے. ابن حجر ان کو صدوق يخطىء کا درجہ دتیے ہیں اور دوسری میں عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ہیں جو مظبوط راوی نہیں ترمذی اس روایت کو حسن غريب کہتے ہیں یہ خبر واحد کے درجے میں ہے اور حسن ہونے کی وجہ سے اس پر عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا

ابن تیمیہ اپنے فتاوی ، مجموع الفتاوى ج ٥ ص ٢٥١ میں اولیاء کے کشف کے حق میں کہتے ہیں

وَ " الْمُشَاهَدَاتُ " الَّتِي قَدْ تَحْصُلُ لِبَعْضِ الْعَارِفِينَ فِي الْيَقَظَةِ كَقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ لَمَّا خَطَبَ إلَيْهِ ابْنَتَهُ فِي الطَّوَافِ: أَتُحَدِّثُنِي فِي النِّسَاءِ وَنَحْنُ نَتَرَاءَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي طَوَافِنَا وَأَمْثَالُ ذَلِكَ إنَّمَا يَتَعَلَّقُ بِالْمِثَالِ الْعِلْمِيِّ الْمَشْهُودِ لَكِنَّ رُؤْيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَبِّهِ فِيهَا كَلَامٌ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعَهُ

وہ مشاهدات جو بعض عارفین کو بیداری کی حالت میں حاصل ہوتے ہیں ، جیسے ابن عمر رضی الله عنہ سے جب ابن زبیر رضی الله عنہ نے طواف کے دوران اپنی بیٹی کی منگنی کی بات کی تو ابن عمر رضی الله عنہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے عورتوں کے بارے بات کرتے ہو اور ہم تو اپنے طواف میں الله تعالی کی زیارت کرتے ہیں ،
یہ علمی مشهود مثال کے ساتھ متعلق هے ، لیکن جہاں تک نبی صلی الله علیہ وسلم زیارت کی ہے ، تواس میں کلام ہے لیکن یہ جگہ اس کی بات ہے کہ آپ نے الله تعالی پرکلام کرنے کا نہیں هے

ہمارے نزدیک غیر نبی کو کوئی کشف ممکن نہیں لهذا ابن تیمیہ کی یہ بات قلت معرفت پر مبنی ہے اورصوفیاء کی تقلید ہے

الله ہم سب کو اس کی شان کے لائق توحید کا علم دے اور غلو سے بچائے

سر میں لگی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار کرنا ممکن نہیں لیکن آخرت میں چونکہ انسانی جسم کی تشکیل نو ہو گی اس کو تبدیل کیا جائے گا اور اس وقت محشر میں اہل ایمان اپنے رب کو دیکھ لیں گے

صحیح بخاری و مسلم میں معراج سے متعلق کسی حدیث میں نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے گئے ہوں[27] اور اللہ تعالی کو دیکھا ہو البتہ بعض

---

[27]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نماز کا حکم سدرہ المنتہی پر الوحی ہوا اپ اس سے آگے نہیں گئے- پھر جب موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے مشورہ دیا کہ کم کرا لو تو اپ نے اغلبا دعا کی اور واپس الوحی سے تعداد نماز کو کم کیا گیا- کسی حدیث میں صریحا نہیں آیا کہ اس میں باقاعدہ کلام ہوا یہ بس لوگوں نے مشہور کر دیا ہے
حدیث میں ہے
فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي
موسی نے کہا اپنے رب کی طرف پلٹیے ان سے اپنی امت پر تخفیف کا سوال کریں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کر لیا یہاں تک کہ اب شرم اتی ہے لیکن میں راضی و اسلم ہوں
پس یہاں سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے کہا ... میں نے اپنے بندوں پر کمی کر دی

ارجع کا مطلب یہاں اللہ سے دعا کرنا ہے

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں

فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
پس میں اس سے نہیں ہٹا کہ رب سے رجوع کروں اور موسی سے

یہاں اس کا مطلب یہ نہیں کہ کئی چکر لگائے

ضعیف اور غیر مظبوط روایات میں ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا بغیر داڑھی مونچھ جس پر سبز لباس تھا – قاضی ابو یعلی کے مطابق یہ معراج پر ہوا اور ابن تیمیہ کے مطابق یہ قلب پر آشکار ہوا – محدثین کی ایک جماعت نے اس طرح کی روایات کو رد کیا اور ایک نے قبول کر کے دلیل لی – اسی طرح ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں رب تعالی کا نبی صلی الله علیہ وسلم کو چھونے تک کا ذکر ہے

جابر بن سمرہ رضی الله عنہ سے منسوب روایت

كتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں البانی کہتے ہیں

ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بكير ثنا إبراهيم ابن طَهْمَانَ ثنا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَلَّى لِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَسَأَلَنِي فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: رَبِّي لا أَعْلَمُ بِهِ, قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثديي أو وضعهما بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ كَتِفَيَّ فَمَا سَأَلَنِي عَنْ شيء إلا علمته".

إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشيخين غير سماك بن حرب فهو من رجال مسلم –

إبراهيم ابن طَهْمَانَ نے سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سے اس نے جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی الله عنہ سے روایت کیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا بے شک الله تعالی نے میرے لئے تجلی کی حسین صورت میں پھر پوچھا کہ یہ ملا الاعلی کیوں جھگڑتے رہتے ہیں پھر اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک محسوس کی

اس کی اسناد حسن ہیں اس کے رجال ثقات ہیں سوائے سماك بن حرب کے جو صحیح مسلم کا راوی ہے

اس کے برعکس مسند احمد کی تحقیق میں شعيب الأرنؤوط اس کو إبراهيم ابن طَهْمَانَ کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ کی روایت

سنن دارمی، ج 5، ص 1365 پر ایک روایت درج ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَك، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ خَالد بْنِ – 2195 اللَّجْلَاجِ، وَسَأَلَهُ، مَكْحُولٌ أَنْ يُحَدِّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ، يَقُولُ: سمعْتُ رَسُولَ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:1366] يَقُولُ: «رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» قَالَ: فيمَ يَخْتَصمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ فَقُلْتُ: «أَنْتَ أَعْلَمُ يَا رَبِّ» ، قَالَ: " فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتفَيَّ فَوَجَدْتُ بردَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، [ص:1367] فَعَلمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَتَلَا {وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ منَ الْمُوقنِينَ}

نبی اکرم نے فرمایا کہ میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ آسمانوں میں کس بات پر لڑائی ہے؟ میں نے کہا کہ اے رب! آپ زیادہ علم رکھتے ہیں۔ نبی اکرم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپن ہاتھ میرے چھاتی کے درمیان رکھا حتی کہ مجھے اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، مجھے اس کا علم ہو گیا۔ پھر نبی اکرم نے اس ایت کی تلاوت کی کہ اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھائی تاکہ وہ یقین والوں میں ہو

کتاب کے محقق، حسین سلیم اسد نے سند کو صحیح قرار دیا جبکہ سلف اس کو رد کر چکے تھے

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جبکہ یہ صحابی نہیں ہے

وقال أبو حاتم الرازي هو تابعي وأخطأ من قال له صحبة وقال أبو زرعة الرازي ليس بمعروف
ابو حاتم نے کہا یہ تابعی ہے اور اس نے غلطی کی جس نے اس کو صحابی کہا اور ابو زرعہ نے کہا غیر معروف ہے

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ – أَحْسِبُهُ يَعْنِي فِي النَّوْمِ – فَقَالَ:

يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا " قَالَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ - أَوْ قَالَ: نَحْرِي - فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ وَالدَّرَجَاتُ؟ قَالَ: الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقُلْ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً، أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: بَذْلُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ترمذی ح ٣٢٣٤ میں سند میں ابو قلابہ اور ابن عباس کے درمیان خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

جامع ترمذی: کتاب: قرآن کریم کی تفسیر کے بیان میں باب: سورہ ص سے بعض آیات کی تفسیر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا: میرا رب بہترین صورت میں آیا اور اس نے مجھ سے کہا: محمد- میں نے کہا : میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر وموجود ہوں، کہا: اونچے مرتبے والے فرشتوں کی جماعت کس بات پر جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: رب میں نہیں جانتا، (اس پر) میرے رب نے اپنا دست شفقت وعزت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، اور مجھے مشرق ومغرب کے درمیان کی چیزوں کا

علم حاصل ہوگیا، (پھر) کہا: محمد میں نے عرض کیا: رب میں حاضر ہوں، اور تیرے حضور میری موجود گی میں - میں نے کہا: انسان کا درجہ ومرتبہ بڑھانے والی اور گناہوں کو مٹانے والی چیزوں کے بارے میں تکرار کررہے ہیں، جماعتوں کی طرف جانے کے لیے اٹھنے والے قدموں کے بارے میں اور طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی مکمل وضو کرنے کے بارے میں۔ اور ایک صلاۃ پڑھ کر دوسری صلاۃ کا انتظار کرنے کے بارے میں، جو شخص ان کی پابندی کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندگی گزارے گا، اور خیر (بھلائی) ہی کے ساتھ مرے گا، اور اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوجائے گا جس دن کہ ان کی ماں نے جنا تھا، اور وہ گناہوں سے پاک وصاف تھا“۔ امام ترمذی کہتے ہیں: - یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے

البانی کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں یہ بھی کہتے ہیں

قد روى معاذ بن هشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قلابَةَ عَنْ خَالد بْنِ اللَّجْلاج عن عبد الله بن عباس مرفوعا بلفظ: "رأيت ربي عز وجل فقال: يا محمد فيم يختصم الملأ الأعلى.." الحديث. أخرجه الآجري ص 496 وأحمد كما تقدم 388 فالظاهر أن حديث حماد بن سلمة مختصر من هذا وهي رؤيا منامية

اس کو معاذ بن ھشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قلابَةَ عَنْ خَالد بْنِ اللَّجْلاج عن عبد الله بن عباس کی سند سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب عز و جل کو دیکھا اس نے پوچھا الملأ الأعلى کیوں لڑ رہے ہیں ؟ اس کی تخریج کی ہے الآجري اور احمد نے جیسا کہ گزرا ہے پس ظاہر ہے کہ حماد بن سلمہ کی حدیث مختصر ہے اور یہ دیکھنا نیند میں ہے

اس کے بر عکس شعيب الأرنؤوط مسند احمد میں اس پر حکم لگاتے ہیں

إسناده ضعيف، أبو قلابة- واسمه عبد الله بن زيد الجرمي- لم يسمع من ابن عباس، ثم إن فيه اضطراباً

اس کی اسناد ضعیف ہیں - أبو قلابة- جس کا نام عبد الله بن زيد الجرمي ہے اس کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے پھر اس روایت میں اضطراب بہت ہے

راقم کہتا ہے جامع الترمذی کی روایت بھی صحیح نہیں ہے : کتاب جامع التحصيل از العلائی کے مطابق خالد کی ملاقات ابن عباس سے نہیں ہے ان سے مرسل روایت کرتا ہے

خالد بن اللجلاج العامري ذكره الصغاني فيمن اختلف في صحبته وهو تابعي يروي عن أبيه وله صحبة وفي التهذيب لشيخنا أنه يروي عن عمر وابن عباس مرسلا ولم يدركهما

الذہبی تاريخ الاسلام میں اس کے لئے کہتے ہیں

.وَقَدْ أَرْسَلَ عَنْ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاس

عمر اور ابن عباس سے یہ ارسال کرتا ہے

اسی طرح اس میں قتادہ مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے
ان علتوں کی بنا پر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيد مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا جَهْضَمٌ يَعْنِي الْيَمَامِيَّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ وَهُوَ زَيْدُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ نَسَبَهُ إِلَى جَدِّه، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرحْمَنِ بْنُ عَائشٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ مَالك بْنِ يَخَامر، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جبل قَالَ: احْتَبَس عَلَيْنَا رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاة عَنْ صَلَاة الصُّبح حَتَّى كدْنَا نَتَرَاءَى قَرْنَ الشَّمْس، فَخَرَجَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ سَرِيعًا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاة وَصَلَّى وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاته فَلَمَّا سَلَّمَ. قَالَ: " كَمَا أَنْتُمْ عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ (2) ". ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْنَا. فَقَالَ: " إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ منَ اللَّيْل، فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَة. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي فِيمَ يَخْتَصمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يَا رَبِّ. قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فيمَ يَخْتَصمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فيمَ يَخْتَصمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يَا رَبِّ ، فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامله بَيْنَ صَدْرِي فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَات. قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: نَقْلُ الْأَقْدَام إِلَى الْجُمُعَات، وَجُلُوسٌ فِي الْمَسَاجِد بَعْدَ الصَّلَوات، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوء عنْدَ الْكَرِيهَات. قَالَ: وَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ وَالنَّاس نيَامٌ. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فعْلَ الْخَيْرَات وَتَرْكَ الْمُنْكَرَات، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفر لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْر مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ ". وَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا وَتَعَلَّمُوهَا

معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’میں رات کو اٹھا، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی میرے مقدر میں تھی پھر مجھے نماز میں اونگھ آ گئی۔ اچانک میں نے اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں دیکھا ---
اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی

البانی نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے

جبکہ دارقطنی علل ج ٦ ص ٥٤ میں اس روایت پر کہتے ہیں
وسئل عن حديث مالك بن يخامر عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ربي في أحسن صورة فقال لي يا محمد فيم يختصم الملا الاعلى الحديث بطوله فقال .... قال ليس فيها صحيح وكلها مضطربة

اس کی کوئی سند صحیح نہیں تمام مضطرب ہیں

شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں اس روایت پر کہتے ہیں
ضعيف لاضطرابه
اضطراب کی بنا پر ضعیف ہے

ابن حجر کتاب "النکت الظراف 38/4 میں کہتے ہیں

.هذا حديث اضطرب الرواةُ في إسناده، وليس يثبت عن أهل المعرفة

اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں ثابت نہیں ہیں

كتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458هـ) کہتے ہیں

وقوله: " فيم يختصم الملأ الأعلى " وقد تكلمنا عَلَى هَذَا السؤال فِي أول الكتاب فِي قوله: " رأيت ربي " فإن قِيلَ: هَذَا الخبر كان رؤيا منام، والشيء يرى فِي المنام عَلَى خلاف مَا يكون

اور قول کس پر الملأ الأعلى جھگڑا کر رہے ہیں ؟ اور اس سوال پر ہم نے اس کتاب کے شروع میں کلام کیا ہے کہ اگر کہیں کہ یہ خبر نیند کا خواب ہے اور یا چیز جو نیند میں دیکھی تو یہ اس کے خلاف ہے جو کہا گیا

القاضي أبو يعلى کے مطابق یہ سب معراج پر ہوا نہ کہ نیند میں

اس کے برعکس ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں موقف لیا کہ یہ نیند میں ہوا

وَإِنَّمَا الرُّؤْيَةُ فِي أَحَادِيثَ مَدَنِيَّة كَانَتْ فِي الْمَنَامِ كَحَدِيث مُعَاذ بْنِ جَبَل: " «أَتَانِي الْبَارِحَةَ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَة» " إِلَى آخِرِه، فَهَذَا مَنَامٌ رَآهُ فِي الْمَدِينَة، * وَكَذَلِكَ مَا شَابَهَهُ كُلُّهَا كَانَتْ فِي الْمَدِينَة فِي الْمَنَامِ

اور یہ دیکھنا نیند میں تھا جو مدینہ کی احادیث ہیں جیسے معاذ بن جبل کی حدیث کل میرا رب اچھی صورت میرے پاس آیا آخر تک تو یہ نیند میں دیکھا تھا مدینہ میں اور اسی طرح روایات ہیں جو مدینہ میں نیند میں ہیں

یعنی ۵۰۰ صدی ہجری کے بعد حنابلہ کا ان روایات پر اختلاف ہوا کہ یہ نیند میں دیکھا تھا یا معراج پر پس ان مخصوص روایات کو ابن تیمیہ نے خواب قرار دیا

ابن تیمیہ کے ہم عصر امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اس قسم کی ایک روایت (رأيت ربي جعدا أمرد عليه حلة خضراء میں نے اپنے رب کو بغیر داڑھی مونچھ مرد کی صورت سبز لباس میں دیکھا) پر لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّد الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُحَمَّد بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَات) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْد المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاس، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ . وَهُوَ بِتَمَامه فِي تَأْليف البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَ السَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ – وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُم بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأ وَالنِّسْيَان، فَأَوَّلُ الخَبَرِ: قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْث. وَالَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيْلُ عَدَمُ الرُّؤْيَة مَعَ إِمْكَانِهَا ، فَنَقِفُ عَنْ هَذِه المَسْأَلَة، فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ المَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيْه، فَإِثْبَاتُ ذَلِكَ أَوْ نَفْيُهُ صَعْبٌ، وَالوُقُوْفُ سَبِيْلُ السَّلاَمَة – وَاللهُ أَعْلَمُ -. وَإِذَا ثَبَتَ شَيْءٌ، قُلْنَا بِه، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنْ أَثْبَتَ الرُّؤْيَةَ لِنَبِيِّنَا -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا، وَلاَ مَنْ نَفَاهَا، بَلْ نَقُوْلُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، بَلَى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنْ أَنْكَرَ الرُّؤْيَةَ فِي الآخِرَة، إِذْ رُؤْيَةُ الله فِي الآخِرَة ثَبَتَ بِنُصُوْصٍ مُتَوَافِرَةٍ.

بیہقی نے کتاب الصفات میں روایت کیا .... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا .. اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے اور یہ خبر منکر ہے – ہم اللہ سے اس پر سلامتی چاہتے ہیں پس نہ تو یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر ہے اور اگر یہ سب غیر الزام زدہ ہوں بھی تو یہ خطاء و نسیان سے کہاں معصوم ہیں ؟ اب جو پہلی خبر ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا – اس میں نیند کی کوئی قید نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات دیکھا اس حدیث کے ظاہر سے دلیل لیتے ہوئے – پر رویت نہیں ہے اس کا امکان ہے جو اس دلیل میں ہے – پس ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ اسلام کا حسن ہے کہ آدمی اس کو چھوڑ دے جس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس رویت باری کا اثبات یا نفی مشکل ہے اور اس میں توقف میں سلامتی ہے و اللہ اعلم اور اگر ایک چیز ثابت ہو تو ہم اس کا کہیں گے اور نہ ہی ہم برا کہیں گے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات کرے کہ انہوں نے دیکھا اس دنیا میں نہ اس کا انکار کریں گے بلکہ کہیں گے اللہ اور اسکا رسول جانتے ہیں بلا شبہ ہم برا کہیں گے اور رد کریں گے جو اس کا انکار کرے کہ یہ رویت آخرت میں بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کو آخرت میں دیکھنا نصوص موجودہ سے ثابت ہے

الذھبی کے بعد انے والے ابن کثیر سورہ النجم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ» فَإِنَّهُ حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ، لَكِنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَنَامِ كَمَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ

پس جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جو امام احمد نے روایت کی ہے حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کو دیکھا تو اس کی اسناد الصحیح کی شرط پر ہیں لیکن اس کو مختصرا روایت کیا ہے نیند کی حدیث میں جیسا امام احمد نے کیا ہے

الزركشي الشافعي (المتوفى: 794هـ) کتاب تشنيف المسامع بجمع الجوامع لتاج الدين السبكي میں لکھتے ہیں

هل يجوز أن يرى في المنام؟ اختلف فيه فجوزه معظم المثبتة للرؤية من غير كيفية وجهة مقابلة وخيال، وحكي عن كثير من السلف أنهم رأوه كذلك ولأن ما جاز رؤيته لا تختلف بين النوم واليقظة وصارت طائفة إلى أنه مستحيل لأن ما يرى في النوم خيال ومثال وهما على القديم محال، والخلاف في هذه المسألة عزيز قل من ذكره وقد ظفرت به في كلام الصابوني من الحنفية في عقيدته والقاضي أبي يعلى من الحنابلة في كتابه (المعتمد الكبير)، ونقل عن أحمد أنه قال: رأيت رب (94/ك) العزة في النوم فقلت: يا رب، ما أفضل ما يتقرب به المتقربون إليك؟ قال: كلامي يا أحمد قلت: يا رب، بفهم أو بغير فهم، قال: بفهم وبغير فهم قال: وهذا يدل من مذهب أحمد على الجواز، قال: ويدل له حديث: ((رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة)) وما كان من النبوة لا يكون إلا حقا ولأن من صنف في تعبير الرؤيا ذكر فيه رؤية الله تعالى وتكلم عليه، قال ابن سيرين: إذا رأى الله عز وجل أو رأى أنه يكلمه فإنه يدخل الجنة وينجو من هم كان فيه إن شاء الله تعالى. واحتج المانع بأنه لو كان رؤيته في المنام جائزة لجازت في اليقظة في دار الدنيا. والجواب: أن الشرع منع من رؤيته في الدنيا ولم يمنعه في المنام

کیا یہ جائز ہے کہ الله تعالی کو نیند میں دیکھا جائے ؟ اس میں اختلاف ہے ... اور بہت اور ایک طائفہ گیا ہے کہ یہ ... سے سلف سے حکایت کیا گیا ہے انہوں نے دیکھا ممکن نہیں ہے کیونکہ نیند میں جو دیکھا جاتا ہے وہ خیال و مثال ہوتا ہے .... اور اسکے خلاف احناف میں الصابونی کا عقیدہ میں کلام ہے اور حنابلہ میں قاضی ابو یعلی کا کتاب المعتمد میں ... اور امام احمد کا مذهب جواز کا ہے ... اور اس کا جواب ہے ہے کہ شرع میں دنیا میں دیکھنا منع ہے لیکن نیند میں منع نہیں ہے

ابن حجر فتح الباری ج ١٢ ص ٣٨٧ میں قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہیں

وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي جَوَازِ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْمَنَامِ

اور الله تعالی کو نیند میں دیکھنے پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے

تابعین اور اصحاب رسول کا اللہ تعالی کو خواب میں دیکھنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول

کتاب ظلال الجنہ کے مطابق

ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَفْضَلُ مَا يَرَى أَحَدُكُمْ فِي مَنَامِهِ أَنْ يرى ربه أو نَبِيَّهُ أَوْ يَرَى وَالِدَيْهِ مَاتَا على الإسلام.

ابو بکر نے کہا سب سے افضل جو تم نیند میں دیکھتے ہو وہ یہ ہے کہ اپنے رب کو دیکھو یا اپنے نبی کو یا اپنے والدین کو جن کی موت اسلام پر ہوئی

البانی اس اثر کے تحت لکھتے ہیں

إسناده ضعيف ورجاله ثقات غير العباس بن ميمون فلم أعرفه

اس کی اسناد ضعیف ہیں اور رجال ثقات ہیں سوائے عباس بن میمون کے جس کو میں نہیں جانتا

ابن سیرین کا قول

مسند الدارمی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ قُطْبَةَ، عَنْ يُوسُفَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: «مَنْ رَأَى رَبَّهُ فِي الْمَنَامِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ابْنِ سِيرِينَ نے کہا جس نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا وہ جنت میں داخل ہوا

اس کی سند میں یوسف الصَّبّاغِ ہے جو سخت ضعیف ہے لیکن صوفی منش ابو نعیم نے حلیہ الاولیاء میں اس کو نقل کر دیا

مسند دارمی کے محقق حسين سليم أسد الداراني اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں

یعنی بعض نے اس طرح کی روایات کو رد کیا- بعض نے اس کو معراج کا واقعہ کہا جو نیند نہیں تھا اور بعض نے اس کو خواب قرار دیا – بعض نے تقسیم کی مثلا ابن تیمیہ کے نزدیک ابن عباس کی رویت باری سے متعلق روایات صحیح ہیں لیکن شانوں پر ہاتھ رکھنے والی روایت مدینہ کا خواب ہے اور گھنگھریالے بالوں والی روایت قلبی رویت ہے اور دونوں صحیح ہیں – الذہبی کے نزدیک دونوں لائق التفات نہیں ہیں

الغرض الله تعالی کو خواب میں دیکھنا سلف میں اختلافی مسئلہ رہا ہے جس میں راقم کی رائے میں یہ روایات ضعیف ہیں

کیا امام ابن تیمیہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اللہ کو دیکھا
کیا امام ابن تیمیہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ کو دیکھا اور جو دیکھا اس کی تفصیل ان کے نزدیک کیا ہے
میں نے صالح المنجد کی ویب سائٹ پر دیکھا ہے کہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ
کو مرد کی صورت دیکھا
پلیز وضاحت کر دیں

جواب

امام ابن تیمیہ کے بارے میں لوگوں نے مختلف اقوال منسوب کر دیے ہیں مثلا یہ کہا
جا رہا ہے کہ وہ اس مرد کی صورت والی روایت کو خواب کہتے تھے اس طرح آج کل اس
بات کو رخ موڑ کر اس کو چھپا دیا جاتا ہے

ابن تیمیہ اپنی کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية کی جلد اول میں
یعنی کتاب کے شروع میں بیان کرتے ہیں کہ عام لوگوں نے خواب میں رویت الباری کا
ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دیکھا تو جو انہوں نے خواب میں دیکھا اس سے اللہ تعالی کی
صورت ثابت نہیں ہوئی
ولكن لا بد أن تكون الصورة التي رآه فيها مناسبة ومشابهة لاعتقاده في ربه فإن كان إيمانه
. واعتقاده مطابقا أتي من الصور وسمع من الكلام ما يناسب ذلك
اور اس میں شک نہیں کہ جو صورت ان لوگوں نے دیکھی وہ اس مناسبت اور مشابہت
پر تھی جو ان کا اپنے رب پر اعتقاد ہے

لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویت الباری والی روایت پر جلد ۷ میں
بحث کی تو اس کو خواب نہیں کہا بلکہ کہا

أن أحاديث ابن عباس عنده في اليقظة لكن لم يقل بعينيه فاحتجاج المحتج بهذه الآية
وجوابه بقوله ألست ترى السماء قال بلى قال فكلها ترى دليل على أنه أثبت رؤية العين وقد
يقال بل أثبت رؤية القلب ورؤية النبي بقلبه كرؤية العين

ابن عباس کی احادیث ان کے نزدیک جاگنے میں ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہا کہ آنکھ … پس اس میں دلیل ہے کہ یہ رویت آنکھ سے ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ قلبی رویت ہے اور نبی کی قلبی رویت، آنکھ سے دیکھنے کی طرح ہے
ابن تیمیہ اپنی کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية ج ٧ ص ٢٩٤ میں کہتے ہیں

فأما خبر قتادة والحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس وخبر عبد الله بن أبي سلمة عن ابن عباس فبين واضح أن ابن عباس رضي الله عنهما كان يثبت أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ربه وهذا من كلامه يقتضي أنه اعتمد هذه الطرق وأنها تفيد رؤية العين لله
پس جہاں تک قتادہ اور حکم بن ابان کی عکرمہ سے ان کی ابن عباس سے خبر ہے اور وہ خبر جو عبدالله بن ابی سلمہ کی ابن عباس سے ہے وہ واضح کرتی ہے کہ ابن عباس اثبات کرتے تھے
کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور یہ کلام تقاضی کرتا ہے کہ اس طرق پر اعتماد کرتے تھے اور یہ فائدہ دیتا ہے کہ یہ الله کو دیکھنا آنکھ سے ہے
اس کتاب میں ابن تیمیہ روایات پیش کرتے ہیں

قال الخلال أبنا الحسن بن ناصح قال حدثنا الأسود بن عامر شاذان ثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ربه جعدًا قططا أمرد في حلة حمراء والصواب حلة خضراء

ورواه أبو الحافظ أبوالحسن الدارقطني فقال حدثنا عبد الله بن جعفر بن خشيش حدثنا محمد بن منصور الطوسي ثنا أسود ابن عامر قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه رأى ربه عز وجل شابًّا أمرد جعدًا قططا في حلة خضراء

ورواه القطيعي والطبراني قالا حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي حدثنا الأسود بن عامر قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى اله عليه وسلم رأيت ربي في صورة شاب أمرد له وفرة جعد قطط في روضة خضراء

ابن تیمیہ کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية ج ٧ ص ٢٢٥ پر ان روایات کو پیش کرتے ہیں اور امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ
قال حدثنا عبد الله بن الإمام أحمد حدثني أبي قال حدثنا الأسود بن عامر حدثنا حماد بن

سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في صورة شاب أمرد له وفرة جعد قطط في روضة خضراء قال وأبلغت أن الطبراني قال حديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس في الرؤية صحيح وقال من زعم أني رجعت عن هذا الحديث بعدما حدثت به فقد كذب وقال هذا حديث رواه جماعة من الصحابة عن النبي صلى الله عليه وسلم وجماعة من التابعين عن ابن عباس وجماعة من تابعي التابعين عن عكرمة وجماعة من الثقات عن حماد بن سلمة قال وقال أبي رحمه الله روى هذا الحديث جماعة من الأئمة الثقات عن حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم وذكر أسماءهم بطولها وأخبرنا محمد بن عبيد الله الأنصاري سمعت أبا الحسن عبيد الله بن محمد بن معدان يقول سمعت سليمان بن أحمد يقول سمعت ابن صدقة الحافظ يقول من لم يؤمن بحديث عكرمة فهو زنديق وأخبرنا محمد بن سليمان قال سمعت بندار بن أبي إسحاق يقول سمعت علي بن محمد بن أبان يقول سمعت البراذعي يقول سمعت أبا زرعة الرازي يقول من أنكر حديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عيه وسلم رأيت ربي عز وجل فهو معتزلي

عبد الله کہتے ہیں کہ امام احمد نے کہا حدثنا الأسود بن عامر حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما نبی صلی الله علیہ وسلم نے کہا میں نے اپنے رب کو ایک مرد کی صورت دیکھا جس کے گھنگھریالے بال تھے اور مجھ تک پہنچا کہ طبرانی نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے جو یہ کہے کہ اس کو روایت کرنے کے بعد میں نے اس سے رجوع کیا جھوٹا ہے اور امام احمد نے کہا اس کو صحابہ کی ایک جماعت رسول الله سے روایت کرتی ہے .... اور ابو زرعہ نے کہا جو اس کا انکار کرے وہ معتزلی ہے

یعنی امام ابن تیمیہ ان روایات کو صحیح کہتے تھے اور ان کی بنیاد پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے الله تعالی کو قلب سے دیکھا حنابلہ میں بہت سے لوگ مانتے ہیں کہ معراج حقیقی تھی جسم کے ساتھ تھی نہ کہ خواب اور وہ ان روایات کو معراج پر مانتے ہیں ابن تیمیہ ان کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن قلبی رویت مانتے ہیں

صالح المنجد یہ اقرار کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ائمہ نے صحیح کہا ہے

ورد حديث يفيد رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه مناما على صورة شاب أمرد ، وهو حديث مختلف في صحته ، صححه بعض الأئمة ، وضعفه آخرون

https://islamqa.info/ar/152835
————-
اور ان کے مطابق صحیح کہتے والے ہیں

. وممن صحح الحديث من الأئمة : أحمد بن حنبل ، وأبو يعلى الحنبلي ، وأبو زرعة الرازي

یہ وہ ائمہ ہیں جن میں حنابلہ کے سرخیل امام احمد اور قاضی ابویعلی ہیں اور ابن تیمیہ بھی اس کو صحیح سمجھتے ہیں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص مانتے ہیں

صالح المنجد کہتے ہیں
. وممن ضعفه : يحيى بن معين ، والنسائي ، وابن حبان ، وابن حجر ، والسيوطي
قال شيخ الإسلام ابن تيمية في "بيان تلبيس الجهمية": (7/ 229): " وكلها [يعني روايات الحديث] فيها ما يبين أن ذلك كان في المنام وأنه كان بالمدينة إلا حديث عكرمة عن ابن عباس وقد جعل أحمد أصلهما واحداً وكذلك قال العلماء."
وقال أيضا (7/ 194): " وهذا الحديث الذي أمر أحمد بتحديثه قد صرح فيه بأنه رأى ذلك في المنام " انتهى .

یہ علمی خیانت ہے ابن تیمیہ نے معاذ بن جبل کی روایت کو خواب والی قرار دیا ہے نہ کہ ابن عباس سے منسوب روایات کو

اسی سوال سے منسلک ایک تحقیق میں محقق لکھتے ہیں کہ یہ مرد کی صورت والی روایت کو صحیح کہتے تھے
http://www.dorar.net/art/483
((رأيت ربي في صورة شاب أمرد جعد عليه حلة خضراء))
:وهذا الحديث من هذا الطريق صححه جمعٌ من أهل العلم، منهم
الإمام أحمد (المنتخب من علل الخلال: ص282، وإبطال التأويلات لأبي يعلى 139/1)
وأبو زرعة الرازي (إبطال التأويلات لأبي يعلى 144/1)
والطبراني (إبطال التأويلات لأبي يعلى 143/1)
وأبو الحسن بن بشار (إبطال التأويلات 1/ 142، 143، 222)
وأبو يعلى في (إبطال التأويلات 1/ 141، 142، 143)

وابن صدقة (إبطال التأويلات 144/1) (تلبيس الجهمية 7 /225)
وابن تيمية في (بيان تلبيس الجهمية 290/7، 356) (طبعة مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف- 1426هـ)

اس لسٹ میں ابن تیمیہ بھی شامل ہیں

كتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية ج ٧ ص ٢٩٤ پر	منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية ج ٥ ص ٣٨٤ پر / ج ٧ ص ٤٣٢
فأما خبر قتادة والحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس وخبر عبد الله بن أبي سلمة عن ابن عباس فبين واضح أن ابن عباس رضي الله عنهما كان يثبت أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ربه وهذا من كلامه يقتضي أنه اعتمد هذه الطرق وأنها تفيد رؤية العين لله التي ينزل عليها پس جہاں تک قتادہ اور حکم بن ابان کی عکرمہ سے ان کی ابن عباس سے خبر ہے اور وہ خبر جو عبداللہ بن ابی سلمہ کی ابن عباس سے ہے وہ واضح کرتی ہے کہ ابن عباس اثبات کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور یہ کلام تقاضی کرتا ہے کہ اس طرق پر اعتماد کرتے تھے اور یہ فائدہ دیتا ہے کہ یہ اللہ کو دیکھنا آنکھ سے ہےاسی کتاب میں ابن تیمیہ لکھتے ہیںوهذه مسألة وقعت في عصر الصحابة فكان ابن عباس وأنس وغيرهما يثبتون رؤيته في ليلة المعراج وكانت عائشة تنكر رؤيته بعينه في تلك الليلةاور یہ مسئلہ واقع ہوا دور صحابہ میں کہ ابن عباس اور انس اور دیگر اصحاب اثبات کرتے کہ معراج کی رات دیکھا اور عائشہ انکار کرتیں کہ اس رات	وَأَمَّا لَيْلَةُ الْمِعْرَاجِ فَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَعْرُوفَةِ أَنَّهُ رَآهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ اور جہاں تک معراج کی رات کا تعلق ہے تو اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ اس رات دیکھا اور کہا وَأَحَادِيثُ الْمِعْرَاجِ الَّتِي فِي الصِّحَاحِ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ أَحَادِيثِ ذِكْرِ الرُّؤْيَةِ اور جو معراج کی احادیث صحیحین میں ہیں ان میں رویت پر کوئی چیز نہیں ہے

آنکھ سے دیکھاابن تیمیہ ابن عباس کی گھنگھریالے بالوں والے رب کی روایات پر کہتے ہیں أن أحاديث ابن عباس عنده في اليقظة لكن لم يقل بعينيه فاحتجاج المحتج بهذه الآية وجوابه بقوله ألست ترى السماء قال بلى قال فكلها ترى دليل على أنه أثبت رؤية العين وقد يقال بل أثبت رؤية القلب ورؤية النبي بقلبه كرؤية العينابن عباس کی احادیث ان کے نزدیک جاگنے میں ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہا کہ آنکھ ... پس اس میں دلیل ہے کہ یہ رویت آنکھ سے ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ قلبی رویت ہے اور نبی کی قلبی رویت، آنکھ سے دیکھنے کی طرح ہےیعنی ابن تیمیہ کے نزدیک رسول الله نے قلب کی آنکھ سے الله کو دیکھا جو حقیقی آنکھ سے دیکھنے کے مترادف تھا کیونکہ انبیاء کی آنکھ سوتی ہے قلب نہیں	

الغرض ابن تیمیہ کے نزدیک نبی صلی الله علیہ وسلم نے الله کو قلبی آنکھ سے دیکھا جو حقیقی آنکھ سے دیکھنے کے مترادف ہے لیکن یہ معراج پر نہیں ہوا

اللہ تعالی کے اسماء کا مفہوم معلوم ہے مثلا وہ الرحمان ہے العلی ہے الغفور ہے یا اسی طرح کے ۹۹ نام اور قرآن میں بیان کردہ اس کی تعریف یہ سب نام عربی میں اپنے مفہوم میں معلوم ہیں- لیکن اللہ تعالی کا عرشپر استوی کی کیفیت معلوم نہیں ہے نہ ہی عرش کی نوعیت پتا ہے لہذا استوی پر ایمان ہے اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے اس بنا پر ان کو متشابہات کہا جاتا ہے جس کی تاویل منع ہے -جب بھی اللہ کے لئے کوئی کیفیت آئے گی اس کا احاطہ انسانی ذہن سے باہر ہو گا مثلا اس کا نزول اور استوی اس بنا پر اہل تفویض کہتے ہیں ہم ان کا معنی اللہ کے سپرد کرتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں-قرآن میں ہے {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ} (آل عمران:7) ان کی تاویل صرف اللہ کو پتا ہے

ناموں اور کیفیت کے علاوہ ایک تیسری نوع لوگوں نے اس میں ایجاد کی ہے کہ وہ تمام آیات اور احادیث جن میں چہرہ ہاتھ پیر آنکھ پنڈلی بالوں کا ذکر ہے ان کو صفت ذات کہا ہے اس طرح یہ لوگ تجسم کے مرتکب ہوتے ہیں – یہ وہ گروہ تاویل کے لفظ کو بھی بدلتا ہے اور صفات میں تاویل کرنے کو جائز کہتا ہے مثلا اپنی کتابوں میں بعض حضرات جگہ جگہ اویل کا لفظ لکھتے ہیں جو تاویل کی تحریف ہے کیونکہ متشبہات کی تاویل منع ہے تو اس سے بچنے کے لئے انہوں نے تاویل کے لفظ کے مادہ سے اویل کا لفظ ایجاد کیا ہے جبکہ یہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے

التعطیل کا قول ہے کہ جو بھی صفت ذات سمجھی گئی ہے اس کا مفہوم بھی تفویض کر دیا جائے

یہ مسئلہ اہل سنت میں چلا آ رہا ہے بعض تجسیم تک جا چکے ہیں اور بعض التعطیل میں بہت آگے چلے گئے ہیں

اللہ کے ۹۹ نام کس طرح بنتے ہیں؟

جواب

جو ۹۹ اسماء ہیں إن مین ۸۲ قرآن سے لئے گئے ہیں باقی بھی قرآن سے ہیں لیکن استخراجی ہیں
مثلا
الباسط قرآن میں نہیں ہے قرآن میں ہے
أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

اس سے الباسط کا استخراج کیا گیا ہے

الشافی قرآن میں نہیں لیکن قرآن کے مطابق الله شفا دیتا ہے لہذا اس کو الله کا نام کہا گیا ہے

القابض الله کا استخراجی نام ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے
وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ
زمین تمام اَس کے قبضہ میں ہو گی
اسی طرح جب مالک الملک تمام آسمانوں کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر دکھائے گا کہ وہی قدرت والا ہے

الله احسان کرتا ہے لہذا المحسن ہے لیکن یہ نام قرآن میں نہیں ہے اس پر ایک ضعیف حدیث ہے لہذا یہ بھی استخراجی نام ہے
اسی طرح المنان یعنی احسان کرنے والا نام رکھا گیا ہے

الرفیق حدیث میں ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم کا آخری کلام تھا اے الله تو رفیق الاعلی ہے

اور بھی کچھ نام ہیں جو حدیث میں ہیں اسطرح ۹۹ نام بنتے ہیں

کیا الدھر اللہ کا نام ہے ؟

Sahih Bukhari Hadees # 4826

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ"".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہوں۔
اس حدیث کی روشنی میں ہمیں کیا بولنا چاہیے زمانے کی جگہ؟؟

جواب

مختصرا روایت متشابہات میں سے ہے اس کا مفہوم مجھ پر واضح نہیں ہوا اس کی سند صحیح سمجھی گئی ہے لیکن صرف ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے مروی ہے کوئی اور صحابی اس مفہوم کی روایت بیان نہیں کرتا

تفصیل ہے

عرب کہتے تھے کہ ہم کو زمانہ ہلاک کرتا ہے وہ سمجھتے تھے کہ الله روح قبض نہیں کرتا وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ روح پرندہ بن جاتی ہے
یعنی معاد کا انکار کرتے تھے
جب کوئی مرتا تو کہتے زمانے نے مارا
وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَى وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ
ہندو مت میں زمانہ کو کال کہا جاتا ہے مایا کہا جاتا ہے مقصد یہی ہوتا ہے کہ زمانہ الله تعالی سے الگ نہیں الله ہی ہے ہم کو جو نظر آ رہا ہے وہ حقیقت نہیں اصل میں الله ہے

ہندو نظریہ وحدت الوجود ہے لیکن مفسرین کے مطابق عرب کے اہل جاہلیت اللہ کو رب کہتے تھے وہ وحدت الوجودی نہیں تھے لیکن دوبارہ زندگی کے قائل نہیں تھے اس بنا پر ایسا کہتے تھے
صحیح ابن حبان میں ہے
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: «كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ: إِنَّمَا يُهْلِكُنَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، هُوَ الَّذِي يُهْلِكُنَا، وَيُمِيتُنَا، وَيُحْيِينَا، قَالَ اللَّهُ: {مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا} الْآيَةَ» [الجاثية: 24] سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ نے کہا اہل جاہلیت کہتے ہم کو دن و رات مار رہے ہیں یہی ہم کو مارتے اور موت دیتے اور زندہ کرتے ہیں اور اللہ نے کہا یہ کہتے ہیں زندگی صرف دنیا کی ہی ہے
ابن تیمیہ نے لکھا
وَكَثِيراً مَا جَرَى مِنْ كَلَامِ الشُّعَرَاءِ وَأَمْثَالِهِمْ نَحْوُ هَذَا كَقَوْلِهِمْ : يَا دَهْرُ فَعَلْت كَذَا
عرب اکثر شاعری میں کہتے
اے دھر تو نے ایسا کیا

اس تناظر میں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے تو اسلام میں یہ صحیح نہیں لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اللہ ہی مارتا اور زندہ کرتا ہے پھر صحیح ہے
مسلم شخص زمانے کے برے حالات کو اصل میں برا کہہ رہا ہوتا ہے
مصیبت پر کہتا ہے
انا للہ و انا الیہ راجعون

روایت میں الفاظ ہیں وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
اللہ تعالی نے کہا میں زمانہ ہوں سب میرے ہاتھ میں ہے دن و رات کو پلٹ رہا ہوں

یہ روایت سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اور أَبِي سَلَمَةَ کی سند سے اتی ہے

بیہقی الآداب للبيهقي میں کہتے ہیں
يَعْنِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ هُوَ الَّذِي يَفْعَلُ بِهِ مَا يَنْزِلُ بِهِ مِنَ الْمَصَائِبِ، فَالْأَمْرُ بِيَدِهِ، يُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ كَيْفَ شَاءَ، وَإِذَا سَبَّ فَاعِلَهَا كَانَ قَدْ سَبَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
یعنی و اللہ اعلم اللہ تعالی ہی ہے جو مصائب کو نازل کرتا ہے پس اپنے ہاتھ سے حکم کرتا ہے دن و رات کو پلٹتا ہے جیسا چاہتا ہے اور جب (اس زمانے کو ایسا) کرنے والے کو گالی دی جائے تو گویا اس نے اللہ کو گالی دی

اشکال لا ينحل

اس روایت کے مطابق الله تعالی نے اپنا نام الدھر رکھا ہے
صحیح مسلم میں ہے
فَإِن الله هُوَ الدَّهْر
الله ہی الدھر ہے

لیکن اسماء و صفات میں بحث میں قاضی ابی یعلی نے إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں لکھا ہے
وَقَدْ ذَكَرَ شيخنا أَبُو عبد اللَّه رحمه اللَّه هَذَا الحديث فِي كتابه وَقَالَ: لا يجوز أن يسمى اللَّه دهرا
امام ابن حامد نے اس روایت کو اپنی کتاب میں لکھا ہے لیکن کہا کسی کے لئے جائز نہیں کہ الله کو دھر قرار دے

ابن تیمیہ نے کتاب بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية میں لکھا
وقال حنبل: سمعت هارون الحمال يقول لأبي عبد الله: كنا عند سفيان بن عيينة بمكة، فحدثنا أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا تسبوا الدهر» فقام فتح بن سهل فقال: يا أبا محمد نقول: يا دهر ارزقنا: فسمعت سفيان يقول: خذوه فإنه جهمي. وهرب، فقال أبو عبد الله: القوم يردون الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نؤمن بها، ولا نرد على رسول الله صلى الله عليه وسلم قوله» قال القاضي: «وظاهر هذا أنه أخذ بظاهر الحديث، ويحتمل أن يكون قوله: ونحن نؤمن بها راجع إلى أخبار الصفات في الجملة، ولم يرجع إلى هذا الحديث خاصة» .

امام احمد نے کہا ہم ابن عيينة کے پاس مکہ میں تھے پس رسول الله کی حدیث روایت ہوئی الدھر کو گالی مت دو- پس فتح بن سھل کھڑا ہوا بولا اے ابو محمد ہم کہیں اے الدھر ہم کو رزق دے ؟ پس سفیان نے کہا اس کو پکڑو یہ جمہی ہے اور وہ بھاگا پس امام احمد نے کہا ایک قوم ہے جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی احادیث کو رد کرتی ہے اور ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور ہم رد نہیں کریں گے جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہا ہو – قاضی ابو یعلی نے کہا پس انہوں نے اس حدیث کو اس کے ظاہر پر لیا

ابن تیمیہ نے مزید کہا
فبين أن الدهر، الذي هو الليل والنهار، خلق له وبيده، وأنه يجدده ويبليه، فامتنع أن يكون

اسمًا له
پس واضح ہوا کہ الدھر یہ دن و رات ہیں .. پس یہ اسماء میں سے نہیں

بعض محدثین اور صوفیاء کے نزدیک الدھر اللہ کا نام ہے البتہ ابن تیمیہ اور محمد صالح العثیمین کے نزدیک یہ اسماء الحسنی میں سے نہیں ہے

اس اختلاف کی ایک وجہ ابن مندہ کی کتاب التوحید ہے جس میں ایک روایت میں ہے
والله هُوَ الدَّهرَ
اور اللہ کی قسم اللہ ہی الدھر ہے

یہ روایت خلق افعال العباد میں بھی ہے
حَدَّثَنَا مُوسَى، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاء بْنِ عَبْد الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيه، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّه عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «اسْتَقَرَضْتُ منَ ابْنِ آدَمَ فَلَمْ يُقْرِضْني وَشَتَمَني، يَقُولُ وَادَهْرَاهُ، وَاللَّهُ هُوَ الدَّهْرُ، وَكُلُّ شَيْءِ منِ ابْنِ آدَمَ يأَكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجَبُ ذَنَبِه فَإِنَّهُ يُخْلَقُ عَلَيْه حَتَّى يُبْعَثَ مِنْهُ«

اس روایت کی بنیاد پر اللہ تعالی کا ایک نام الدَّائمُ کہا جاتا ہے جو الدھر کی روایت سے نکالا گیا ہے یعنی الدھر کو نام قرار دینے کی بجائے اسی روایت سے الدائم کا استنباط کیا گیا ہے
معتقد أهل السنة والجماعة في أسماء الله الحسنى
المؤلف: محمد بن خليفة بن علي التميمي
الناشر: أضواء السلف، الرياض، المملكة العربية السعودية

ابن تیمیہ نے لکھا
قَوْلُ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّاد وَطَائِفَة مَعَهُ منْ أَهْلِ الْحَديث وَالصُّوفيَّة : إنَّ الدَّهْرَ منْ أَسْمَاء اللَّه تَعَالَى وَمَعْنَاهُ الْقَديمُ الْأَزَلِيُّ وَرَوَوْا فِي بَعْضِ الْأَدْعيَة : يَا دَهْرُ يَا ديهور يَا ديهار وَهَذَا الْمَعْنَى صَحيحٌ ؛ لِأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ هُوَ الْأَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَهُ شَيْءٌ وَهُوَ الْآخرُ لَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ
نعیم بن حماد اور اہل حدیث اور صوفیاء کا ایک گروہ کہتے ہیں کہ دھر اللہ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا معنی قدیم و ازلی ہے – اور بعض دعاؤں میں ہے اے دھر یا اے یا دیھور یا دیھار اور یہ معنی صحیح ہیں کیونکہ اللہ ہی ہے جو اول ہے اس سے قبل کچھ چیز نہیں اور وہی ہے جو بعد میں ہے اس کے بعد کچھ نہیں

وہابی عالم أبو عبد الرحمن محمود بن محمد الملاح نے كتاب الأحاديث الضعيفة والموضوعة التي حكم عليها الحافظ ابن كثير في تفسيره میں لکھا کہ
وقد غلط ابن حزم ومن نحا نحوه من الظاهرية في عدهم الدهر من الأسماء الحسنى،
اور ابن حزم اور ان کے جیسے ظاہریہ نے غلط کیا کہ اسماء الحسنی میں سے الدھر کو بھی گنا

المحلی بالآثار میں ابن حزم نے کہا کہ اللہ کے نام جو صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیے گئے ہیں ان میں ہیں
وَمِمَّا صَحَّ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآله وَسَلَّمَ -، وَقَدْ بَلَغَ إحْصَاؤُنَا مِنْهَا إلَى مَا نَذْكُرُ -:
وَهِيَ -: اللَّهُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْعَلِيمُ، الْحَكِيمُ، الْكَرِيمُ، الْعَظِيمُ، الْحَلِيمُ، الْقَيُّومُ، الْأَكْرَمُ، السَّلَامُ، التَّوَّابُ، الرَّبُّ، الْوَهَّابُ، الْإِلَهُ، الْقَرِيبُ، السَّمِيعُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْعَزِيزُ، الشَّاكِرُ، الْقَاهِرُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْكَبِيرُ، الْخَبِيرُ، الْقَدِيرُ، الْبَصِيرُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْمُصَوِّرُ، الْبَرُّ، مُقْتَدِرٌ، الْبَارِي، الْعَلِيُّ، الْغَنِيُّ، الْوَلِيُّ، الْقَوِيُّ، الْحَيُّ، الْحَمِيدُ، الْمَجِيدُ، الْوَدُودُ، الصَّمَدُ، الْأَحَدُ، الْوَاحِدُ، الْأَوَّلُ، الْأَعْلَى، الْمُتَعَالُ، الْخَالِقُ، الْخَلَّاقُ، الرَّزَّاقُ، الْحَقُّ، اللَّطِيفُ، رَءُوفٌ، عَفُوٌّ، الْفَتَّاحُ، الْمَتِينُ، الْمُبِينُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْبَاطِنُ، الْقُدُّوسُ، الْمَلِكُ، مَلِيكٌ، الْأَكْبَرُ، الْأَعَزُّ، السَّيِّدُ، سُبُّوحٌ، وِتْرٌ، مُحْسِنٌ، جَمِيلٌ، رَفِيقٌ، الْمُسَعِّرُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الشَّافِي، الْمُعْطِي، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الدَّهْرُ

اس میں آخر میں الدھر بھی ہے

البانی نے صَحِيحُ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ میں لکھا کہ
وكان ابن داودَ (2) ينكِر رواية أهل الحديث: "وأنا الدهر" بضم الراء ويقول: لو كان كذلك كان (الدهر) اسماً من أسماء الله عز وجل،
أبو بكر محمد بن داود الظاهري نے محدثین کی روایت کا را کی زبر کے ساتھ انکار کیا اور کہا جاتا ہے اگر ایسا ہو تو الدھر بھی اسماء الہی میں سے ہو جاتا ہے

البوصيري نے إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة میں لکھا
وَكَانَ ابْنُ دَاوُدَ يُنْكِرُ رِوَايَةَ أَهْلِ الْحَدِيثِ"وَأَنَا الدهرُ" بِضَمِّ الرَّاءِ
اور أبو بكر محمدَ بن داود نے محدَثین کی اس روایت کا را کَی زبر سے (آنا الدھر کا) انکار کیا

یعنی نعیم بن حماد بعض محدثین ابن حزم اور ابو بکر داود نے الدھر کو اسماء الحسنی میں شمار کیا
ابن عربی نے بھی اس کو اسم قرار دیا
کتاب فيض الباري على صحيح البخاري از انور شاہ کشمیری کے مطابق
وقال الشيخُ الأكبرُ: إنَّه من الأسماء الحُسْنَى. وفي «تفسير الرازي»: أنه تلقَّى وظيفةً من أحد مشايخه: يا دهر، يا ديهار، يا ديهور.
ابن عربی نے کہا یہ اسماء الحسنی میں سے ہے

تفسير غرائب القرآن ورغائب الفرقان از نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمي النيسابوري (المتوفى: 850هـ) کے مطابق
ومن جملة الأذكار الشريفة: يا هو يا من لا هو إلا هو، يا أزل يا أبد يا دهر يا ديهور يا من هو الحي الذي لا يموت. ولقد لقنني بعض المشايخ من الذكر: يا هو يا من هو هو يا من لا هو إلا هو يا من لا هو بلا هو إلا هو. فالأول فناء عما سوى الله، والثاني فناء في الله، والثالث فناء عما سوى الذات، والرابع فناء عن الفناء عما سوى الذات.
ازکار شریفہ ہیں جن میں سے ہے اے وہ اے وہ جس کے سوا کوئی نہیں اے ازل اے ابد اے دھر اے دیھور اے وہ جو زندہ ہے جو نہ مرے گا اور میں بعض مشایخ سے ملا جنہوں نے ذکر کیا اے وہ اے وہ جو وہ ہے جس کے سوا کوئی نہیں ...

تفسير الرازئ میں ایک بحث کو ختم کرتے ہوئے فخر الدين الرازي نے لکھا
وَلْنَخْتِمْ هَذَا الْفَصْلَ بِذِكْرٍ شَرِيفٍ رَأَيْتُهُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ: يَا هُوَ، يَا مَنْ لَا هُوَ إِلَّا هُوَ، يَا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، يَا أَزَلُ، يَا أَبَدُ، يَا دَهْرُ، يَا دَيْهَارُ، يَا دَيْهُورُ، يَا مَنْ هُوَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

اس طرح الله تعالی کے چار نام دَهْرَ، دَيْهَارُ، دَيْهُورُ اور الدائم اسی الدھر کی روایت سے نکالے گئے ہیں

راقم کو لگتا ہے کہ الله ھو- الله ھو کے مشہور ورد کے پیچھے بھی اسی الدھر کا فلسفہ ہے

راقم کہتا ہے الله تعالی نے قرآن میں کہا
هل أتى على الإنسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا
کیا انسان پر دھر میں کوئی مدت گزری جب وہ قابل ذکر چیز نہیں تھا

یہاں دھر کو مدت سے ملایا گیا ہے لہذا یہ اسماء میں سے نہیں کیونکہ الله کا نام بدل نہیں سکتا وہ مدت نہیں کہ جو بدلتی رہے
زمانہ بدلتا ہے جبکہ اسماء کی حقیقت نہیں بدل سکتی لہذا اس روایت کو متشابہ سمجھا جائے گا

مشکل یہ ہے کہ ایک طرف تو اہل حدیث کا اور سلفیوں کا اصول ہے کہ حدیث قدسی یا صحیح اور صحیح حدیث میں اگر ضمیر الله کی طرف ہو تو اس کو ظاہر و حقیقی لیں گے یعنی اگر حدیث میں الله کے لئے کہا جائے وہ نزول کرتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں یہ حقیقی نزول ہے عربی کا ادبی انداز نہیں ہے لیکن جب حدیث میں قسما کہا جائے کہ الله الدہر ہے تو یہ اس کو اس کے ظاہر پر نہیں لیتے تاویل کرتے ہیں

راقم ان احادیث کو متشابہات قرار دیتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا پر سوال ہے ؟

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا أَصَابَ أَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حَزَنٌ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ (2) عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ

اے اللہ میں تجھ سے تیرے ہر نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو تو اپنے نفس کے رکھے یا اپنی کتاب میں نازل کیے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھائے یا وہ جو تیرے علم غیب میں جمع ہیں

جواب

دارقطنی العلل میں اس کو ضعیف کہتے ہیں اس کی سند میں أَبُو سَلَمَةَ الْجُهَنِيُّ جو مجھول ہے

سند کا دوسرا راوی فضیل بن مرزوق بھی مجھول ہے مسند احمد کی تعلیق میں شعیب اس کو ضعیف روایت کہتے ہیں اور فضیل بن مرزوق پر لکھتے ہیں

فقال المنذري في "الترغيب والترهيب" 581/4: قال بعض مشايخنا: لا ندري من هو، وقال الذهبي في "الميزان" 533/4، والحسيني في "الإكمال" ص 517: لا يدرى من هو، وتابعهما الحافظ في "تعجيل المنفعة"

حسين سليم أسد الدّاراني - عبده علي الكوشك کتاب موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان میں اس کی تعلیق میں أبو سلمة الجهني پر کہتے ہیں

والحق أنه مجهول الحال، وابن حبان يذكر أمثاله في الثقات، ويحتج به في الصحيح إذا كان ما رواه ليس بمنكر". وانظر أيضاً "تعجيل المنفعة" ص (490 - 491).

حق یہ ہے کہ یہ مجهول الحال ہے اور ابن حبان نے ان جیسوں کو الثقات میں ذکر کر دیا ہے اور صحیح میں اس سے دلیل لی ہے

اس روایت کی بعض اسناد میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ بھی ہے جو ضعیف ہے

لہذا روایت ضعیف اور مجھول لوگوں کی روایت کردہ ہے

جب الله کو پکارا جاتا ہے تو اس کو رحمت مانگتے وقت یا القهار نہیں کہا جاتا جبکہ یہ بھی الله کا نام ہے - مسند احمد کی روایت کے مطابق الله کو پکارتے وقت اس کے تمام ناموں کو پکارا گیا ہے جو سنت کا عمل نہیں

صحیح حدیث کے مطابق الله تعالی کے ۹۹ نام ہیں لیکن اس مسند احمد کی ضعیف روایت کے مطابق بے شمار ہیں

لہذا بعض کہتے ہیں أسماء الله تعالى غير محصورة بعدد معين الله تعالی کے اسماء ایک مخصوص عدد (یعنی صرف ۹۹) نہیں ہیں

امام بخاری اس کے برعکس صحیح میں باب إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا (الله کے سو میں ایک کم نام ہیں) میں حدیث پیش کرتے ہیں

إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ

بے شک الله کے ۹۹ نام ہیں سو میں ایک کم جس نے ان کو یاد کیا جنت میں داخل ہو گا

یہاں واضح ہے کہ وہ روایت جس میں بے شمار ناموں کا ذکر ہو منکر ہے

کہا جاتا ہے کہ اگر ہم کہیں کہ نام صرف ننانوے ہیں یا اسماء الحسنی محدود ہیں جو ہمارے علم میں ہیں یا آپ کے علم میں ہیں تو اس سے صفات بھی محدود ہو جائیں گی اور ایسا ہونے سے خدا ، خدا کیسے رہے گا ؟ اس پر راقم کہتا ہے وہ تمام صفات جو کسی ذات کو معبود

و اله و رب قرار دیتی ہوں وہ ان ننانوے ناموں میں سمٹ کر بیان ہو چکی ہیں – اس سے الله کی تعریف محدود نہیں ہوئی بلکہ ان ناموں کی شرح مزید کی جا سکتی ہے - صفت سے مراد لغوا تعریف ہے لیکن یہ اصلا فلسفہ کی اصطلاح ہے جس کی مراد ہے کہ وہ چزیں جو کسی ذات یا جسم کو دیگر سے ممتاز کر دیں- جب ہم کسی چیز کو الله کی صفت کہیں گے اور وہ کسی اور میں بھی ہو تو پھر وہ صفت الله کا نام نہیں ہے-

قرآن میں ہے

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا

کہئے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کے لیے روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں گو اتنا ہی ہم اور بڑھا دیں

اس آیت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ الله تعالی کے ۹۹ نہیں لا تعداد نام ہیں-

جبکہ اس میں صرف کلمات کا ذکر ہے نہ کہ اسماء الحسنی کا- مثلا الله تعالی کا کلمہ کن ہے – کن نام نہیں ہے یہ حکم ہے – لہذا کلمات سے مراد وہ حکم ہے جو مخلوق کو دیے جا رہے ہیں چاہے زمین میں ہوں یا آسمانوں میں

کیااللہ نور ہے؟

جواب

قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا

اَللّٰهُ نُـوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۚ مَثَلُ نُـوْرِهٖ كَمِشْكَاةٍ فِيْـهَا مِصْبَاحٌ ۖ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ۖ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّـهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُـوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَكَادُ زَيْتُـهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّوْرٌ عَلٰى نُـوْرٍ ۗ يَـهْدِى اللّـٰهُ لِنُـوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللّـٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّـٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْـمٌ (35)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ ہو، چراغ شیشے کی قندیل میں ہے، قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہوجائے اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کے ابتدائی حصے کو لے کر اور اس کے آگے کے متن کو صرف نظر کر کے دعوی کیا جاتا ہے کہ الله تعالی نور ہے - نور اس کی صفت ہے -

آیت میں الله تعالی کو نور ، نور ہدایت کے معنوں میں کہا گیا ہے نہ کہ ان معنوں میں کہ وہ نور ہے – اگر الله نور ہے تو النور الله کا نام بن جائے گا یہ بات مسئلہ الصفات میں بالکل واضح قبول کی جاتی ہے – الله تعالی کے نام ننانوے ہیں جس کی خبر حدیث میں ہے اور یہ قرآن و حدیث سے لئے جاتے ہیں – ان میں النور کو الله کا نام نہیں کہا جا سکتا کیونکہ الله تعالی نے خبر دی کہ نور اس کی مخلوق ہے- سورہ الانعام میں ہے

اَلْحَـمْدُ لِلّـٰهِ الَّـذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُـمَاتِ وَالنُّوْرَ ۖ ثُـمَّ الَّـذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّـهِـمْ يَعْدِلُوْنَ (1)

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا، پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نور تو اللہ تعالی کی مخلوق ہے اسی کو ہم دیکھ رہے ہیں - اگ جلتی ہے تو نور نکلتا ہے – نور سورج سے چاند سے نکلتا ہے لہذا اس کی کیفیت معلوم ہے مجھول نہیں ہے

– سورہ نور کی آیت میں سمجھا کر بتایا گیا ہے کہ الله کا نور   ایسا ہے جیسا زیتون کا خالص تیل ہو جو   جب بطور ایندھن   جلتا ہے تو اس میں سے (رات) میں کرنیں پھوٹتی ہیں تو ماجول منور ہو جاتا ہے، اسی طرح کفر کے ظلمات میں ایمان کا نور جگمگاتا ہے اور اس کا رسول سرجا منیرا ہے   یعنی ایک چمکتا چراغ-

آیت میں الله نے اپنے نور کی مثال زیتون کے جلتے تیل سے دی ہے- یہ مثال الله کی ذات کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس نے خود فرما دیا

لیس کمثلہ شی
اس کی مثال کوئی چیز نہیں

لہذا زیتون کا جلتا تیل الله   تعالی کے نور ذات کو بیان نہیں کر رہا   اس کے نور ہدایت کو بیان کر رہا ہے- اس کو   اردو اور عربی میں تشبیہ دینا کہا جاتا ہے-

الله مسلسل ہدایت دے رہا ہے اور اسی کو نور کہا گیا ہے کہ مومن کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے- الله تعالی کے ننانوے نام ہیں ان کو اسماء الحسنی کہا جاتا ہے اور یہی حدیث میں ہے - اور قرآن میں بھی اسماء الحسنی سے مانگنے کا ذکر ہے- لہذا اسماء الحسنی ننانوے سے اوپر نہیں ہیں-   جو بھی الله کا نام ہے وہ الله کے لئے خاص ہے اور کسی اور کا نہیں ہو سکتا-   البانی کا   کہنا ہے کہ اس   پر کوئی صحیح حدیث نہیں کہ النور الله کا اسم ہو _[28]

لا أعلم أن (النور) من أسماء الله عز وجل في حديث صحيح[29]

میں نہیں جانتا کہ کسی صحیح حدیث میں النور کو الله   تعالی کا اسماء الحسنی میں ذکر کیا گیا ہو

صحیح مسلم ، ابن ماجہ، مسند احمد میں ہے

---

[28] ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں لکھا اور اس کو بلا جزم کہا
فالنور وإن كان اسماً لله، فقد يقع اسم النور على بعض المخلوقين، فليس معنى النور الذي هو اسم لله في المعنى مثل النور الذي هو خلق الله
اور النور اگر الله کا نام ہو تو پھر اس اسم نور کا اطلاق مخلوق پر بھی کیا گیا ہے لہذا نور کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ الله کا وہ اسم ہے جو ان معنوں میں ہے کہ وہ مخلوق جیسا ہو گا

[29] https://www.youtube.com/watch?v=IPlrzAU1_90&feature=youtu.be

حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ

النور اس کا حجاب ہے اگر وہ اس النور کو اٹھادے تو اس کے وَجْهِهِ کا (جمال یا) جلال و عظمت[30] اس سب کو جلا دیں گی جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نگاہ جائے

یعنی تمام مخلوق بھسم ہو جائے گی-معلوم ہوا کہ النور نام نہیں کیونکہ یہ حجاب عظمت کا نام ہے-

صحیح مسلم میں ہے کہ نور اللہ کا حجاب ہے تو ظاہر ہے اللہ کا نور اور اس کا حجاب ایک نہیں ہیں- صحیح مسلم کی ایک اور حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ»

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ رسول اللہ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا

سمجھا جا سکتا ہے کہ صرف حجاب کو دیکھا البتہ اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک میں عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِيّ ضعیف الحَدِیث ہے - ابن عدی الکامل میں روایت پیش کرتے ہیں

---

[30]

مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار از جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کے مطابق سبحات" وجهه، هي جلاله وعظمته، وأصلها جمع سبحة : كتاب العين از الخليل بن أحمد بن عمرو بن تميم الفراهيدي البصري (المتوفى: 170هـ) نے اس کی شرح ہے کہ

وقال سعد بن مسمع: ذا سُبْحَة لو كان حلو المعجم أي: ذا جمال. وهذا من سُبُحات الوجه، وهو محاسنه
سعد بن مسمع نے کہا ... یعنی جمال اور یہ سبحات الوجہ ہے یعنی محاسن
الأسماء والصفات للبيهقي از البيهقي (المتوفى: 458هـ) میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ , أنا أَبُو الْحَسَنِ الْكَارِزِيُّ , أنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: يُقَالُ فِي السُّبْحَةِ: إِنَّهَا جَلَالُ وَجْهِ اللَّهِ , وَمِنْهَا قِيلَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّمَا هُوَ تَعْظِيمٌ لَهُ وَتَنْزِيهٌ

الأسماء والصفات للبيهقي میں ہے
إِنَّ سُبُحَاتِ مِنَ التَّسْبِيحِ الَّذِي هُوَ التَّعْظِيمُ
بے شک یہ سُبُحَاتِ اس تسبیح میں سے ہے جو اس کی تعظیم ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا مُحَمد بْنُ الْمنْهَال، حَدَّثَنا عُمَر بن حبيب، حَدَّثَنا خَالدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ حُمَيْد بْنِ هلال عَنْ عَبد اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَن أَبِي ذَرٍّ، قالَ: قُلتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ كَيْفَ أَرَاهُ، وَهو نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ.

وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ خَالِدِ الحذاء غير محفوظ.

کہتے ہیں یہ روایت عمر بن حبیب کی سند سے غیر محفوظ ہے- اس روایت کے دوسرے طرق میں يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي ہے اور اس طرق سے امام مسلم نے صحیح میں اس کو نقل کیا ہے- کتاب ذخيرة الحفاظ از ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) کے مطابق

حَدِيث: نور أَنى أرَاهُ. رَوَاهُ يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي: عَن قَتَادَة، عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: قلت لأبي ذَر: لَو رَأَيْت رَسُول الله لسألته، قَالَ لي: عَمَّا كنت تسأله؟ قَالَ: كنت أسأله: هَل رأى ربه عز وَجل؟ فَقَالَ: قد سَأَلته، فَقَالَ: نور أرِيه مرَّتَيْنِ أَو ثَلَاثًا. وَهَذَا لم بروه عَن قَتَادَة غير يزِيد هَذَا، وَلَا عَن يزِيد غير مُعْتَمر بن سُلَيْمَان، وَكلَاهُمَا ثقتان، وَحكِي عَن يحيى بن معِين أَنه قَالَ: يزِيد فِي قَتَادَة لَيْسَ بذلك وَأنكر عَلَيْهِ رِوَايَته: عَن قَتَادَة عَن أنس.

حديث میں نے نور دیکھا اس کو يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي نے قتادہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شقيق سے روایت کیا ہے کہا ہے میں نے ابو ذر سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ کو دیکھتا تو پوچھتا ؟ انہوں نے کہا کیا پوچھتے ؟ میں نے کہا پوچھتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے پوچھا تھا پس کہا میں نے دو یا تین بار نور دیکھا اور اس کو روایت نہیں کیا قتادہ سے مگر یزید نے اور یزید سے کسی نے روایت نہیں کیا سوائے معتمر بن سلیمان کے اور یہ دونوں ثقہ ہیں اور یحیی بن معین سے حکایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا یزید قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا اچھا نہیں ہے اور اس کی روایات کا انکار کیا جو قتادہ عن انس سے ہوں

ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق میں الذھبی کہتے ہیں قال القطان ليس بذاك

تاريخ الاسلام میں الذھبی کہتے ہیں وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هُوَ فِي قَتَادَةَ لَيْسَ بِذَاكَ ابن معین کہتے ہیں قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا (اچھا) نہیں ہے

ميزان الاعتدال في نقد الرجال میں الذھبی اس نور والی روایت کا يزيد بن إبراهيم کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں اس کا اور معتمر کا تفرد ہے

محمد بن وزير الواسطي، حدثنا معتمر بن سليمان، عن يزيد بن إبراهيم، عن قتادة، عن عبد الله بن شقيق، قال: قلت لأبي ذر: لو رأيت النبي صلى الله عليه وسلم لسألته: هل رأى ربه؟ فقال: قد سألته فقال لي: نور إني أراه مرتين أو ثلاثا تفرد به عن قتادة وما رواه عنه سوى معتمر

صحیح مسلم کی جیسی سند سے اس روایت کی تخریج ابن خزیمہ نے اپنی کتاب التوحید میں بھی کی ہے وہاں اس کو ذکر کیا

حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ، قَالَ: عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي الْقَلْبِ مِنْ صِحَّةِ سَنَدِ هَذَا الْخَبَرِ شَيْءٌ، لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْآثَارِ فَطَنَ لِعِلَّةٍ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْخَبَرِ، فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَقِيقٍ، كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُثْبِتُ أَبَا ذَرٍّ، وَلَا يَعْرِفُهُ بِعَيْنِهِ وَاسْمِهِ وَنَسَبِهِ لِأَنَّ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثَنَا قَالَ: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ، يَقُولُ: «لِيَبْشِرْ أَصْحَابُ الْكُنُوزِ بِكَرَّةٍ فِي الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ» فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ، صَاحِبُ رَسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ يَذْكُرُ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَقُولُ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرِ سُودٍ، خُبِّرَ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ، كَأَنَّهُ لَا يُثْبِتُهُ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ - وَقَوْلُهُ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» ، يَحْتَمِلُ مَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا نَفْيٌ، أَيْ: كَيْفَ أَرَاهُ، وَهُوَ نُورٌ، وَالْمَعْنَى الثَّانِي أَيْ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ، وَأَيْنَ رَأَيْتَهُ، وَهُوَ نُورٌ، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ إِدْرَاكَ مَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ، كَمَا قَالَ عِكْرِمَةُ: «إِنَّ اللَّهَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ لَا يُدْرِكُهُ شَيْءٌ» وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هَذَا التَّأْوِيلِ الثَّانِي: أَنَّ إِمَامَ أَهْلِ زَمَانِهِ فِي الْعِلْمِ وَالْأَخْبَارِ: مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ ثَنَا بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ،.... فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «رَأَيْتُ نُورًا»

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، وَقَالَ: «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ»

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ أَيْضًا، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيَّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ....: «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ

كَذَا قَالَ لَنَا بُنْدَارٌ» أَنَّى أَرَاهُ "، لَا كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى، فَإِنَّ أَبَا مُوسَى قَالَ: «أَنَّى أَرَاهُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ نے کہا ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو ان سے سوال کرتا- ابو ذر نے پوچھا کیا سوال کرتے ؟ کہا میں سوال کرتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا تھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے یہ سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا نور میں نے دیکھا (نور ، میں کیسے دیکھتا)- أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة (المتوفى: 311هـ) نے کہا دل میں اس سند کی صحت پر کوئی چیز (کھٹکتی) ہے- اہل اثار یا محدثین علماء میں سے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں کسی کو نہ دیکھا جو اس خبر کی سند کی علت پر جانتے ہوں کیونکہ عبد اللہ بن شقیق کی روایت ابو ذر سے مضبوط نہیں ہے اور نہ یہ آنکھ سے دیکھا گیا ہے نہ نام و نسب سے جانا جاتا ہے - کیونکہ أَبَو مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثَنَا قَالَ: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا کہ میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خزانوں کے اصحاب کو بشارت دو کہ زندگی کی صبح ہے اور موت ہے – پس (لوگوں نے) کہا یہ

ابو ذر ہیں صاحب رسول الله صلى الله عليہ وسلم - ابن خزیمہ نے کہا پس عبد الله بن شقیق نے ابو ذر کی موت کے بعد کا ذکر کیا کہ اس نے ایک شخص کو کالے خیمہ میں کچھ کہتے سنا ، خبر دی یہ ابو ذر تھے ، گویا یہ اس کو بات ثابت نہیں کہتے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ابو ذر کون ہیں- پھر اس کا یہ قول بھی ذو معنی ہے ایک میں نفی ہے یعنی اس کو کیسے دیکھتا وہ نور ہے اور دوسرا معنی ہے اس کو کیسے کہاں دیکھ پاتا وہ نور ہے - .... دوم : امام اہل زمانہ علم و اخبار امام بندار نے اس حدیث پر کہا

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ نے روایت کیا ہے .... میں نے نور دیکھا

اور يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ نے أَبَو مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى کی طرح روایت کیا ہے ..... میں نے نور دیکھا

اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نے روایت کیا ہے ..... نور ہے میں کیسے دیکھتا

اسی طرح بندار نے کہا اور وہ نہیں کہا جو أَبَو مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى نے روایت کیا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَبَهْزٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ بَهْزٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ. قَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَقَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» يَعْنِي عَلَى طَرِيقِ الْإِيجَاب. (حم)

21392

فرمایا نور ہے، کیسے دیکھتا ! یعنی قبول و ایجاب کے انداز میں کہا

اس روایت کا متن مضطرب تو ہے ہی عبد الله بن شقیق کا ابوذر رضی الله عنہ سے ملنا بھی مشکوک ہے کیونکہ یہ دور عمر رضی الله عنہ کا وقوعہ بیان کیا گیا ہے -

مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَايِرَ سُودٍ يَقُولُ: " أَلَا أَبْشِرْ أَصْحَابَ الْكُنُوزِ بِكَيٍّ فِي الْجِبَاهِ وَالْجُنُوبِ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيق نے کہا میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خبر دار میں خزانوں کے اصحاب کو بشارت نہ دوں وہ اپنے آگے اور پہلو پر روئیں گے - پس (لوگوں نے) کہا یہ ابو ذر ہیں صاحب رسول الله صلی الله علیہ وسلم -

سنن الكبرى البيهقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّد الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُؤَمَّلِ، ثنا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الله الْبَصْرِيُّ , ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أنبأ يَعْلَى بْنُ عُبَيْد، ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاس، عَنْ عَبْدِ الله بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَجُلٌ طَوِيلٌ أَسْوَدُ , فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ عَلَى أَيِّ حَالٍ هُوَ الْيَوْمَ , قَالَ: قُلْتُ: أَصَائِمٌ أَنْتَ؟ قَالَ: " نَعَمْ " وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ الْإِذْنَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَدَخَلُوا فَأُتِينَا بِقِصَاعٍ فَأَكَلَ فَحَرَّكْتُهُ أُذَكِّرُهُ بِيَدِي فَقَالَ: " إِنِّي لَمْ أَنْسَ مَا قُلْتُ لَكَ أَخْبَرْتُكَ أَنِّي صَائِمٌ إِنِّي أَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَأَنَا أَبَدًا صَائِمٌ "

عبد الله بن شقیق نے کہا میں مدینہ پہنچا وہاں ایک بہت لمبا آدمی دیکھا جو کالا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ کہا گیا ابو ذر میں نے اس سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تم (ابو ذر) کس حال میں ہو - کہا میں نے کہا : کیا روزے سے ہو ؟ ابو ذر نے کہا ہاں اور وہ عمر رضی الله عنہ کی آواز کا انتظار کر رہے تھے پس ایک کھانا آیا اس کو کھایا ... پھر کہا میں تم کو نہیں جانتا میں نے تم کو جو کہا اس کی خبر دیتا ہوں میں روزے سے تھا میں ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھتا ہوں پس میں ہمیشہ روزے سے ہوں

طبقات الکبری از ابن سعد میں ہے

كُنَّا جُلُوسًا بِبَابِ عُمَرَ وَمَعَنَا أَبُو ذَرٍّ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ أَذِنَ عُمَرُ، فَأُتِيَ بِالْعَشَاءِ، فَأَكَلَ

ہم سب مل کر عمر کے گھر کے باب پر پہنچے اور ابو ذ ر ساتھ تھے - انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں پھر عمر نے ان کو اجازت دی تو رات کا کھانا کھایا -

اس کلام میں کس قدر اضطراب ہے کہ عمر رضی الله عنہ جن کے دور میں اصحاب رسول فارغ البال تھے مدینہ میں غلاموں کی کثرت تھی اس دور میں ابو ذر کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا ؟ یا للعجب

پھر جندب بن جنادة ابو ذر غفاری رضی الله عنہ سے عبد الله بن شقیق دور عمر میں مدینہ میں ملے تو ان کا سماع کثیر اصحاب رسول سے کیوں نہیں ہے ؟ تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

قال عَبّاس بن الوَليد: حدَّثنا عَبد الأعلى ، حدَّثنا الجُرَيرِيّ، عَنْ عَبد اللهِ بْنِ شَقِيق، قَالَ: جاورتُ أبا هُرَيرةَ سَنَةً.

عبد الله بن شقیق نے کہا میں نے ابو ہریرہ کے ساتھ ایک سال گزارا

جب عبد الله بن شقیق نے دور عمر پا لیا تو خود عمر رضی الله عنہ سے ان کی روایت کی تعداد اتنی کم کیوں ہے جبکہ انہوں نے مدینہ میں ایک سال گزارا ہے جو کوئی کم مدت نہیں ہے - عبد الله بن شقیق نے نہ تو عثمان رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے نہ علی رضی الله عنہ سے نہ ابو سعید الخدری رضی الله عنہ سے نہ جابر بن عبد الله رضی الله عنہ سے

محدثین میں بعض کی رائے عبد الله بن شقیق پر منفی ہے -

العقيلي نے عبد الله بن شقیق کا شمار الضعفاء میں کیا ہے اور خبر دی کہ

كَانَ التَّيْمِيّ سَيِّءَ الرَّأْيِ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

سُلَيْمَانُ بن طرخان التّيميّ کی عبد الله بن شقیق پر بری رائے تھی

اس بحث سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم کی اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا تھا اور اس روایت کے متن میں اضطراب ہے یہاں تک کہ عبد اللہ بن شقیق کی ابو ذر سے ملاقات ہوئی بھی یا نہیں اس پر بھی شک ہے

لہذا اول تو یہ روایت صحیح نہیں ہے پھر دوسری حدیث جس جو صحیح ہے اس میں حجاب کو نور کہا گیا ہے

کہا جاتا ہے کہ اگر نور الله تعالی کا نام نہیں تو بھی یہ صفت تو ممکن ہے - راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کیونکہ مسلئہ صفات میں یہ بات معروف ہے کہ جو بھی چیز الله کی صفت ہے وہ اس کا نام بن جاتی ہے - لہذا الله نور سماوات میں نور ہدایت ہی ہے یہ صفت نہیں ہے کیونکہ نور مخلوق ہے-

وہابی عالم محمد صالح المنجد کا کہتا ہے

ابن القيم كأنه يقرر هذا ويثبت اسم (النور) لكن لم يذكر له دليلاً،

ابن قیم نے اس کا اقرار کیا ہے کہ النور الله کا نام ہے لیکن اس پر دلیل نہیں دی

https://islamqa.info/ar/226255

راقم کہتا ہے **اجتماع الجيوش الإسلامية** میں ابن قیم نے لکھا ہے

والله سبحانه وتعالى سمى نفسه نورا ..... قال الله تعالى : (اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لا شَرْقِيَّةٍ وَلا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)
وقد فُسِّر قوله تعالى (اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ) بكونه منوّر السماوات والأرض ، وهادي أهل السماوات والأرض ، فبنوره اهتدى أهل السماوات والأرض، وهذا إنما هو فعله ، وإلا فالنور الذي هو من أوصافه قائم به ، ومنه اشتق له اسم النور الذي هو أحد الأسماء الحسنى

ابن قیم نے اس نام کا اشتقاق کیا ہے آیت النور سے

وہابی دائمی کمیٹی کا فتوی ہے

ولم يثبت أن (النور) من أسمائه تعالى ، وبناء على ذلك فلا يصح تعبيد الاسم له فلا يقال: (عبد النور)

النور اللہ کے نام کے طور پر ثابت نہیں لہذا یہ صحیح نہیں کہ بندوں کا نام عبد النور رکھا جائے

بن باز کا کہنا ہے

النور جاء مضافاً، فلا يُسمَّى (عبد النور)، ولم يأتِ اسمٌ لله تعالى النور

نور مضاف کے طور پر یا ہے پس عبد النور نام نہیں دیا جائے گا اور اسماء الحسنی کے طور پر النور نہیں آیا ہے

البانی کہتے ہیں

لا أعلم أن (النور) من أسماء الله عز وجل في حديث صحيح

میں نہیں جانتا کہ النور اسماء الحسنی کے طور پر کسی حدیث میں ذکر ہو

دوسری طرف سلف میں یہ نام ملتا ہے مثلا

عبد النور بن عبد الله بن سنان النوفلى ، أبو عثمان البصرى ، أبو الجوزاء (أخو أبى العالية) المتوفى ٢٤٦ هـ

أبو الضياء عبد النور بن إسماعيل بن إبراهيم الصيرفي المقرئ

محمد بْن عَبْد النّور، أبو عبد الله الكُوفيّ الخزاز الْمُقْرِئ. [الوفاة: 271 - 280 ه]

مُحَمَّد بن عَبْد النّور بن أحْمَد، أَبُو بَكْر الشَّيْبَانِيّ الإشبيلي. [المتوفى: 614 هـ]

يحيى بن عبد المُعطي بن عبد النّور، الشيخ زين الدِّين أبو الحُسَيْن الزّواويّ المغربيّ النَّحْويّ الفقيه الحَنَفي. [المتوفى: 628 هـ]

یہ محدثین و فقہاء ہیں اور کسی نے اس کا نام تبدیل نہیں کروایا

راقم کہتا ہے محدثین میں سے کسی کا اعتراض عبد النور نام پر معلوم نہیں ہوا جبکہ یہ نام غلط ہے

وہابی عالم عبد العزيز الراجحي شرح أصول السنة میں تحقیق میں کہتے ہیں

المحققين كشيخ الإسلام وابن القيم -رحمهما الله- وغيرهم من أهل السنة والجماعة أثبتوا اسم النور لله -عز وجل- وأن من أسمائه النور، وأن من وصفه النور

محققین شیخ اسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور دیگر اہل سنت کا اثبات ہے کہ النور اللہ کا نام ہے اور اللہ کی صفت ہے

دروس للشيخ عبد العزيز بن باز

المؤلف : عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى : 1420هـ)

مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية

ابن باز سے "نور الدائم" نام رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

نور الدائم إذا كان أراد به الله ، الدائم الله ، فنور الله ينبغي أن يغيَّر، لئلا يُظَن أنه نور الله الذي هو صفة الله سبحانه وتعالى ؛ فإن النور نوران: - نور هو صفة الله عز وجل، وهذا يختص به سبحانه.

- ونور مخلوق، من جنس الأنوار، مثل: الشمس، والقمر، وغير ذلك، هذه أنوار مخلوقة.

. ونور الإسلام مثل الأنوار المخلوقة

. فينبغي له أن يغير هذا الاسم حتى لا يوهم " . انتهى

نورالدائم" سے مراد اگر اللہ ہے ؛ کیونکہ ہمیشہ صرف اللہ ہی ہے ،تو ایسا نام تبدیل کر دینا چاہیے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس سے وہ نور مراد ہے جو اللہ کی صفت ہے ؛کیونکہ نور کی دو قسمیں ہیں:

وہ نور جو اللہ تعالی کی صفت ہے ،تو یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے ۔

نور سے مراد روشنیاں ہیں جو مخلوق ہیں جیسے سورج ،چاند وغیرہ یہ روشنی (کے ذرائع) مخلوق ہیں ۔اور اسلام کا نور بھی مخلوق نور میں شامل ہے۔
چنانچہ اسے چاہیے کہ ایسا نام تبدیل کر دے تاکہ (اللہ کی صفت کا) وہم نہ ہو انتہی

راقم کہتا ہے ایسا نام جو اللہ نے نہ رکھا ہو اس کو اللہ کا نام کہنا الحاد ہے

اس طرح یہ مسئلہ وہابی علماء میں اختلافی ہو گیا ہے-

راقم کہتا ہے النور اسماء الحسنی میں سے نہیں ہے

ضمیمہ تشریح اصطلاحات

لوگوس	لوگوس انجیل یوحنا میں استعمال شدہ لفظ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لوگوس اللہ تعالی سے الگ ہوا اور رحم مریم میں متشکل ہوا λόγος-LOGOS- الکلام
صفت	صفت کا لفظ فلسفہ یونان سے آیا ہے –یہ لفظ قرآن میں موجود نہیں ہے– صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آیا ہے جو روایت بالمعنی معلوم ہوتی ہے اور راوی پر جرح ہے- صفت کا لفظ بولنا امام ابن حزم کے نزدیک بدعت ہے
جهمی	جھمی سے مراد الجہم بن صفوان کا پیروکار ہے یا یہ عقیدہ رکھنے والا ہے کہ اللہ تعالی مخلوق سے ملا ہوا ہے- ان کی دلیل قرآن کی آیات ہیں ہو معکم این ما کنتم وغیرہ ہیں- جھمی فرقوں کے نزدیک ان کا معبود ہر جگہ حاضر ہے یعنی موجود ہے اور ناظر ہے یعنی نظر سے دیکھ رہا ہے–اللہ تعالی نے اپنا نام البصیر رکھا ہے اور الناظر ، نظر ہے ہے اسماء الحسنی میں الحاد ہے
الحشویہ/ المجسمیہ/ المشبهة	یہ فرقہ سمجھتا ہے کہ ان کا معبود عرش پر انسان کی طرح بیٹھا ہے اور اس کے اعضاء اسی طرح ہیں جس طرح انسان کے ہیں–ان کی سب سے بڑی دلیل صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا- یہ روایت امام مالک کے نزدیک منکر و قابل رد ہے-

المعطلہ	یہ معتزلہ پر ان کے مخالفین کا دیا ہوا نام ہے کہ انہوں نے اللہ کی بعض صفات کا انکار کر دیا
متشابھات	قرآن سورہ ال عمران میں ذکر ہے کہ قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکم آیات ہیں (جن میں احکام ہیں) دوسری متشابھات آیات ہیں جن کی اصل تاویل اللہ کو معلوم ہے۔ سلفی و وہابی فرقے کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول میں سے بعض کو متشابھات کی صحیح تاویل کا علم تھا اہل تشیع کہتے ہیں ان کی صحیح تاویل کا علم ائمہ اہل بیت کو ہے اشاعرہ علماء کہتے ہیں ان کی صحیح تاویل کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے بر صغیر کے اہل حدیث اس حوالے سے افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ اس پر کلام نہیں کرتے لیکن وقت پڑنے پر مان جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک آیات صفات متشابھات نہیں ہیں
اشاعرہ	ابو الحسن الاشعری المتوفی ۳۲۴ھ سے منسوب آراء و خیالات رکھنے والے علماء و متکلمین کو اشاعرہ کہا جاتا ہے۔ یہ علماء آیات صفات کی تاویل کے قائل ہیں لہٰذا ان کو الحشویہ کی جانب سے المووله (تاویل کرنے والے) کہا جاتا ہے
المفوضہ	وہ علماء جو آیات متشابھات پر بس ایمان لاتے ہیں اور معنوں کی کھوج نہیں کرتے ان کو المفوضہ کہا جاتا ہے یعنی یہ ان آیات کا اصل مفہوم اللہ تعالی کو سونپ دیتے ہیں۔ امام مالک اس گروہ میں پیش پیش ہیں۔
استوی علی العرش	اللہ تعالی عرش پر مستوی ہیں۔استوی کی اصل کیفیت و مطلب صرف اللہ تعالی کو معلوم ہے۔البتہ سلفی فرقوں میں اس لفظ کا ترجمہ لیا جاتا ہے اور یہ **استوی علی العرش** کو بعض اوقات کہتے **استقرار** (مطلب رکنا)، بعض اوقات کہتے ہیں **ارتفاع** (مطلب اونچا ہونا)، بعض اوقات کہتے ہیں **صعد** (مطلب چڑھنا)، بعض اوقات

کہتے ہیں **استیلاء یا استولیٰ** (مطلب قبضہ اور قدرت غلبہ)، بعض اوقات کہتے ہیں **استعلاء** (مطلب صعد ہے یعنی چڑھنا) یہ ترجمے کرنا متشابھات میں دخل دینا ہے – سلفی فرقوں کے نزدیک آیات صفات متشابھات نہیں ہیں	
بذات سے مراد ہے کہ جب شرح کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اللہ بذات وہاں گیا یعنی اپنے علم کی وجہ سے وہاں نہیں تھا بلکہ اپنی ذات و وجود کے ساتھ تھا - بذاتہ کا لفظ بولنا بھی بدعت ہے	بِذَاتِه
حدیث نزول سے مراد وہ حدیث ہے جس میں روز آسمان دنیا پر رب تعالی کے نزول کا ذکر ہے – اہل حدیث و سلفی و وہابی فرقہ کے نزدیک اللہ تعالی حقیقی نزول کرتے ہیں، یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہے-	حدیث نزول
یہ مشہور مضطرب المتن روایت ہے جس میں ایک لونڈی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالی سے متعلق سوال وجواب کرتے ہیں- بعض روایات میں لونڈی بولتی ہے، بعض میں انگلی سے اشارہ کرتی ہے- روایتوں میں جواب بھی مختلف دیتی ہے – اس طرح یہ لونڈی والی روایت قابل دلیل نہیں رہی ہے لیکن اس کو بہت پیش کیا جاتا ہے	حدیث جاریہ
جھمی فرقوں میں سے بعض کے نزدیک ان کا معبود انرجی یا نور کی طرح کائنات میں پھیلا ہوا ہے – ان کے نزدیک ان کا رب نور ہے جس نے تخلیق کا آغاز کیا تو اپنی ذات کو تقسیم کیا – اس تقسیم میں جو نور اس سے جدا ہوا وہ نور محمدی تھا اور جسم کی شکل میں متشکل ہوا- اس نور کی وساطت سے تخلیق کے دیگر مراحل انجام دیے گئے - نور محمدی کی دلیل مصنف عبد الرزاق کی ایک منکر روایت ہے - یہ روایت بریلوی فرقے کے عقیدہ کی کلید ہے - اسی قسم کی روایتین	نور محمدی

اہل تشیع میں بھی موجود ہیں جن میں پنجتن پاک کا مصدر نور بتایا گیا ہے	
قرآن میں آیت الکرسی میں ذکر ہے کہ اللہ کی سلطنت آسمانوں و زمین پر پھیلی ہوئی ہے - سلفی فرقے کے نزدیک کرسی کا مطلب عرش ہے اور یہ فزیکلی پھیلا ہوا ہے - جھمی فرقوں کے نزدیک کرسی سات آسمان و زمین میں سرایت کیے ہوئے ہے یعنی مخلوق میں سے گذر رہی ہے -	کرسی
هَرْوَلَةً سے مراد تیز چلنا ہے - حدیث میں ہے کہ جو اللہ تعالی کے دین کی طرف کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی هَرْوَلَةً کرتا اس کی طرف اتا ہے - اشاعرہ کہتے ہیں اس کی تاویل کی جائے گی کہ اللہ تعالی رحمت کرتا ہے — سلفی و وہابی فرقے کہتے ہیں نہیں وہ واقعی چل کر اتا ہے	حدیث هَرْوَلَةً
مفسر مجاہد سے ایک قول تفسیر میں اتا ہے کہ روز محشر مقام المحمود سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر براجمان ہونا ہے - یہ منکر اثر ہے اس کی وجہ سے قرن سوم و چہارم کے بعض محدثین اس کے قائل تھے کہ واقعی ایسا ہو گا - آٹھویں صدی میں جا کر غیر مقلد فرقوں نے اس کا رد کیا لیکن وہابیوں میں ابھی تک یہ عقیدہ موجود ہے	يُقعد على العرش

ضمیمہ علمائے اشاعرہ و ماتریدیہ کی فہرست

أهل التفسير وعلماء علوم القرآن

القرطبي، ابن العربي، الرازي، ابن عطية، المحلي، البيضاوي، الثعالبي، أبو حيان، ابن الجزري، الزركشي، السيوطي، الالوسي، الزرقاني ، النسفي، القاسمي وغيرهم

أهل الحديث وعلماء علوم الحديث

الحاكم، البيهقي ، الخطيب البغدادي، ابن عساكر، الخطابي، أبو نعيم الاصبهاني ، القاضي عياض ، ابن الصلاح، المنذري، النووي، العز بن عبد السلام، الهيثمي، المزي، ابن حجر، ابن المنير، ابن بطال وغيرهم

شراح الصحيحين اور شراح السنن

العراقي، وابنه ابن جماعة، العيني، ابن فورك، ابن الملقن، ابن دقيق العيد ، ابن الزملكاني، الزيلعي، السيوطي، السخاوي، المناوي، علي القاري، البيقوني، اللكنوي، الزبيدي وغيرهم

أهل الفقه وفقهاء وعلماء اصول الفقه الحنفية

ابن نجيم ، الكاساني، السرخسي، الزيلعي، الحصكفي، الميرغناني، الكمال بن الهمام ، أمير الحاج البزدوي ، الخادمي، عبدالعزيز البخاري، ابن عابدين، الطحطاوي وغيرهم

المالكية

ابن رشد، القرافي ، الشاطبي ، ابن الحاجب، خليل الدردير، الدسوقي، زروق، اللقاني، الزرقاني، النفراوي، ابن جزي، العدوي، ابن الحاج السنوسي، ابن عليش وغيرهم

الشافعية

الجويني وابنه الرازي ، الغزالي، الامدي، الشيرازي، الاسفرائيني، الباقلاني ، المتولي، السمعاني، ابن الصلاح ، النووي، الرافعي، العز بن عبد السلام، ابن دقيق العيد ، ابن الرفعة ، السبكي ، البيضاوي، الحصني ، زكريا انصاري ، ابن حجر الهيتمي ، الرملي ،

الشربيني، المحل،ي ابن المقري، البجيرمي، البيجوري ، ابن القاسم ، قلوبي عميرة الغزي، ابن النقيب، العطار، البناني ، الدمياطي وغيرهم

أهل التواريخ وسير وتراجم

القاضي عياض ، المحب الطبري، ابن عساكر، الخطيب البغدادي ، أبو نعيم الاصبهاني، ابن حجر، المزي، السهيلي، الصالحي ،السيوطي، ابن االاثير، ابن خلدون، التلمساني، الصفدي، ابن خليكان وغيرهم

أهل اللغة وعلماء علوم اللغة

الجرجاني ، الغزويني ، ابن الانباري ، السيوطي، ابن مالك ، ابن عقيل، ابن هشام، ابن منظور، الفيروزآبادي ، الزبيدي،

.ابن ابن الحاجب، الازهري، أبوحيان، ابن لاثير. الجرجاني، الحموي وغيرهم فارس. .الكفوي. ابن آجروم،